الدَّاعِي إِلَى اللهِ لِلعَالَمِين

صَاحِبُ القَدَاسَةِ رِيَاضُ أَحْمَد جُوهَر شَاهِي

مَن يَدْعُو الإِنْسَانِيَّةَ إِلَى اللهِ،
هُوَ الإِمَامُ المَهْدِيُّ المُنْتَظَر.

تعليمات

سَيِّدِي يُونُس الگوهَر

"مہدیٔ برحق سرکار ریاض احمد گوہر شاہی"

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ

"اور ہم نے ساری اچھی چیزوں کو امام مبین کی ذات میں رکھا ہے۔"

الدَّاعِي إِلَى اللَّهِ لِلْعَالَمِينَ

صَاحِبُ الْقَدَاسَةِ رِيَاضِ أَحْمَدَ جَوْهَرْ شَاهِي

.مَنْ يَدْعُو الْإِنْسَانِيَّةَ إِلَى اللَّهِ، هُوَ الْإِمَامُ الْمَهْدِيُّ الْمُنْتَظَرُ

"تمام عالمین کو اللہ کی طرف بلانے والی ہستیِ معظم اور مقدس ذات والا سرکار ریاض احمد گوہر شاہی ہیں۔

انسانیت کو اللہ کی طرف دعوت دینے والی ذات مبارک امام مہدیٔ المنتظر سرکار گوہر شاہی ہیں۔"

تصنیف ہذا کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

اس کتاب میں موجود تمام روحانی و باطنی علم سیدی یونس الگوہر کی تعلیمات

کے مطابق تحریر کیا گیا ہے۔

Publisher: MFI the Awakening Network

Links: @ALRATV YouTube Channel

www.mfiawakening.org

info@mfiawakening.org, ALRA TV official line – +447472540642

فہرست مضامین

امام مہدی علیہ السلام کی تعلیم اور فیض کے دو ادوار 7

امام مہدی علیہ السلام کی عظمت کو پہچاننا کیوں ضروری ہے ؟ 8

نمائندہ امام مہدی کون ہیں؟ 10

ایمان کی حقیقت اور دورِ حاضر کا معیارِ ایمان 12

۱ .ایمان کیا ہے؟ 12

۲ .رب سے تعلق اور نظامِ نور 13

۳ .مرشد معیارِ ایمان 13

۴ .دورِ حاضر کا معیارِ ایمان: سیدی یونس الگوہر 14

حق کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے؟ 14

.جعلی گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی روحانی مفلسی کا پردہ فاش ہونا 16

توبہ کا دروازہ بند ہونے سے کیا مراد ہے؟ 17

آج کے دور میں منافق کی پہچان 18

قافلہِ مہدیؑ کی تیاری 19

انجمن سرفروشان اسلام کے عہدیداروں کی منافقت 21

ریگز انٹرنیشنل کا قیام 21

مشن کا تسلسل: مہدی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل 22

مخالفین کے اعتراضات اور ان کا بنیادی پس منظر 23

مخالفین کے اعتراضات کے جوابات 23

حصہ اول : 1۔خاندانی رشتے، باطنی آل اور ملوکیت کی حقیقت 23

2۔ سرکار گوہر شاہی کی ذات مبارک سے دین کے علمبردار خوفزدہ کیوں ہیں؟ 25

3۔ آپ سرکار گوہر شاہی کو رب کیوں کہتے ہیں؟ 26

4۔ اگر سرکار گوہر شاہی امام مہدی ہیں، تو پھر ان کا خانہ کعبہ سے ظہور کیوں نہیں ہوا؟ 27

5۔ کیا امام مہدی نئی کتاب، نئی سنت اور نیا امر لائیں گے؟ 29

مرتبۂ امام مہدیؑ، محمد ﷺ کا دوسرا دور اور حروفِ مقطعات کے اسرار 31

امام جعفر صادقؑ کا قول اور حضور پاک ﷺ کے ادوارِ مبارکہ کی حقیقت 31

سفر معراج، نویدِ مہدی اور ہم شکلِ مصطفیٰ ﷺ کا راز 31

"مہدی میں محمد ہو گا": محمد ﷺ کی جزوی منتقلی کا راز 32

حروفِ مقطعات کی حقیقت اور "ا ل م" کا فیض دورِ اول 34

"الر"، جدید کتاب اور دورِ ثانی کی سنت گوہر شاہی (جدید سنتِ مصطفیٰ) 35

6۔ غلبہ اسلام کی حقیقت، غیر مسلم کے دل میں اللہ کی محبت 36

سرکار گوہر شاہی کا عالم انسانیت کے لیے انقلابی پیغام 37

7۔ امام مہدی کے نام اور والدین کے نام کی احادیث کا تحقیقی تجزیہ 40

8۔ امام مہدی ہونے کا دعویٰ: نشانیاں اور تصدیق 41

9۔ احادیث کا تفتیشی مطالعہ اور "خانہ کعبہ کے خزانے" کی اصل حقیقت کیا ہے؟ 43

حصہ دوم: اہل تشیع کا تصورِ مہدی، غیبت اور اہل بیت کی حقیقت 45

باب ۱. عقیدۂ مہدیت اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند کا غائب ہونا 45

ظہورِ امام مہدیؑ اور لفظ "ظہور" کی علمی و باطنی حقیقت 46

باب ۲. غیبتِ امام مہدی کا مفہوم 47

غیبت کا مقصد، حکمت اور نظامِ فیض 48

باب ۳. آئمہ کے خاندان کے افراد، نور کا تناسب اور امامت کا معیار 49

باب ۴. آیت تطہیر اور اہل بیت کی تعریف و مصداق 50

آلِ رسول کی نورانیت اور امت کا مقامِ نور 52

امام مہدی علیہ السلام کے خلاف خاندان کی مخالفت 52

باب ۵: امام زین العابدین علیہ السلام اور حجرِ اسود کا واقعہ 53

باب ۶۔ امامت کا انتخاب—صرف اللہ کا فیصلہ 54

قریش کے قبائل، بنو ہاشم اور بنو امیہ کا پس منظر اور خلافت کا اشکال 54

اسلام کے دورخ: سیاسی پہلو اور روحانی پہلو (ولایت و امامت) کا تصور 55

جمہوریت، کثرتِ تعداد اور نفاذِ شریعت کے تضادات 56

تجدیدِ دین، اجتہاد اور عہد حاضر کے بدلتے حالات 56

قرآن کا فیصلہ - "اولوالامر" کا حکم 56

"امام مہدی تمام مذاہب کی تجدید کریں گے۔" 57

قرآن میں مذکور آزمائشیں اور بدلتی دنیا میں ان کی شکلیں 57

تجدیدِ دین، فقہی باریک بینی 58

حصہ سوم: امام مہدی، حضرت عیسیٰ اور دجال 59

باب ۱: امام مہدی علیہ السلام: جنگجو یا محبت کے پیغامبر؟ 59

باب ۲: روایات میں جلال اور رحمت، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کردار 60

باب ۳: دجال کون ہے؟ دو قافلے اور ایک آنکھ کی حدیث 61

باب ۴: لوگ کس بنیاد پر جڑیں گے؟ محبت اور نفرت کی تقسیم 63

باب ۵: ہرمجدون: آنے والی بڑی جنگ 64

باب ۶: امام مہدیؑ کا تعلق اور زبان 65

باب ۷: منادی: آسمانی اعلان سب کو کیوں سنائی نہیں دے گا؟ 67

حصہ چہارم: علم، ذکرِ قلب اور وسیلہ 69

باب ۱۔ باطنی علم کا ذریعہ کیا ہے؟ 69

باب ۲۔ ذکرِ قلب: قرآن و حدیث کی روشنی میں 70

باب ۳: وسیلہ اور مرشد کی ضرورت 73

شیخ عبدالقادر جیلانی اور اہل تشیع کی غلط فہمی کا ازالہ 75

باب ٤: علم کا حصول: کون سا علم فرض ہے؟ 76

کون سا علم حاصل کرنا فرض ہے؟ 77

دین سکھانے کا کوئی منظم نظام نہیں 78

باب ۵: الزامات اور شبہات: قادیانی، نبوت کا دعویٰ اور یہودی ایجنٹ 78

ظالم کو ظالم کہنا اور سب انسانوں سے محبت 79

قرآن کا پیغام۔..... 79

قرآن کو سمجھنے اور پڑھنے میں فرق۔..... 80

باب۶: سرکار گوہر شاہی کی حقیقی نمائندگی اور امام مہدی کی پہچان..... 80

باب ۷ : اجر، جنت یا اللہ؟ 82

باب۸: داعی من اللہ کی پہچان..... 83

آخری زمانے میں بھیجی جانے والی روح..... 84

رب کا خاص نام: الر..... 85

تن تنہا آغاز اور بنتا ہوا کارواں 85

پیش لفظ

اس کتاب میں دی گئی معلومات کو امام مہدی سرکار گوہر شاہی اور عزت مآب سیدی یونس الگوہر کی تعلیمات کے مطابق تحریر کیا گیا ہے۔ دین اسلام میں مختلف فرقہ وارانہ مذہبی عناصر کی پھیلائی ہوئی گمراہی کی وجہ سے مرتبہ امام مہدی علیہ السلام کو پہچاننے میں لوگوں کے ذہن میں جو بھی شکوک وشبہات ہیں ان کے جوابات کو سیدی یونس الگوہر کی گفتگو سے ماخوذ کیا گیا ہے۔ مخالفین کے اعتراضات کے جوابات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی منجانب اللہ کس طرح سے مرتبہ مہدی پر فائز ہیں، قرآن، احادیث اور باطنی علم کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کی تعلیم اور فیض کے دو ادوار

آج کے دور میں جو فیض سرکار گوہر شاہی کی ذات مبارک سے انسانیت کو عطا کیا جارہا ہے اس کی نظیر ماضی میں کہیں نہیں ملتی۔ کیونکہ جو بھی نبی رسول آئے وہ کسی مخصوص علاقے کے لوگوں کو ہدایت دینے کے لیے اللہ نے بھیجے اور انھوں نے وہاں کے لوگوں کے رہن سہن کے مطابق دینی اصول بنائے تاکہ جن برائیوں میں وہ قومیں ملوث تھیں ان کو سیدھے راستے پر لایا جاسکے۔ اور ان ادوار میں نہ ہی ذرائع نقل و حمل میں ترقی ہوئی تھی، نہ ہی کوئی مواصلاتی نظام موجود تھا، اس لیے ان رسولوں اور نبیوں کا پیغام محدود لوگوں تک پہنچا۔ ولائیت کا سلسلہ بھی ایسے ہی جاری رہا لوگ میلوں دور کا سفر طے کر کے مرشد تک پہنچتے فیض حاصل کرنے کے لئے اور صرف انہی لوگوں کو مرشد قبول کرتے جن کی تقدیر میں ایمان لکھا ہوتا۔

سرکار گوہر شاہی وہ ہستی مبارک ہیں جو تمام انسانیت کو نوازنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ دین اسلام کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ آخری زمانے میں ایک ہستی منجانب اللہ آئے گی اور ان کا لقب امام مہدی ہو گا۔ اسی طرح ہندو دھرم کا ماننا ہے کہ آخری زمانے میں ایک عظیم ہستی آئے گی اور وہ ان کو کالکی اوتار کے لقب سے پکارتے ہیں اور انکا کہنا ہے کہ یہ ہستی پریم اوتار ہو گی جو رب کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے گی۔ یہودی اور عیسائی بھی اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کے مطابق آخری زمانے میں آنے والی ایک ذات کا انتظار کر رہے ہیں جس کو وہ مشائخ یا مسیحاء کے نام سے جانتے ہیں۔

سرکار گوھر شاہی منجانب اللہ کئی مراتب پر فائز ہیں، امام مہدی، کالکی اوتار، مشائخ، مسیحاء عالم یہ تمام مراتب سرکار گوھر شاہی کی ذات مبارک کے پاس ہیں۔ سید ناریاض احمد گوہر شاہی وہی ہستی مبارک ہیں جن کا انتظار تمام ادیان والے کر رہے ہیں۔ لیکن وہ بے خبر ہیں کہ یہ ہستی مبارک ایک ہی ذات ہے جس کو اللہ نے تمام انسانیت کو تمام ادیان کے لوگوں کو نوازنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

سرکار گوہر شاہی انسانیت کو بِنا کسی شرط کے فیض عطا کر رہے ہیں۔ اس بارگاہِ اقدس سے فیضیاب ہونے کے لیے نہ بیعت کی ضرورت ہے نہ مذہب کو تبدیل کرنے کی شرط ہے نہ کوئی چندہ نہ کوئی نذرانہ۔ صرف انسان میں رب کو پانے کی چاہ ہو۔ ذکرِ قلب کی اجازت سرکار گوہر شاہی کا ایک عام فیض ہے۔

آج کے دور میں جتنی بھی ترقی ہوئی ہے اس دنیا میں چاہے وہ ذرائع نقل و حمل کے لئے جہاز ہوں یا رابطے کے لئے جدید انٹرنیٹ کا نظام ہو جن کی وجہ سے اب میلوں کا فاصلہ منٹوں میں طے ہو جاتا ہے اور سیکنڈز میں پیغام پوری قرہ ارض میں پہنچ جاتا ہے، یہ سب سرکار گوہر شاہی کے لئے ہوئی ہے۔ کیونکہ آپ ساری انسانیت کو فیضیاب کرنے آئے ہیں۔ رب کو پانا پہلے ادوار میں انتہائی مشکل عمل تھا لیکن آج کے دور میں اتنا ہی آسان ہو گیا ہے۔

سرکار گوہر شاہی نے اپنی کتاب مقدس دین الٰہی میں فرمایا ہے کہ جس طرح عیسیٰ کا دنیا میں جسم سمیت دوبارہ آنا ہو گا اسی طرح مہدیؑ کا ارضی ارواح کے ذریعے اس دنیا میں دوبارہ آنا ہو گا۔

امام مہدی سرکار گوہر شاہی کے دو ادوار ہیں۔ پہلے دور میں آپ نے لوگوں کو ذکرِ قلب عطا فرمایا کہ کس طرح ایک انسان اللہ کے ذکر سے اپنی روحوں کو منور کر کے رب سے تعلق جوڑ سکتا ہے۔ سرکار نے اپنے خطابات کے ذریعے روحانیت کی تعلیم کو عام کر دیا۔

سرکار نے اپنے چند قریبی لوگوں کو فرمایا۔

"اللہ قسم نہ ہم تم کو جنت کے لیے تیار کر رہے نہ اللہ کے لیے تیار کر رہے ہیں ہم تم کو امام مہدی کے لئے تیار کر رہے ہیں۔"

تا کہ آنے والے وقت میں تم امام مہدی علیہ السلام کی تعلیم اور فیض لوگوں تک پہنچا سکو۔ وہی لوگ آج رب کے اس مشن کو دنیا تک پہنچانے کی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں اور دنیا کے چپے چپے تک رب کی محبت کا پیغام عام ہو رہا ہے لوگ جوق در جوق فیضیاب ہو رہے ہیں۔ یہ سرکار گوہر شاہی کا اس انسانیت پہ احسانِ عظیم ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کی عظمت کو پہچاننا کیوں ضروری ہے ؟

اب وقت آ گیا ہے کہ ہم امام مہدیؑ سرکار گوہر شاہی کی عظمت کو پہچانیں۔ اگر ہم سرکار گوھر شاہی کی عظمت کے بارے میں نہیں جانیں گے تو ان سے جو فیض مل سکتا ہے آج کے گنہگار انسان کو وہ اس سے محروم رہ جائے گا۔

سرکار نے فرمایا ہے کہ "ہم گنہگاروں کے لیے آئے ہیں۔" اس لیے اب کسی انسان کو اس بات پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ بہت گنہگار ہے اور رب اس کو کیسے قبول کرے گا۔ سرکار گوہر شاہی ہم گناہگار انسانوں کے وکیل بن کر تشریف لائے ہیں۔

پہلے ادوار میں روحانیت کے راستے پر چلنے کے لیے ذکر قلب کی اجازت لینے کے لیے بہت سخت شرائط پوری کرنی پڑتی تھی۔ اسی لیے غوث پاک، داتا علی ہجویری، بابا فرید جیسے اولیاء اللہ نے کئی سال تک جنگلوں میں چلا کشی کری اور سخت ریاضت اور عبادت کی جس کے بعد وہ اس مقام تک پہنچے۔ اس زمانے میں جب کوئی انسان رب کو پانا چاہتا تھا، روحانیت کے راستے پر چلنا چاہتا تھا، تو وہ بہت لمبا سفر طے کر کے ڈیوٹی والے مرشد کے پاس پہنچتا اور مرشد اسے تب ہی قبول کرتے اگر اس انسان کی تقدیر میں اللہ نے اپنی دوستی لکھی ہوتی ورنہ اس کو واپس بھیج دیتے۔ کیونکہ ان مرشدین کے پاس ایک مخصوص کوٹا ہوتا تھا مریدوں کو نوازنے کے لیے۔ اور جن کو وہ قبول کر لیتے ان کو مرشد کی ہر بات کو ماننا پڑتا چاہے پھر مرشد ان کو سخت عبادات میں لگائے یا پھر اپنی خدمت کے لیے لگا لے۔ پھر وہ لوگ سالہا سال اپنے مرشد کی خدمت کرتے سخت ریاضت اور عبادت کرتے۔ یہ سب عبادات مرشد اس لیے کرواتے کہ ان کا نفس پاک ہو جائے اور نفس کو پاک ہونے میں 12 سال لگتے تھے۔ جب مرید کا

نفس پاک ہو جاتا تو پھر مرشد اس کو ذکر قلب کی اجازت دیتے اور کسی کو مرنے سے کچھ سیکنڈ پہلے بھی اگر ذکر قلب مل جاتا تو یہ بہت بڑا کرم ہوتا۔

روحانیت کے راستے پر اتنی زیادہ مشکلات کو برداشت کرنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں ہے اس لیے اللہ کو ہمت والے لوگ پسند آتے ہیں ۔جب ایک بار یہ راستہ اختیار کر لیں تو پھر بنا کسی ہیلو حجت کے ہر مشکل کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

جب اللہ نے سرکار گوہر شاہی کی ڈیوٹی اپنی مخلوق کو نوازنے کے لیے لگائی اور مرتبہ مہدی کے بارے میں سرکار کو بتایا تو یہ سرکار کا خاص الخاص کرم اس دور کے انسانوں کے لیے ہوا کہ سرکار نے روحانیت کے راستے پر جتنی شرائط تھیں ان کو ختم کرنے کے لیے اللہ سے کہا، کیونکہ سرکار نے فرمایا کہ آج کے دور کا انسان رب کا طالب نہیں ہے نہ ہی وہ جنگلوں میں چلا کشی کر کے اپنے نفس کو پاک کر سکتا ہے نہ ہی وہ بھوکا رہ کر اپنے نفس کا تزکیہ کر سکتا ہے۔ اللہ کا طالب اس دور میں کوئی ایک انسان بھی نہیں ہے جو اس راستے پر خوشی خوشی چلے۔ اس لیے ذکر قلب سے پہلے نفس کو پاک کرنے کی شرط کو سرکار نے ختم کروا دیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ مومن روحیں جو مختلف مذاہب کے لوگوں کے اجسام میں چلی گئیں جو کہ رب کی طالب تھیں ان کو نوازنے کے لیے بھی دین کو تبدیل کرنے کی شرط کو ختم کر دیا گیا۔ اس دور میں کوئی انسان چاہے وہ کسی مذہب میں ہے یا نہیں لیکن وہ رب کو پانا چاہتا ہے رب سے تعلق قائم کرنا چاہتا ہے تو وہ سرکار گوہر شاہی کی بارگاہ سے فیض یاب ہو سکتا ہے۔

سرکار نے اپنی کتاب مقدس دین الٰہی میں فرمایا۔

"سب مذاہب کے نیک وکاروں اور عابدوں کو ایک لائن میں کھڑا کر دیا جائے۔ رب کو کہو کس کو دیکھے گا؟ جس طرح تیری نظر چمکتے ہوئے ستاروں پر پڑتی ہے وہ مریخ ہو یا عطارد، یا بے نام ستارہ اسی طرح رب بھی چمکتے ہوئے دلوں کو دیکھتا ہے وہ مذہب والے ہوں یا بے مذہب۔"

سرکار گوہر شاہی کی نیاری تعلیم اور فیض بغیر کسی شرط کے بغیر کسی بیعت اور چندے نذرانے کے عطا کیا جا رہا ہے۔ سرکار کی چاند میں ظاہر ہونے والی تصویر مبارک ایک ایسا کرشمہ قدرت ہے جس سے ذکر قلب کی اجازت عطا ہو رہی ہے۔ چاند میں سرکار کے چہرے کو دیکھ کر تین مرتبہ اللہ اللہ اللہ کہیں ذکر کی اجازت ہو جائے گی۔

فرامین مبارک سرکار گوہر شاہی:

- " ہم سے ذکر لو اور اپنی قسمت آزماؤ ہم اس وقت تک تمہارا ساتھ دیں گے جب تک رحمان تمہارے اندر جاگ نہیں اٹھتا۔"
- "اس دور میں ہم نے تمہاری روحانی ترقی ذکر و فکر یا ریاضت عبادت میں نہیں رکھی بلکہ ہم نے تمہاری روحانی ترقی رب کے اس مشن کو دوسروں تک پہنچانے میں رکھ دی ہے۔"

سرکار گوہر شاہی وہ عظیم ہستی مبارک ہیں جو عالم غیب سے تشریف لائے ہیں۔

سرکار گوہر شاہی نے فرمایا۔"امام مہدیؑ کا اپنا ایک جہان ہے وہ چاہے ایک کو لے جائیں یا کروڑوں کو وہاں لے جائیں۔"

یہ مشن اس لیے بھی تمام دنیامیں دنیاتک پہنچے گا تاکہ قیامت والے دن کسی انسان کے پاس یہ حجت باقی نہ رہے کہ اس تک سرکار گوہر شاہی کی تعلیمات کے بارے میں یاسرکار کے بارے میں منجانب اللہ نشانیوں کی اطلاع نہیں پہنچی۔

نمائندہ امام مہدی کون ہیں؟

وہ ہستیءمبارک جن کو سرکار گوھر شاہی نے اپنا نمائندہ بنا کر دنیا کو نوازنے کے لیئے بٹھایا ہے وہ سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک ہیں۔

سرکار گوھر شاہی نے نے سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک کے لیے فرمایا۔

"محمد یونس الگوہر الر (خدائی راز) ہے جو تم پر منکشف ہو گا۔"

"محمد یونس الگوہر حجر اسود (تابوت سکینہ) کے راز تمہارے قلب میں رکھ دیئے ہیں تمہارے قلب سے ان رازوں کا فیض ہو گا۔"

"محمد یونس الگوہر اب ہم کسی سے نہیں ملیں گے صرف تم سے ملیں گے اور جس کو ہم سے ملنا ہو وہ یونس الگوہر سے مل لے۔"

"محمد یونس الگوہر ہم تمہارے قلب میں رہتے ہیں اس لیے تم کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔"

"محمد یونس الگوہر جس کو تم چھوڑ دو گے اس کو ہم بھی چھوڑ دیں گے۔"

"محمد یونس الگوہر ہم نے تم کو اپنے عشق کے لیے بنایا ہے۔"

"محمد یونس الگوہر تم ہماری چٹان ہو۔"

" محمد یونس الگوہر ہمیں تم پر پورا بھروسہ ہے۔"

"جو یونس والا ہے وہ ہمارا ہے اور جو یونس والا نہیں اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

یہ تمام سرکار کے فرامین مبارک لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ اس دور میں ہم کیسے سرکار گوہر شاہی سے تعلق قائم کر سکتے ہیں اور رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے سرکار گوہر شاہی نے سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک کو تمام انسانیت کو نوازنے کے لیے ڈیوٹی پر فائز کیا ہے جتنی بھی سرکار گوہر شاہی کی تعلیمات ہیں اور سرکار کا فیض ہے وہ تمام کا تمام سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ اقدس سے تمام دنیا تک بلا امتیاز بانٹا جا رہا ہے۔ جو تعلق سیدی یونس الگوہر کا سرکار گوہر شاہی کی ذات مبارک سے ہے اس کا ادراک کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں لیکن سیدی یونس الگوہر نے فرمایا کہ "یونس الگوہر اور گوہر شاہی کو دو سمجھنا کفر ہے یہ دو نہیں بلکہ ایک ہیں۔"

جو بھی انسان جو تھوڑی عقل اور سمجھ رکھتا ہے جب وہ سیدی یونس الگوہر کی تعلیمات کو سنتا ہے اور ان سے فیض حاصل کرتا ہے تو پھر اس کو سمجھ آجاتی ہے کہ میں کس بارگاہ میں بیٹھا ہوں کیونکہ وہ لوگ جو سرکار گوہر شاہی کی ظاہری صحبت میں بیٹھے اور فیضیاب ہوئے جب وہ سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ میں اب بیٹھتے ہیں تو ان کو وہی محسوسات محسوس ہوتے ہیں جو ان کو سرکار گوہر شاہی کی صحبت میں محسوس ہوتے تھے۔

اب وہ وقت آگیا ہے جس کے بارے میں سرکار گوہر شاہی نے اپنے ماننے والوں کے سامنے بیان فرمایا مستقبل کے بارے میں کہ کس طرح مستقبل میں سرکار گوہر شاہی کی موجودگی کو پہچاننا ہے۔

بقول صوفی ندیم۔

ایک دن سرکار نے فرمایا کہ "ہم اگر پینٹ شرٹ اور فرینچ داڑھی کے ساتھ تمہارے سامنے آئیں تو کیا تم ہمیں پہچان لو گے ؟"

پھر ایک اور موقع پر سرکار گوہر شاہی نے چند قریبی لوگوں کو جو وہاں موجود تھے۔ ان کو اپنی باطنی خوشبو سے آشنا کروایا اور پھر ان سے کہا کہ "اگر مستقبل میں تم کو ایسی خوشبو آئے تو کیا تم پہچان لو گے ؟ اس وقت ان لوگوں (جن میں صوفی ندیم بھی موجود تھے) نے کہا کہ ' جی سرکار ہم پہچان لیں گے '، لیکن وہ اس بات کا مطلب نہیں سمجھے اس وقت۔ غیبت کے بعد جب وہ سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ان کو وہی خوشبو جب سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک سے آئی جس سے ان کو سرکار گوہر شاہی نے آشنا کروایا تھا تو پھر وہ سمجھ گئے کہ سرکار نے ان کو کس وقت کے لیے یہ خوشبو پہچاننے کے بارے میں فرمایا تھا۔ بہت سے لوگوں کی گواہیاں موجود ہیں جو ان کے تجربات کی بنیاد پر انہوں نے محسوس کیا کہ سرکار گوہر شاہی کی جو صحبت ہے ظاہری و باطنی طور پر وہ سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ سے حاصل ہو رہی ہے۔

سرکار نے ذاکرین سے فرمایا کہ "تم کمپیوٹر چلانا سیکھ لو کیونکہ مستقبل میں ہم کمپیوٹر کے ذریعے انٹرنیٹ کے ذریعے تم لوگوں سے مخاطب ہوا کریں گے۔" اور آج یہی وہ مستقبل کا دور چل رہا ہے جس کے بارے میں سرکار نے اپنی موجودگی کا پتہ بتایا اور سیدی یونس الگوہر انٹرنیٹ کے ذریعے تمام انسانیت کو سرکار کی تعلیم سے فیضیاب کر رہے ہیں۔

جس کو بھی ظاہر میں سرکار سے ملنا ہے وہ سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک سے مل لے۔ اس کو وہی فیض ملے گا جو سرکار گوہر شاہی کی ذات مبارک سے اس کو عطا ہونا ہے۔ رب کو پانے کے راستے میں آج کے دور میں جو بھی ظاہری و باطنی طور پر رہبری اور رہنمائی انسانوں کو چاہیے وہ سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک سے تمام انسانیت کو عطا کی جا رہی ہے۔ سیدی یونس الگوہر الراٹی وی کے پلیٹ فارم سے تمام انسانیت کے ساتھ رابطے میں ہیں ہر طرح کا روحانی علم اور فیض عطا فرما رہے ہیں۔

الراٹی وی پر سیدی سیدی یونس الگوہر کی تمام گفتگو موجود ہے ظاہری طور پر سرکار سے رابطے میں رہنے کے لیے اور روحانیت کے راستے پر چلنے کے لیے اس دور میں ضروری ہے کہ الراٹی وی کے ساتھ منسلک ہو جائیں اور روزانہ کی لائیو محفل میں شامل ہوں جس سے آپ کے علم میں اضافہ ہو گا اور تمام روحانی مسائل کے لیے آپ کو رہنمائی براہ راست ملتی رہے گی۔

سیدی یونس الگوہر نے فرمایا۔

"ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم کو سرکار نے اپنا نمائندہ بنایا ہے، مانو مت، آزماؤ، جو بھی طریقہ ہے تمہارے پاس، اس سے آزماؤ، آپ اس طریقے سے. مجھے آزمائیں کوئی ایسا کام دیکھیں کہ جو سرکار کے علاوہ کر ہی نہیں سکتا. اب یہ دو جملے سن لیں. ایک مقام پر تو فرمایا، من کنت مولاہ فھذا علی مولا..... کہ جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے اور پھر ساڑھے چودہ سو سال بعد کہا کہ جس کو گوہر شاہی سے ملنا ہے اس (سیدی یونس الگوہر) سے مل لے۔ الفاظ کا فرق ہے. تو آپ کو سرکار سے ملنا ہے تو آ کے مل لیں۔ سرکار سے مل کے کیا ملے گا اگر یہاں سے وہ مل جائے تو سمجھ جانا کہ سرکار نے ہی بٹھایا ہے اور اگر آپکو وہ نہ ملے تو پھر آپ مخالفت کریں پھر آپ کی مخالفت جائز ہے۔ لیکن اگر آپ کو وہی پریشانی سرکار گوہر شاہی سے رہی آج سے چھبیس سال پہلے تھی، وہی پریشانی مجھ سے ہے تو پھر حق پر کون ہے؟ تم اس بات کو تو بھول جاؤ کہ اس کو سرکار نے بٹھایا ہے یا نہیں بٹھایا، کسی نے بھی نہیں بٹھایا، کوئی روحانیت نہ ہو، ان تمام چیزوں کو ہٹا کر دیکھو، کر کیا رہا ہوں میں، لوگوں کو امام مہدی کی طرف بلا رہا ہوں، سرکار کی محبت کی طرف بلا رہا ہوں، اللہ کے عشق کی طرف بُلا رہا ہوں. یہ غلط کام ہے؟ نہ میں تمہاری عزتوں کا محتاج ہوں. تم سے مجھے کوئی مطلب نہیں۔ تمہیں مجھ سے دشمنی ہے مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے کیونکہ میں تمہیں اپنی دشمنی کے قابل نہیں سمجھتا. جس کو رب بیٹھاتا ہے تو پھر اس کو کوئی ہٹا نہیں سکتا، نہ اس کو کوئی تباہ کر سکتا ہے." (بیشک) 28.04.2022

ایمان کی حقیقت اور دورِ حاضر کا معیارِ ایمان

۱. ایمان کیا ہے؟

ایمان کا محض زبانی دعویٰ یا ظاہری عبادت کسی کے ایماندار ہونے کی ضمانت نہیں ہے۔ جب تک کلمے کا صدق اور نور دل میں نہ اترے، کوئی شخص حقیقی مومن نہیں بن سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ زبانی کلمہ پڑھنے والے اور ظاہری عبادت کرنے والے منافقین کے کردار میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، اور تاریخ گواہ ہے کہ مولا علی علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنے والے بھی بظاہر مسلمان ہی تھے۔

ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ جب انسان زبان سے کلمہ (لا الہ الا اللہ) پڑھے، تو اس کا دل بھی اس کی تصدیق کرے۔ دل کی تصدیق تبھی ممکن ہے جب انسان کا قلب ذکرِ اللہ سے آباد اور بیدار ہو۔ جب زبان کہتی ہے کہ "اللہ ایک ہے"، تو بیدار دل دھڑکنوں کے ساتھ "اللہ اللہ" کر کے اس کی تصدیق کرتا ہے۔ قلب میں اسمِ ذات "اللہ" کے نور کا داخل ہونا ہی اصل ایمان ہے۔ جب انسان صرف زبان سے کلمہ پڑھتا ہے تو وہ مسلمان کہلاتا ہے اور اس کا ظاہری کفر ٹوٹتا ہے، لیکن جب کلمے کا نور دل میں اترتا ہے تو انسان مسلمان سے مومن بنتا ہے۔ تصوف میں پہلا قدم قلب کی بیداری ہے، اور اس کے بغیر انسان مومن نہیں بن سکتا۔

۲ . رب سے تعلق اور نظامِ نور

رب کو پانا اور اس سے تعلق جوڑنا کوئی ظاہری بات نہیں ہے؛ اس کے لیے اللہ نے ایک باطنی نظام بنایا ہے جسے نور کا نظام کہتے ہیں۔ جس طرح دنیا میں انسان موبائل، انٹرنیٹ یا ای میل کے ذریعے بجلی کے سگنلز استعمال کر کے رابطہ کرتے ہیں، اسی طرح اللہ نے اپنے سے رابطے کے لیے انسان کے اندر ایک باطنی آلہ رکھا ہے جسے "لطیفہ قلب" کہتے ہیں۔

جب انسان اللہ کے مقرر کردہ کسی سچے مرشد سے ذکرِ قلب کی اجازت لیتا ہے، تو یہ لطیفہ بیدار ہو کر ذکرِ اللہ میں لگ جاتا ہے اور اس میں نور بننا شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ کے ہاں چونکہ نور کا نظام ہے، اس لیے اللہ تک رابطے کے سگنل پہنچنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جب قلب میں نور آ جاتا ہے، تو پھر انسان کو الفاظ یا آواز کے ساتھ دعا کرنے کی حاجت پیش نہیں آتی؛ زبان ہلائے بغیر ہی اس کی بات نور قلب کے نور کے ذریعے اللہ تک پہنچ جاتی ہے۔ یہی رب کے ساتھ تعلق قائم ہونا ہے۔

لیکن اگر آپ کا قلب بیدار نہیں ہے، اس کے اندر نور نہیں ہے تو پھر آپ کی عبادتیں رب تک نہیں پہنچتیں نہ ہی آپ کی کوئی دعا اس تک پہنچ سکتی ہے۔ جس طرح اگر آپ کا موبائل چارج نہ ہو اور انٹرنیٹ کے سگنل نہ ہوں تو آپ کا رابطہ کسی سے موبائل کے ذریعے نہیں ہو سکتا۔ قلب کی بیداری رب سے راستے تعلق کے لیے بہت ضروری ہے۔

۳ . مرشد معیارِ ایمان

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ مرشد کے بغیر ایمان نہیں ملتا۔ رب سے تعلق جوڑنے کے لیے مرشد کا اللہ کی ذات سے جڑا ہونا اور اس کے پاس اللہ کی طرف سے اس تعلق کو جوڑنے کا اذن (اجازت) ہونا ضروری ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جسے وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے، اسے کسی ولی یا مرشد سے نہیں ملاتا؛ سورہ کہف، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جسے وہ ہدایت دینا چاہتا ہے، اسے کسی مرشدِ کامل سے ملا دیتا ہے۔

مرشد کی ذات دراصل رب تک پہنچنے کا وسیلہ بنتی ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں جن لوگوں نے آپ کی صحبت پائی اور آپ نے ان کے قلوب کو بیدار کیا، ان کے لیے آپ کی ذاتِ مبارک اللہ سے تعلق جوڑنے کا وسیلہ اور ان کے دور کا "معیارِ ایمان" تھی۔ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد ولایت کا سلسلہ جاری رہا۔ مختلف اولیاء اللہ (جیسے غوثِ پاک، بابا فرید، داتا علی ہجویری) اس دنیا میں آئے جن کے پاس اللہ کی طرف سے ذکرِ قلب کی اجازت تھی۔ وہ اپنے دور میں لوگوں کے لیے مرشد، وسیلہ اور معیارِ ایمان بنے۔

ہر دور میں ایک ایسی ہستی اس دنیا میں موجود ہوتی ہے جو منجانب اللہ ہوتی ہے اور اپنی مخلوق کو نوازنے کے لیے آتی ہے۔ جس ہستیِ مبارک سے ایمان کی دولت (ذکرِ قلب) ملتی ہے، وہ ہستی اس دور کا معیارِ ایمان ہوتی ہے۔ اگر لوگ اس ہستی پر ایمان نہ لائیں تو وہ کافر اور رب کے منکر ہو جاتے ہیں، کیونکہ اس ہستی میں رب بستا ہے اور اس کا انکار دراصل اللہ کا انکار ہے۔ جس طرح حضور کے دور میں آپ ﷺ کا انکار کفر تھا، پھر

مولا علی کا انکار کفر ہوا (جیسا کہ حدیث ہے "* : جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی بھی مولا ہے "*)، اور بعد ازاں غوثِ پاک کے دور میں آپ کا انکار کرنے والا مردود ٹھہرا، کیونکہ ان ہستیوں کے ذریعے ہی اس دور میں ایمان عطا کیا جا رہا تھا۔

۴ . دورِ حاضر کا معیارِ ایمان: سیدی یونس الگوہر

آج کے دور میں اگر کوئی یہ کہے کہ "میں حضور پاک کو مانتا ہوں، اللہ کو مانتا ہوں، اور سرکار گوہر شاہی سے بھی ظاہری ملاقات کر چکا ہوں، مجھے کسی اور وسیلے کی ضرورت نہیں"، تو ایسا شخص گمراہ ہے۔ صرف سرکار گوہر شاہی سے ظاہری ملاقات کر لینا ایمان کے لیے کافی نہیں ہے۔

اس دور میں سرکار امام مہدی گوہر شاہی کا فیض تمام انسانیت تک سیدی یونس الگوہر کی ذاتِ مبارک پہنچا رہی ہے۔ سرکار گوہر شاہی نے اس دور میں لوگوں کو فیضیاب کرنے کی ڈیوٹی سیدی یونس الگوہر کو سونپی ہے اور فرمایا ہے کہ "حجرِ اسود یعنی تابوتِ سکینہ کے راز یونس کے قلب میں رکھ دیے ہیں، اور ان کا فیض مستقبل میں یہاں سے جاری ہو گا۔"

لہٰذا، آج کے دور میں معیارِ ایمان صرف سیدی یونس الگوہر کی ذاتِ مبارک ہیں۔ جو فیض انسانیت کو امام مہدی علیہ السلام سے ملنا ہے، وہی فیض آج انسانیت کو سیدی یونس الگوہر کے وسیلے سے مل رہا ہے۔ درِ مرشد کوئی ظاہری گھر نہیں ہوتا، بلکہ وہ ذات ہوتی ہے؛ اور سیدی یونس الگوہر کی ہستی ہی درِ گوہر شاہی ہے۔ ہمیں جو بھی علم، عرفان اور فیض مل رہا ہے، وہ سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ سے مل رہا ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے بغض و عناد کی وجہ سے سیدی یونس الگوہر کی ذات کو جھٹلاتا ہے، تو وہ ایمان کی دولت سے محروم اور مردود ہو جاتا ہے، کیونکہ ظاہری طور پر جو ہستی اس دور میں موجود ہے، اس پر ایمان لانا اور اسے ماننا ہی اصل ماننا ہے۔ سرکار گوہر شاہی نے واضح فرمایا ہے کہ یومِ محشر میں جب لوگ سرکار کے پاس آئیں گے، تو سرکار فرمائیں گے " : میں یونس کا گوہر شاہی ہوں۔ "سرکار صرف اس کو پہچانیں گے جو یونس والا ہو گا۔

حق تو یہ ہے کہ ہم اس دور کی اس عظیم ہستی کو پہچانیں اور ان کی تعظیم بجالائیں۔ سیدی یونس الگوہر کی دائمی نسبت ہی ہمارا سرمایہ حیات اور آبِ حیات ہے۔ اس در پر سر جھکائے بغیر نہ اللہ ملے گا اور نہ گوہر شاہی۔ ایمان کی دولت اسی بارگاہ سے دنیا میں بٹ رہی ہے، اور اب فیصلہ آج کے انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔

حق کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے؟

اگر مسلمان قوم کا دیگر قوموں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو اس قوم نے اپنے نبی کی شان گھٹانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جتنی بھی باقی اقوام ہیں جیسے یہودی عیسائی انہوں نے ہمیشہ اپنے نبی کی شان بڑھائی اگر ہم اسلام کی تاریخ پڑھ لیں تو ہمیں نفرت ہو جائے گی جو کچھ اسلام میں اب تک ہوا ہے۔ ساڑھے چودہ سو سالوں میں جو دوغلی پالیسی مسلمان قائدین نے اختیار کر رکھی ہے اب ہمیں کچھ نہیں پتا چل سکتا کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ

ہے۔ یہ جو مخالفت کی لہر اٹھتی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر حال میں جس کی مخالفت کی جارہی ہے وہ غلط ہی ہو گا اکثر و بیشتر بلکہ کثیر مواقعوں پر جس کی مخالفت ہوتی وہاں سمجھ جانا چاہیے کہ وہ حق پر ہے جس کی مخالفت کی جارہی ہے۔

اگر ہم واقعہ کربلا کو دیکھیں جس میں بہت سے صحابی زندہ موجود تھے لیکن پھر بھی واقعہ کربلا پیش آیا۔ اور جن لوگوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو بے دردی سے شہید کیا۔ آج کا مسلمان انہی لوگوں کو عزت اور تکریم دیتا ہے اور ان کے نعرے لگاتا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ جو اہل بیت کے گستاخ تھے وہ محدثین اور آئمہ محدثین بن گئے جیسے کہ امام اسماعیل بخاری آج کے مسلمان کی نظر میں بخاری شریف سب سے مستند اور بالکل صحیح کتاب ہے۔ حضور پاک کو کتنی محبت ہے اپنی آل سے مسلمان یہ بھول گیے ہیں۔

حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا،

"حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے۔"

سنن الترمذي (حدیث 3775)

سرکار گوہر شاہی امام مہدی علیہ السلام کی مخالفت جو آج کے دور میں کی جارہی ہے اس میں کوئی حقیقی اعتراض موجود نہیں ہے۔ مسلمان صرف اور صرف جہالت، حسد اور بغض کی بنیاد پر سرکار گوہر شاہی کی مخالفت کر رہے ہیں۔

ابتدائی دور سے ہی سرکار گوہر شاہی کی مخالفت کی جارہی ہے یعنی جب سرکار نے ذکر اللہ کی تعلیم اور فیض انسانیت میں بانٹنا شروع کیا تو جو منافق اور ازلی بدبخت روحیں تھیں انہوں نے مخالفت شروع کر دی ان میں صف اول پر دین اسلام کے علما سوء ہیں۔

سرکار گوہر شاہی کی تعلیم اور سرکار کے اٹھنے بیٹھنے میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اداؤں سے ہٹ کر ہو، سرکار کی تعلیمات میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو قران و حدیث کا مغز نہ ہو، سرکار گوہر شاہی نے جتنی بھی تعلیم بیان فرمائی ہے قرآن و احادیث کے حوالہ جات کے ساتھ پہنچائی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ يُشْبِهُنِي فِي الْخَلْقِ وَالْخُلُقِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مہدی میرے اہل بیت میں سے ہیں، فاطمہ کی اولاد سے ہیں۔ وہ شکل و صورت میں مجھ سے مشابہ ہوں گے۔ " سنن ابو داؤد 4282

سیدی یونس الگوہر نے فرمایا "اگر ہم کوئی بات کر رہے ہیں تو ہم اس کا ریفرنس دیتے ہیں ہمیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک حدیث کا وہ معیار نہیں جو قرآن کا ان کے دلوں میں ہے لہذا ہم قرآن سے حوالہ دیتے ہیں۔ عالم غیب کی بات کریں یا سرکار گوہر شاہی کے رب ہونے کی بات کریں بغیر حوالے کے کوئی گفتگو نہیں کی ہے، سرکار گوہر شاہی کے مرتبہ مہدی کی بات ہو تو نشانیوں کو سامنے رکھتے ہیں تعلیم کو سامنے رکھتے ہیں احادیث کو سامنے رکھتے ہیں جتنی بھی ہم نے گفتگو کی ہے ہر نقطے پر ہم مخالفین سے مناظرہ نہیں بلکہ مباہلہ کرنے کو تیار ہیں خواہ وہ موضوع رب

الارباب کا ہو، خواہ وہ مرتبہ مہدی کا موضوع ہو یا وہ یہ جملہ ہو کہ سرکار گوہر شاہی تمام انبیاء سے افضل ہیں، حالانکہ یہ جملہ ہم نے کبھی کہا نہیں کیونکہ ہم سرکار گوہر شاہی کی توہین نہیں کرسکتے کیوں کہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ سرکار کا ماننے والا نبیوں سے افضل ہے۔ کیونکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پیروکار یحییٰ سے افضل ہے۔ اور عیسیٰ، امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کریں گے یعنی انکے مرید ہونگے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ سرکار گوہر شاہی کی مخالفت کوئی دینی یا شرعی اختلاف نہیں ہے، بلکہ یہ دراصل ان مفاد پرست عناصر کی گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ ہے جن کی دکانیں اور اجارہ داریاں سرکار کی تحریک سے خطرے میں پڑ چکی ہیں۔

قرآن مجید کا صریح حکم ہے کہ **"اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقے مت بناؤ"**۔ لیکن بدقسمتی سے آج کے مسلمان (خواہ وہ دیوبندی ہوں، سنی ہوں، بریلوی ہوں یا شیعہ ہوں) صدیوں سے فرقہ پرستی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔

سرکار گوہر شاہی نے فرمایا۔ "حضور پاک کے دور میں نہ کوئی سنی تھا، نہ کوئی شیعہ تھا، نہ وہابی تھا، نہ بریلوی تھا، بس امتی تھے۔ جب تمہارے اندر سے نور چلا گیا، تو جو امت سے خارج ہوا، وہ شیعہ، سنی، وہابی، دیوبندی بن گیا۔ اللہ کی قسم! اگر وہی نور دوبارہ تمہارے دلوں میں آجائے، کبھی نہیں کہو گے کہ میں سنی، شیعہ، وہابی ہوں؛ یہی کہو گے کہ: 'امتی ہوں تمہارا یا رسول اللہ" "!

جب سرکار گوہر شاہی نے یہ بنیادی حقیقت واضح فرمائی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں نہ کوئی سنی تھا، نہ شیعہ، نہ وہابی اور نہ دیوبندی؛ بلکہ سب صرف "امتی" تھے؛ تو ان تمام فرقہ پرستوں کی اپنی بنیاد ہل گئی۔ آج کے بیشتر نام نہاد علماء اور مذہبی پیشواؤں نے دین کو روزگار اور کاروبار کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

سرکار گوہر شاہی کی دعوت کا بنیادی مقصد لوگوں کے دلوں میں اللہ کا نور جاری کرنا اور انہیں فرقہ واریت کی قید سے آزاد کر کے خالصتاً عشقِ الٰہی اور نسبتِ مصطفیٰ سے جوڑنا ہے۔ جب عوام کو یہ حقیقی اور باطنی راستہ مل گیا، تو انہوں نے سنی، شیعہ، وہابی اور دیوبندی کی تفریق سے باہر آکر سوچنا شروع کر دیا۔ اس سے ان مولویوں کی روزی روٹی اور چندوں کا نظام خطرے میں پڑ گیا، جس کے خوف سے انہوں نے سرکار گوہر شاہی کے خلاف محاذ کھول دیا۔

جعلی گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی روحانی مفلسی کا پردہ فاش ہونا

برصغیر پاک و ہند میں خانقاہی نظام کا ایک بڑا طبقہ صدیوں سے پیر اور سجادہ نشین کے نام پر عوام کو لوٹ رہا ہے۔ جن کے پاس نہ کوئی روحانی علم ہے اور نہ ہی باطنی فیض۔ یہ لوگ صرف خاندانی وراثت اور سیاسی اثر و رسوخ کی بنیاد پر مریدوں کے ووٹ اور نذرانے سمیٹ رہے ہیں۔ جب سرکار گوہر شاہی نے ان جعلی اور ڈبہ پیروں کی حقیقت کو بے نقاب کیا کہ ان کے پلے کچھ نہیں ہے، تو ان نام نہاد سجادہ نشینوں اور ان کے خوشامدی ٹولے کو اپنی کرسی اور جاگیریں ڈوبتی ہوئی محسوس ہوئیں، اس لیے انہوں نے سرکار کی مخالفت شروع کر دی۔

توبہ کا دروازہ بند ہونے سے کیا مراد ہے؟

حدیث میں ہے "توبہ کا دروازہ اس وقت بند ہو گا جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا،" جو کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہے۔ سرکار گوہر شاہی کی تعلیمات اور فیض اس وقت مغرب سے جاری ہے. سورج کا طلوع ہونا ایک استعارہ ہے نہ کہ ظاہر میں سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہو گا۔ بلکہ امام مہدی علیہ السلام کی تعلیمات اور فیض جہاں سے اس وقت جاری ہے وہ مغرب کی سرزمین ہے انگلستان. اور سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک وہ ہستیء معظم ہیں جو بلا امتیاز تمام انسانیت کو نوازرہے ہیں. جو بھی رب کا متلاشی ہے اس بارگاہِ اقدس سے فیضیاب ہو رہا ہے.

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا رَآهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا، فَذَاكَ حِينَ لاَ يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا، لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ

ترجمہ:.

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے، اور جب لوگ اسے دیکھ لیں گے تو جو لوگ زمین پر ہوں گے وہ ایمان لے آئیں گے (اور وہ وقت ہے) جب کسی نفس کو ایمان لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا اگر اس نے پہلے ایمان نہ لایا ہو۔"

روی البخاري 4635 و مسلم 157

سیدی یونس الگوہر نے فرمایا۔ "واللہ لوگو! میں ہوں توبہ کا دروازہ، میں یہاں بیٹھا ہوں تمہارا سرکار سے تعلق جوڑنے کے لیے۔

یہ آواز کہ: 'آؤ، میں تمہارا سرکار سے تعلق جوڑ دوں۔'

یہ آخری آواز ہے، اس آواز کے بعد کوئی اور آواز نہیں آئے گی۔ یہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ لوگو! واللہ میں ہوں توبہ کا دروازہ۔"

ان کلمات میں سیدی یونس الگوہر واضح طور پر حق بیان کر رہے ہیں جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔ یہ ایک آخری موقع ہے انسانیت کے لئے وہ سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ سے فیضیاب ہوں اور اپنی زندگی کا مقصد حاصل کریں۔ کیونکہ اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

آج کے دور میں منافق کی پہچان

اس دور میں معیارِ ایمان صرف سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک ہیں. درِ گوہر شاہی سیدی یونس الگوہر کی ہستی معظم ہیں. ہمیں جو بھی فیض، علم و عرفان مل رہا ہے وہ سارے کا سارا سیدی یونس الگوہر کی کی بارگاہ سے مل رہا ہے۔ یومِ محشر میں جب لوگ سرکار کے پاس آئیں گے تو سرکار فرمائیں گے "میں یونس کا گوہر شاہی ہوں" جو یونس والا ہو گا، سرکار صرف اس کو پہچانیں گے۔ کیونکہ سرکار کا فرمان ہے کہ "یونس جسے تم چھوڑ دو گے ہم بھی اسکو چھوڑ دیں گے۔"

عزت مآب سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ میں بیٹھنے والوں میں بھی منافق ہیں۔ وہ لوگ جو سیدی جی کے نام سے چڑنے لگیں، تو پھر سمجھ جانا چاہیے کہ یہ منافق ہیں۔ یہ منافق کیوں ہے؟ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللهُ"، یعنی "جو فقر میں کامل ہو گیا وہ اللہ ہے"۔ اور آپ کی ہستی مبارک میں رب کے جلووں کا بسیرا ہے جس نے آپ کے لیے دل میں بغض رکھا، وہ اللہ کی بارگاہ میں مردود ہوا، سرکار گوہر شاہی کی بارگاہ میں مردود ہوا۔

سیدی یونس الگوہر نے لائیو محفل کے دوران فرمایا۔

"میں سرکار کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں تم یہاں بیٹھے ہو نا، تو صرف یہ ناک نقشہ صورت ہے اندر تو وہی جلوہ ہے سرکار کا، پھر تمہیں بُغض کیسے ہوا؟ اگر تم سرکار کے ماننے والے ہو تو؟ پوچھو کیوں ہوا؟ سرکار سے تعلق نہیں ہے نا! تعلق ہوتا تو شکل نہ دیکھتے دل کھینچ کے لے آتا۔"

پھر فرمایا۔ "جو نخرا، جو غصہ جو انانیت حافظ ندیم کی تھی آپ تصور نہیں کر سکتے کہ وہ بندہ میرے سامنے آکر باادب کھڑا ہو گا۔ لیکن کیسے آگیا، دل میں سرکار کی نسبت جُڑی ہوئی تھی، اس نے نسبت کو دیکھا شکل کو نہیں دیکھا، نسبتِ گوہر شاہی کے آگے تو جھکنا پڑتا ہے؛ اس راستے میں تکبر نہیں ہوتا، اکڑ نہیں ہوتی، بغض و عناد نہیں ہوتا۔ جن میں بغض و عناد اور تکبر ہوتا ہے وہ ایسے ہی ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں؛ ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔"

وہ وقت آئے گا، بلکہ شروع ہو چکا ہے، جب کچھ لوگ یہ کہیں گے کہ ہمیں کسی کی ضرورت نہیں ہے، ہم تو ڈائریکٹ (براہِ راست) سرکار کو ماننے والے ہیں؛ تو جب کوئی یہ کہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ شیطان ہے، کیونکہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر مسجدِ ضرار اللہ کا گھر نہیں تھی۔ یہ بات اس لیے کھول کھول کر بتائی جا رہی ہے کہ لوگ گمراہ نہ ہوں۔"

سیدی یونس الگوہر سے بغض کیوں ہے؟ آپ نے کیا کیا ہے؟ کسی کا کیا بگاڑا ہے؟ کسی کو کیا نقصان پہنچایا ہے؟ کسی کو بلاوجہ ان سے کیوں بغض ہے؟ یہ بغض سیدی یونس الگوہر سے نہیں، بلکہ سرکار گوہر شاہی سے ہے۔ جس کے دل میں سرکار کی نسبت ہو، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کے ذہن میں بھی سیدی یونس الگوہر کے خلاف ایک بھی غلط جملہ آئے، کیونکہ آپ کے پاس تو گوہر کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، کیونکہ انہیں سرکار نے حکم دیا ہے: "تم گوہر کی صدا لگانا، جو گوہر والا ہو گا وہ تیرے پاس آجائے گا۔"

(جب) سرکار نے ارشاد فرمایا کہ " اب ہم کسی سے نہیں ملیں گے، تو سیدی یونس الگوہر نے عرض کیا کہ کیا سرکار آپ مجھ سے بھی نہیں ملیں گے؟ سرکار نے فرمایا: "نہیں، تم سے تو ملیں گے، بلکہ تم ہی سے ملیں گے اور کسی سے نہیں ملیں گے؛ ہم تم سے ملیں گے، تم لوگوں سے ملنا۔" اب اگر سرکار یہ فرمائیں کہ "جس نے گوہر شاہی سے ملنا ہو وہ یونس سے مل لے"، پھر اگر کوئی یہ کہے کہ یونس کی کیا ضرورت ہے، ہم تو ڈائریکٹ (براہِ راست) سرکار سے ملیں گے، تو وہ سرکار گوہر شاہی کے فرمان کا گستاخ ہے۔ سیدی یونس الگوہر کے نام سے منافقوں کی پہچان ہو گی؛ یہ بات بلکل عیاں ہے۔

پھر ایک موقع پر سیدی یونس الگوہر نے یہ فرمایا۔

"میں ہوں کسوٹی۔ اگر کسی کو بلاوجہ مجھ سے بغض ہے تو سمجھ جاؤ منافق ہے اب اس سے کھول کے تو نہیں کہا جا سکتا۔۔۔

کیونکہ اگر سرکار نے یہ فرمایا کہ ہمیں یونس پر اپنی ذات کا پورا بھروسہ ہے تو تجھے کیوں نہیں ہے؟

اگر امام مہدی علیہ السلام کو یونس پر بھروسہ ہے تو تجھے کیوں نہیں ہے؟"

سیدی یونس الگوہر کی دائمی نسبت ہی سرمایہ حیات، آب حیات ہے. سرکار ہمیں سیدی یونس الگوہر کے قدموں سے ہمیشہ جوڑے رکھیں، آمین

قافلہِ مہدیؑ کی تیاری

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت ان کے خاص اصحاب اور قافلے کی تعداد 313 (اہلِ بدر کی تعداد کے برابر) ہونے کا ذکر احادیث کی مستند کتابوں میں موجود ہے۔

- **کتاب کا نام:** کمال الدین و تمام النعمۃ (مصنف: شیخ صدوق)
- **حدیث نمبر / حوالہ:** جلد 2، صفحہ 377 (باب 36)
- **مفہومِ حدیث:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب امام مہدی (قائم) آئیں گے تو دنیا کے مختلف کونوں سے ان کے پاس **313** مرد جمع ہوں گے جو تعداد میں اصحابِ بدر کے برابر ہوں گے۔"

یہ وہ لوگ ہوں گے جو خاص پیروکار مہدی ہوں گے اور جو بھی لوگ سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ سے فیض یاب ہو رہے ہیں اور ان کا تعلق سیدی یونس الگوہر سے جڑ چکا ہے آپ ان کی تربیت کر رہے ہیں اور یہ قافلہ مہدی تیار ہو رہا ہے جس کے بارے میں سیدی یونس الگوہر نے فرمایا۔

"قافلہِ مہدیؑ تیار کرنے کا حکم مجھے ہے۔ میں قافلہِ مہدیؑ تیار کر رہا ہوں سرکار جب ظاہر ہو جائیں گے یہ فیض نہیں ملے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ شِق ہے کہ امام مہدیؑ کے ظاہر ہونے کے بعد صرف وہ امام مہدیؑ کا ماننے والا ہو گا جو پہلے سے مانتا ہو، جب وہ اپنی پوری شان سے آئیں گے، پوری

قدرت کے ساتھ ظاہر ہونگے، تو کس میں مجال ہے کہ انکار کر دے، ماننا تو آج ہے، ایمان تو آج کا ماننا ہے، جب پوری شان کے ساتھ آئیں گے اللہ برادری کے چار چار افراد اُن کی پالکی اُٹھائے ہوئے ہونگے، جب وہ آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھائیں گے تو لوگوں کو آسمان میں اللہ کا چہرہ نظر آئے گا، پھر وہ لوگوں کو کہیں گے کہ اللہ بتا اپنی مخلوق کو کہ یہ کون ہے؟

آج کا ماننا ہی اصل ماننا ہے، ابھی تو چاند پر سرکار گوہر شاہی کا چہرہ نمایاں ہوا ہے، لیکن ایک وقت وہ بھی آرہا ہے کہ جب سرکار گوہر شاہی امام مہدی علیہ السلام کے قدمین شریفین نظر آئیں گے، اور وہی منظر ہو گا جو سورہِ قلم میں ہے، جس نے اس دنیا میں سر جھکا دیا ہو گا تو دوبارہ محشر میں وہی منظر آئے گا،

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ، خاشعة أبصارهم ترهقهم ذلة وقد كانوا يدعون إلى السجود وهم سالمون

"وہ اپنے پیروں سے اپنی پنڈلیوں سے جامہ اُٹھائے گا اور پکارے گا آؤ سجدہ کرو لیکن اس وقت تم میں طاقت نہیں ہو گی جیسے گردن میں سریہ گاڑ دیا ہو، ان کی آنکھوں میں شرمندگی ہو گی ذلت میں ڈوبے ہوئے ہونگے۔"

پھر سجدے کی استطاعت کس کے پاس ہو گی؟

جس نے یہاں موزے اتار کے چوما تھا، وہاں ساق کو چوما پردہ ہٹا کے، یہاں موزے اتار کے چوما،

وقد كانوا يدعون إلى السجود وهم سالمون،

کہ بیشک ان کو بلایا تھا کہ آؤ سجدہ کرو لیکن وہ جو ہیں، ان میں کوئی نقص نہیں تھا کہ ان کی کمر ٹیڑھی تھی، یا سمجھ میں نہیں آرہا تھا بالکل صحیح سالم تھے وہ، لیکن رب نے اس دن جھکنے کی جو سعادت ہے وہ فراہم نہیں فرمائی، کیونکہ یہاں اس دنیا میں نہیں سر جھکایا نا، ایمان کی حقیقت جو سرکار گوہر شاہی سے ملی تمہارے حوالے کر رہا ہوں!"

ایمان کی حقیقت کہ کل نہ کہنا کہ بتانے والے نے بتایا نہیں، ایمان کی حقیقت سرکار امام مہدی گوہر شاہ کی نظر میں کیا ہے سن لو! فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ یونان کے قدیم باسی وہ شور کریں گے کہ سورج میں ہمارے رب کا چہرہ ظاہر ہو گیا ہے، ہم نہ کہتے تھے کہ سورج میں ہمارا رب ہے، ان کا پہلے دن یہ ایمان ہو گا کہ وہ امام مہدیؑ کو اپنا رب سمجھیں گے، اور انجمن والوں کو، ذاکرین کو سرکار نے یہ کہا کہ تم کو تو تمہارا قرآن روک لے گا، تم تو ولی مانتے ہو، بہترین ایمان یہ ہے جو یونان والوں کا ہو گا۔" سبحان ربی العظیم

کچھ روحیں امام مہدی علیہ السلام کو ماننے والی دجال کے ٹولے میں پھنسی ہوں گی اور کچھ دجالی روحیں امام مہدی کے قافلے میں موجود ہیں۔ آخری زمانے میں جو دجالی روحیں ہیں وہ امام مہدی کا قافلہ چھوڑ کر دجالیوں کے ساتھ مل جائیں گی اور جو دجالیوں میں مومن روحیں ہیں وہ امام مہدی کے قافلے میں شامل ہو جائیں گی۔

انجمن سر فروشان اسلام کے عہدیداروں کی منافقت

یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ابتدائی دور میں سرکار گوہر شاہی نے انجمن سر فروشانِ اسلام کے نام سے ایک روحانی تنظیم پاکستان میں بنائی اس تنظیم کا تعلق خاص طور پر تعلیماتِ اسلام سے تھا۔ اس تنظیم سے پاکستان میں مشن کا آغاز ہوا۔ اس تنظیم کے تحت ذکر قلب کی تعلیمات، روحانیت کی تعلیمات، تصوف کی تعلیمات کا پرچار کیا گیا۔ اور اس تنظیم کے تحت پاکستان میں پروگرام منعقد ہوتے رہے۔

اس تنظیم کے عہدیداروں کا منافقانہ رویہ تھا جس کی وجہ سے مرتبہ امام مہدی کا پرچار پاکستان میں اس طرح نہیں ہو سکا جس طرح سے ہونا چاہیے تھا۔ ان عہدیداروں نے منجانب اللہ ظاہر ہونے والی نشانیوں کا پرچار کرنے سے صاف انکار کر دیا اور صرف ذکر قلب کی تعلیمات تک تنظیم کو محدود کر دیا۔

یہ لوگ سرکار کی عظمت کو پہچان نہ سکے یہاں تک کہ ان لوگوں کو اس بات سے بھی اعتراض تھا کہ یا گوہر کا ذکر نہ کیا جائے۔ یہ لوگ قصیدہ غوثیہ تو بہت ذوق وشوق سے گیارہویں شریف کے موقع پر پڑھتے لیکن سرکار کی بارگاہ میں اگر کوئی قصیدہ پڑھنا چاہتا تو اس کو منع کر دیتے، سرکار کی تصاویر مبارک کو سٹیج پر لگانے سے منع کرتے، ان کے کردار سے یہ بات صاف ظاہر تھی کہ یہ عظمت گوہر شاہی کے منکر ہیں، سرکار سے ان کا کوئی باطنی وروحانی تعلق قائم نہیں ہوا، نہ ہی اسم اللہ کا نور ان کے قلوب میں گیا، جس کی وجہ سے یہ سرکار کی تعلیمات سے دور ہو گئے اور رب کی بارگاہ میں مردود ہو گئے۔

غیبت کے بعد ان میں سے کوئی ایک بندہ بھی سرکار کی تعلیمات کے اوپر عمل پیرا نہیں ہے اور نہ ہی وہ سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ کے ساتھ منسلک ہوئے۔ جبکہ سرکار گوہر شاہی کا فرمان مبارک ہے کہ "اب ہم کسی سے نہیں ملیں گے صرف یونس الگوہر سے ملیں گے اور جس کو ہم سے ملنا ہو وہ یونس الگوہر سے مل لے۔" اگر ان لوگوں کے اندر تابعداری ہوتی سرکار کی محبت ہوتی تو پھر ان کے دل خود بخود سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ میں کھینچے چلے آتے، لیکن یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے غیبت سے پہلے ہی سرکار گوہر شاہی کو نہیں مانا اور نہ ہی پرچار مہدی میں اپنا کوئی حصہ ڈالا۔

ریگز انٹرنیشنل کا قیام

جب سرکار گوہر شاہی نے بیرونی ممالک کے دورے شروع کیے تو سرکار کی تعلیمات کا پیغام دیگر دنیا میں پہنچنا شروع ہوا۔ یہ پیغام دوسرے مذاہب میں بھی گیا۔ باقی مذاہب تک پیغام پہنچانے کے لیے سرکار گوہر شاہی نے (RAGS International) ریگز انٹرنیشنل کے نام سے ایک تنظیم بنائی اور اس کا چارج سیدی یونس الگوہر کے ہاتھ میں دیا۔ ریگز انٹرنیشنل کا مطلب ہے ریاض احمد گوہر شاہی

(RAGS stands for Riaz Ahmad Gohar Shahi)

ریگز انٹرنیشنل کے ذریعے یورپ، امریکہ اور دیگر ممالک میں سرکار کے پیغام کو بین المذاہب تقویت ملی۔ لیکن جب وقت آیا کہ سرکار کے لئے ظاہر ہونے والی نشانیوں کا دنیا کو بتایا جائے، مرتبہِ امام مہدی کا پرچار کیا جائے تو انجمن سر فروشان اسلام کے عہدیدار پیچھے ہٹ گئے۔ اُس

وقت منجانب اللہ چاند، سورج، حجرِ اسود، شو مندر پر ظاہر ہونے والی سرکار کی نشانیوں اور مرتبہ ءامام مہدی کے پرچار کی جو کیمپین تھی وہ ریگز انٹرنیشنل کے ذریعے ہی پاکستان میں شروع ہوئی۔ سرکار کو معلوم تھا کہ انجمن سرفروشان اسلام کے عہدیدار جن میں وصی قریشی, عارف میمن، ظفر کازمی، مسعود جعفری اور دیگر افراد شامل تھے، اس قابل نہیں ہیں کہ وہ اس ذمہ داری کا بوجھ برداشت کر سکیں، کیونکہ ان لوگوں نے صاف انکار کر دیا مرتبہِ مہدی کا پرچار کرنے سے اور صرف ذکرِ قلب کی تعلیمات تک اس تنظیم کو محدود کر دیا۔ الر' کے اسٹیکرز جب سرکار نے بانٹے تو وہ بھی ریگز انٹرنیشنل کے نام سے پرنٹ ہوئے۔

سرکار نے غیبت 27 نومبر 2001 میں فرمائی، غیبت میں جانے سے پہلے سرکار نے ایک میٹنگ منعقد کی، لندن میں سیدی یونس الگوہر کے گھر پر، تمام لوگوں کو اس میٹنگ میں بلایا گیا، یہ میٹنگ 17 اکتوبر 2001 میں منعقد ہوئی۔

بقول امجد گوہر، جو اس میٹنگ میں موجود تھے سرکار کی طرف سے جو احکامات جاری کیے گیے، ان میں سب لوگوں کو آگاہ کیا گیا کہ ریگز انٹرنیشنل تنظیم اب سیدی یونس الگوہر کی سربراہی میں چلے گی اور جو تنظیم انجمن سرفروشان اسلام پاکستان میں ہے وہ بھی ریگز انٹرنیشنل کے ماتحت کام کرے گی۔

سرکار کا فرمانِ مبارک کہ "یونس جس کو تم چھوڑ دو گے اس کو ہم بھی چھوڑ دیں گے" بھی اسی میٹنگ میں بیان کیا گیا۔

اس کے علاوہ سرکار کے خاندان والے جو خود کو سرکار کی آل کہتے ہیں وہ بھی سرکار کے مرتبہ امام مہدی کو جھٹلانے والے ہیں اور منجانب اللہ نشانیوں کے منکر ہیں ان کے کردار سے بھی کسی طرح یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ان کا کوئی روحانی یا باطنی تعلق سرکار گوہر شاہی کی ذات مبارک سے ہے۔ سرکار گوہر شاہی نے فرمایا"

"جس طرح نبی کا بیٹا نبی نہیں ہو سکتا اسی طرح ولی کا بیٹا ولی نہیں ہوتا. نہ نبوت وراثت ہے نہ ہی ولایت۔"

مشن کا تسلسل: مہدی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل

سیدی یونس الگوہر نے سرکار گوہر شاہی کی غیبت کے بعد مہدی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل (ایم ایف آئی) کے نام سے سرکار کے مشن کو جاری رکھا۔ یہ مشن سیدی یونس الگوہر کی ذاتِ مبارک نے تن تنہا شروع کیا، اور دیکھتے ہی دیکھتے لوگ اس قافلے میں شامل ہوتے گئے اور کارواں بنتا گیا۔ اب لاکھوں کی تعداد میں لوگ سرکار امام مہدی گوہر شاہی کے ماننے والے ہیں اور سرکار سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

سیدی یونس الگوہر کی ذاتِ مبارک وہ ہستی ہیں جو انسانیت کے لیے رب کی طرف سے ایک انمول تحفہ ہیں۔ ان کا کرم، ان کا فضل تمام مخلوق کو یکساں عطا ہو رہا ہے۔ جو بھی انسان رب سے تعلق جوڑنا چاہتا ہے، حق تک پہنچنا چاہتا ہے، پھر چاہے وہ کوئی بھی ہو، کسی بھی رنگ و نسل سے ہو، اس سے فرق نہیں پڑتا؛ بس وہ سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ سے منسلک ہو جائے تو اسے اپنی منزل مل جائے گی۔

فرق اس بات سے نہیں پڑتا کہ تنظیم کون سی ہے؛ فرق سرکار کے حکم سے پڑتا ہے، اور اس مبارک ہستی سے پڑتا ہے جو رب کی طرف سے اس مخلوق کو نوازنے کے لیے ڈیوٹی پر مامور ہے۔ تنظیم کوئی بھی ہو، لیکن فرق اس کی سرپرستی کرنے والی ہستی سے پڑتا ہے۔

سرکار امام مہدی گوہر شاہی کا جو یہ رب کی محبت کا مشن ہے اس کو اس دنیا تک پہنچانے کا حقیقی معنوں میں جو واحد ذریعہ ہے وہ سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک ہیں۔

مخالفین کے اعتراضات اور ان کا بنیادی پس منظر

سچ تو یہ ہے کہ سرکار گوہر شاہی کی کی تعلیمات کا ایک ایک لفظ مخالفین کے لیے جواب ہے۔ کوئی شخص بھی سرکار کی تعلیمات کو چیلنج نہیں کر سکتا۔ یہ علم صرف باتوں کی حد تک نہیں ہے، اس میں انسان روحانیت کے سفر میں تجربات سے گزرتا ہے یہ انسان کی روح میں اترنے والی تعلیم ہے جس سے انسان اپنی حقیقت سے آشنا ہوتا ہے۔

اب ان تمام اعتراضات اور تنقیدی نکات کی حقیقت عزت مآب سیدی یونس الگوہر کی تعلیمات کی روشنی میں دیکھتے ہیں، یہ اعتراض وہ لوگ کرتے ہیں جو جاہل القلب ہیں اور روحانیت کا کوئی علم ان کے پاس نہیں ہے۔ جب ایسے لوگوں کو منجانب اللہ نشانیوں کا بتایا جاتا ہے ذکرِ قلب کا بتایا جاتا ہے سرکار گوہر شاہی کے منجانب اللہ امام مہدی ہونے کا بتایا جاتا ہے تو ان کے ذہن میں کئی طرح کے سوال آتے ہیں جن کا جواب وہ سوشل میڈیا پر تلاش کرتے ہیں لیکن سوشل میڈیا پر لوگ سرکار گوہر شاہی کی ذاتِ مبارک کے بارے میں اپنے اپنے الگ نظریات اور ناقص عقائد رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے ایک عام طالبِ حق کے لیے سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ سیدی یونس الگوہر کی تعلیمات کو عام لوگوں تک پہنچایا جائے۔

مخالفین کے اعتراضات کے جوابات

حصہ اول : 1۔ خاندانی رشتے، باطنی آل اور ملوکیت کی حقیقت

1) پہلا اعتراض لوگ کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب سرکار کے خاندان والے سرکار کی تعلیمات کو نہیں مانتے تو ہم کیسے مان لیں کہ سرکار گوہر شاہی امام مہدی ہیں؟

جواب:

سرکار گوہر شاہی کی حقیقی آل ان کی **باطنی آل** ہے، جنہیں سرکار کی باطنی اور روحانی نسبت حاصل ہے، نہ کہ صرف ظاہری خونی رشتہ دار۔ تاریخ انبیاء کو دیکھیے! حضرت نوح علیہ السلام کا اپنا سگا بیٹا غیر صالح تھا اور ہدایت سے محروم رہا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کافر تھے۔ سرکار گوہر شاہی کے بیٹے اور خاندان کے لوگ بھی مرتبہءِ امام مہدی کے منکر ہیں، سرکار گوہر شاہی کے لیے منجانب اللہ ظاہر ہونے والی نشانیوں کے منکر ہیں، کیونکہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے؛ وہ جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ کرے۔

. امام مہدی علیہ کے لیے منجانب اللہ نشانیوں کو جھٹلانے والے اللہ کے منکر ہیں. یہ کوئی ظاہری جائیداد یا دنیاوی بزنس کی باڈی نہیں ہے کہ جس کے اوپر اہل خانہ یا رشتہ داروں کا حق ہوتا ہے اس پہ حق نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالی نے یہ قانون بنایا ہے کہ جو عنایتیں جو مقام کسی بندے کو اللہ نے عطا کیا ہو وہ نسل در نسل سب کو عطا کرتا جائے۔ ظاہری جائیداد میں تو ایسا ہوتا ہے کہ اس کے جو وارث ہیں وہ مقرر کیے جاتے ہیں۔ یہ ظاہری جائیداد کے لیے ہے کہ انہوں نے محنت کر کے کمائی۔ آپ جو پیسہ کماتے ہیں وہ اپنے لیے اپنے گھر والوں کے لیے اور پھر جس کو آپ دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔ وہ آپ کی مرضی کے اوپر ہے لیکن یہ جو ایمان کا معاملہ ہے دین کا معاملہ ہے اس میں ضروری نہیں ہے کہ نبی کا بیٹا بھی نبی ہو اور ولی کا بیٹا بھی ولی ہو اور مومن کا بیٹا بھی مومن ہو۔ یہ علمِ باطن اور عشق و روحانیت کا راستہ ظاہری رشتہ داری یا خاندانی حسب نسب کی بنیاد پر نہیں چلتا۔ ایک ہی گھر میں باپ منافق اور بیٹا مومن ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں نے دین کو بھی دنیاوی جائیداد کی طرح سمجھ لیا ہے کہ جیسے باپ کی محنت سے کمائی ہوئی جائیداد اور بزنس پر اولاد کا وارثانہ حق ہوتا ہے، ویسے ہی دین اور ولایت بھی نسل در نسل منتقل ہو گی۔

اسلام میں اس بدترین فتنہ و گمراہی کا آغاز امیر معاویہ نے کیا، جب اس نے اپنے بیٹے (یزید) کو خلیفہ نامزد کر کے دین میں **"ملوکیت" (بادشاہت)** کی بنیاد رکھی۔ ملوکیت لفظ نکلا ہے ملک سے ملک کا مطلب عربی میں ہوتا ہے بادشاہ۔ آج جو گدی نشین اور سجادہ نشین مزارات پر اپنی اولاد کو بٹھا کر ڈیرے جمائے ہوئے ہیں، یہ سب امیر معاویہ کی ملوکیت کا فیض ہے، اسلام کا طریقہ نہیں ہے، اللہ کا طریقہ نہیں ہے۔

علماء قرآن مجید کی اس عمومی ہدایت کی بنیاد پر کہ "تم اپنے معاملات باہمی مشورے سے طے کرو" جمہوریت کی بنیاد تلاش کرتے ہیں۔ لیکن اگر اس اصول کو اسلام کے شرعی ڈھانچے، دینی اور روحانی معاملات پر فٹ کیا جائے تو یہ درست نہیں بیٹھتا۔ ظاہری امور اور انتظامی گورننس (Governance) کے لیے تو یہ بات ٹھیک ہے کہ جس کی تعداد زیادہ ہو، اسے ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا جائے تاکہ وہ نظام سنبھال سکے۔ لیکن ولایت اور امامت کا تقرر یا انتخاب مشورے کے ساتھ مسلمانوں کی تعداد پر منحصر نہیں ہے، بلکہ اس کا براہ راست تعلق اللہ کی ذات سے ہے (جس کو اللہ چاہے)۔

اہلِ بیتِ اطہار نے تو اسلام کو بچانے کے لیے اپنا پورا خاندان کربلا میں لٹا دیا تھا، جبکہ سرکار گوہر شاہی کی آل کا دعویٰ کرنے والوں نے لوگوں کی عزتیں برباد کیں۔ سرکار گوہر شاہی کی اولاد کا مکروہ چہرہ دنیا کے سامنے ہے جو صرف پیسے کے پجاری ہیں اسلیے مزار بنا کر بیٹھے ہیں۔ ایک پرویز نامی شخص جو سرکار کا بھائی ہے وہ اپنا حلیہ سرکار جیسا بنا کر لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے کہ اس کا تعلق سرکار سے ہے۔ اور کچھ لوگ اتنے بے وقوف ہیں کہ اس کی شباہت اور حلیے کی نقل کی وجہ سے اس کی عزت کرتے ہیں۔ سرکار کے خاندان کے یہ تمام لوگ گمراہ جن میں سرکار کے بیٹے (طلعت، بابر، غفران، حماد، حاجی)، سرکار کے بھائی (پرویز) شامل ہیں۔ قرآن کی روشنی میں ان کا سرکار کی ذات سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

سرکار گوہر شاہی کے صاحبزادوں کے ان کے بارے میں تاثرات: "ابو ہم سے پیار بھی کرتے ہیں اور خیال بھی بہت رکھتے ہیں لیکن جب ہم ان سے پیسے مانگتے ہیں تو وہ بہت کم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم فضول خرچی کرو گے تب ہم کہتے ہیں کہ یا تو ہمیں بھی فقیر بنادو یا ہمیں پیسے دو"۔

اگر کچھ نادان لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سرکار گوہر شاہی کا اپنے خاندان والوں کے ساتھ تعلق ہو گا تو ان کو چاہیے کہ وہ سرکار گوہر شاہی کی تعلیمات کی روشنی میں ان لوگوں کو پرکھیں کیونکہ جو سرکار کے بیٹوں کے اور سرکار کے بھائی پرویز کے عقائد ہیں سرکار کے بارے میں جب ان کو لوگ جانیں گے تو تب ہی ان کو معلوم ہو گا کہ یہ لوگ حق کے منکر ہیں۔ جب سرکار گوہر شاہی نے چاند میں ظاہر ہونے والی تصویر کی تائید کی ہے اور کئی مواقع پر اشارہ دیا ہے کہ آپ ہی امام مہدیؑ ہیں تو پھر یہ خاندان والے کیوں سرکار کی تعلیمات کے منکر ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔

اور دوسری طرف وہ ہستی مبارک ہیں جن کو سرکار نے اپنا نمائندہ بنا کر دنیا کو نوازنے کے لیے ڈیوٹی پر بٹھایا ہے وہ ذات سیدی یونس الگوہر کی ہے۔ جب ہم سیدی یونس گوہر کی تعلیمات کو سنتے ہیں تو آپ کی تعلیمات کا ایک ایک لفظ سرکار گوہر شاہی کی حقیقی عظمت کو بیان کرتا ہے۔ سرکار گوہر شاہی کے تمام مراتب کی پہچان سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک دنیا کو بتا رہے ہیں۔ سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ سے نہ صرف تعلیمات گوہر شاہی عام ہو رہی ہیں بلکہ سرکار امام مہدی گوہر شاہی کا فیض آپ کی ذات مبارک کے ذریعے تمام انسانیت تک پہنچ رہا ہے کیوں کہ سرکار نے فرمایا کہ "ہم نے حجر اسود کے راز اور فیض یونس کے قلب میں رکھ دیا ہے جو مستقبل میں جاری ہو گا۔" اس وقت الراٹی وی یوٹیوب چینل پر سیدی یونس الگوہر کی تمام تر تعلیمات کی ویڈیوز موجود ہیں اور آپ نے سرکار کی کتاب مقدس دین الٰہی کے ایک ایک لفظ کی تشریح بیان فرمائی ہے۔ اس کے ساتھ منجانب اللہ ظاہر ہونے والی سرکار گوہر شاہی کی نشانیوں کے بارے میں تفصیلی بیان فرمایا ہے قرآن اور احادیث کی روشنی میں آپ نے امام مہدی علیہ السلام کی پہچان اور مرتبے کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔

ہر دین اور ہر مذہب کی حقیقی تعلیمات تمام انسانیت تک پہنچائی ہیں۔ سب سے بڑا جو کرم اور فضل نسانیت کے لیے اس بارگاہ اقدس سے ہو رہا ہے وہ ہے " فیضان گوہر شاہی" ، فیضان گوہر شاہی صرف اور صرف سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ سے تمام انسانیت تک پہنچایا جا رہا ہے۔ جو بھی شخص یہاں سے فیض یاب ہو رہا ہے اس کا دل گواہی دے رہا ہے کہ یہی حق ہے سیدی یونس الگوہر کا در تمام انسانیت کے لیے کھلا ہے۔ یہ وہ فرق ہے جس سے ایک عام انسان سمجھ سکتا ہے کہ سرکار گوہر شاہی کا باطنی تعلق کس ہستی مبارک سے ہے اور سرکار کی نمائندگی حقیقی معنوں میں کون کر رہا ہے۔

2۔ سرکار گوہر شاہی کی ذات مبارک سے دین کے علمبردار خوفزدہ کیوں ہیں؟

سرکار گوہر شاہی کے اس دنیا میں تشریف لانے سے پہلے گزشتہ ۴۰۰ سالوں سے روحانیت اور باطنی علوم بالکل ناپید ہو چکے تھے۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے کوئی ڈیوٹی والا ولی نہیں بھیجا گیا اس عرصے میں۔ اور دین اسلام آخری مذہب ہے جو حضور پاک ﷺ نے بنایا لیکن دین اسلام بھی کئی فرقوں میں بٹ چکا ہے اور ہر فرقہ دوسرے کو کافر اور منافق کہتا ہے۔ ایسے میں دین اسلام کی باطنی تو کیا ظاہری شریعت بھی بگاڑ کا شکار ہو چکی

ہے۔ باطنی علم جو حضور پاک ﷺ نے مولا علی علیہ السلام کو عطا فرمایا، اپنی امت کے ولیوں کو عطا فرمایا، اس خاص علم کی ترویج کا کام بالکل ختم ہو گیا گزشتہ چار سو سال سے۔ اسی لیے علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں فرمایا۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے مے خانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

لوگ صرف نماز کی ظاہری ادائیگی کا طریقہ جانتے تھے، لیکن نماز کی باطنی حقیقت، اس کی قبولیت اور مسلمان اور مومن میں کیا فرق ہے؟ اللہ نے انسان کے اندر کونسا باطنی خزانہ رکھا ہے؟ اللہ سے تعلق کیسے قائم ہوتا ہے؟ انسان کا اصل مقصد حیات کیا ہے؟ دین کے باطنی پہلو سے بالکل ناواقف تھے۔ آج کا کوئی بھی مذہبی فرقہ چاہے وہ وہابی ہو، دیوبندی، اہلحدیث، بریلوی، سنی ہو یا شیعہ، ان میں سے کوئی بھی باطنی علم سے واقف نہیں۔ مولویوں کی پیروی سے آپ کو صرف ظاہری شریعت کے اصول معلوم ہوتے ہیں، لیکن تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی مولوی کے عشق میں عوام اس قدر دیوانی ہو جائے کہ اپنی جان، مال اور عزت و آبرو اس کے قدموں میں نچھاور کر دے۔

سرکار گوہر شاہی نے تقریباً ساڑھے چار سو سال بعد اس دنیا میں علمِ باطن کی تعلیمات کو عام کیا ہے۔ سرکار گوہر شاہی نے تشریف لا کر تصوف، روحانیت اور علمِ باطن کی از سرِ نو بنیاد رکھی ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں اللہ کا نور داخل کیا۔ ہر دین کے دو پہلو ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ سرکار نے ہر مذہب کے باطنی علم کی حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ جس کا مقصد روحوں کی بیداری سے صرف اللہ سے تعلق قائم کرنا ہے۔

سرکار گوہر شاہی کی تعلیمات نے ان مولویوں اور علما سوء کی حقیقت کو کھول کر بیان کیا ہے جس سے ان کے جھوٹے پیری مریدی کے نظام کو دھچکا لگا اور ان کی اہمیت اور اثر و رسوخ جب ختم ہونے لگا تو یہ سرکار گوہر شاہی کے دشمن ہو گیے۔

جب ہر فرقے اور مکتبہ فکر سے نوجوان نسل مولویوں کی ذہنی قید سے آزاد ہو کر سرکار کے عشق و دیوانگی میں شامل ہونے لگے، تو ان مولویوں کی روزی روٹی اور دکانداری پر لات پڑ گئی۔ وہ حسد میں مبتلا ہو گئے کہ ہمارے پیچھے تو کسی نے اپنا سب کچھ نچھاور نہیں کیا، ہمیں تو کبھی کسی نے اس دیوانگی سے نہیں چاہا! ایسی سچی دیوانگی تاریخ میں یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں صحابہ (مثلاً حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ) میں دیکھی گئی — کہ گرم ریت اور تپتے لوہے پر بھی "احد احد" پکارتے تھے — یا پھر آج سرکار گوہر شاہی کے دیوانوں میں نظر آتی ہے۔ یہ دیوانگی تو غوثِ پاک یا خواجہ غریب نواز کے عام مریدین میں بھی اس انداز میں کبھی ظاہر نہیں ہوئی تھی۔

3۔ آپ سرکار گوہر شاہی کو رب کیوں کہتے ہیں؟

اگر کسی کو اس بات پر اعتراض ہے تو وہ پہلے اولیاء اور فقراء کی تاریخ اٹھا کر دیکھے۔ روحانیت کا اصول یہی رہا ہے کہ جب سچے اور پکے مرید کا اپنے مرشد سے کامل باطنی تعلق قائم ہوتا ہے، تو اسے اپنے مرشد کے اندر رب کا جلوہ نظر آتا ہے اس لیے وہ اپنے مرشد کو ہی اپنا رب سمجھتا ہے۔

تصوف کی تاریخ میں حضرت نظام الدین اولیاء کے دور کا ایک مشہور واقعہ ہے جس پر آج بھی قوالیاں گائی جاتی ہیں۔ ایک شخص اپنے سر پر جوتیاں رکھے جارہا تھا، لوگوں کے پوچھنے پر اس نے سادگی سے کہا کہ "یہ اللہ کی جوتیاں ہیں، جو ٹوٹ گئی ہیں اور میں انہیں موچی کے پاس ٹھیک کروانے جا رہا ہوں۔

لوگوں نے اسے بٹھا کر کھانا کھلایا اور پھر قاضی کو بلالیا کہ اس شخص نے کفریہ کلمات ادا کیے ہیں لہٰذا اس پر فیصلہ کیا جائے۔ اسی دوران وہاں سے حضرت نظام الدین اولیاء کی سواری کا گزر ہوا، اور آپ نے قاضی سے اس ہنگامے کی وجہ پوچھی۔ قاضی نے عرض کیا کہ یہ شخص سر پر رکھی جوتیوں کو اللہ کی جوتیاں کہہ رہا ہے۔

یہ سن کر حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا، "اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے، یہ تو بالکل صحیح کہہ رہا ہے"!۔ قاضی کے حیران ہونے پر آپ نے قرآنی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا، "کیا قرآن مجید میں نہیں آیا کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کا ہے؟ تو کیا یہ جوتی زمین و آسمان سے باہر ہے؟"۔ یہ اولیاء اللہ کا سطحی سوچ والے مولویوں کو لاجواب کرنے کا اپنا ایک مخصوص انداز ہے۔

سیدی یونس الگوہر نے فرمایا۔ لیکن ہماری بات اس سے بھی آگے ہے؛ ہم سرکار گوہر شاہی کو صرف عقیدت یا مرشد کے طور پر رب نہیں مانتے، بلکہ ہم اس لیے مانتے ہیں کیونکہ وہ **حقیقت میں رب ہیں۔**

4۔ اگر سرکار گوہر شاہی امام مہدی ہیں، تو پھر ان کا خانہ کعبہ سے ظہور کیوں نہیں ہوا؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ لوگوں کو لفظ "ظہور" کا اصل مطلب ہی معلوم نہیں ہے۔ "ظہور" کا مطلب ہوتا ہے "ظاہر ہونا" یا سامنے آنا۔ مثال کے طور پر اگر آپ خانہ کعبہ میں موجود ہوں اور اچانک وہاں آپ کا کوئی پرانا دوست مل جائے، تو آپ یہی کہیں گے نا کہ میرا دوست ظاہر ہو گیا۔

یہ بات ذہن نشین کرنی ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے لیے لفظ ظہور، دجال کے لیے خروج اور عیسیٰ علیہ السلام کے لیے نزول استعمال ہوتا ہے۔

احادیث میں لفظ "ظہور" کا جو استعمال ہوا ہے، عام لوگ اس کا غلط مطلب نکالتے ہیں۔ ظہور سے مراد یہ ہے کہ وہاں سے اس بات کا اظہار ہو گا کہ اصل میں امام مہدی کون ہیں، ان کی شناخت ظاہر ہو گی۔ اور وہ تو ہو چکا ہے! امام مہدی علیہ الصلوۃ والسلام کی شناخت کا ظہور خانہ کعبہ سے ہو گیا ہے، کیونکہ حجرِ اسود میں امام مہدی سرکار گوہر شاہی کا چہرہ مبارک ظاہر ہو چکا ہے۔ یہی خانہ کعبہ سے ظہور ہونا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْحَجَرِ " وَاللَّهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلَى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ

"عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جب یہ پتھر (حجر اسو) لایا جائے گا اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھ رہا ہو گا، ایک زبان ہو گی جس سے وہ بول رہا ہو گا، اور گواہی دے گا اس شخص کے حق میں جس نے حق کے ساتھ اسے چھوا ہو گا۔"

جامع ترمذی (حدیث نمبر: 961) اور **سنن ابن ماجہ (حدیث نمبر: 2944)**

مندرجہ بالا حدیث ہمیں آگاہ کر رہی ہے کہ حجرِ اسود میں ایک چہرہ ہے اور وہ چہرہ مبارک ظاہر ہو چکا ہے کہ سید ناریاض احمد گوہر شاہی کا ہے۔

اب جب یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا ظہور خانہ کعبہ سے ہو گا اور وہ خانہ کعبہ میں کھڑے ہوں گے، تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ رہتے ہی خانہ کعبہ کے اندر ہیں! وہ کہیں نہ کہیں سے سفر کر کے آئے ہوں گے اور خانہ کعبہ میں ان سے ملاقات یا ان کا اعلامیہ ظہور ہو گا۔ لوگ لفظ "ظہور" کے اصل معنی و طریقہ کار سے ناواقف ہیں۔

اس کے علاوہ جو باقی عجیب و غریب روایتیں مشہور ہیں کہ امام مہدی کعبے میں چھپے ہوں گے، کچھ لوگ انہیں پہچانیں گے اور کہیں گے کہ آپ امام مہدی ہیں، مگر وہ انکار کریں گے ـــ یہ سب کہانیاں ہیں جو سنیوں اور شیعوں نے خود بنا رکھی ہیں۔ لوگوں نے تو امام مہدی سے رابطے کے خود ساختہ طریقے بھی ایجاد کر لیے ہیں، جیسے کہ کنویں میں پرچی ڈال دو تو امام مہدی کی طرف سے جواب آ جائے گا۔ اب کیا کوئی رسول اللہ یا اللہ سے سوال پوچھنے کے لیے بھی کنویں میں پرچی ڈالتا ہے؟ یہ سب بنی بنائی اور من گھڑت باتیں ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ سنیوں کے ہاں تو ویسے ہی خلفاء کی وجہ سے زیادہ روایات محفوظ نہیں رہیں، اور شیعوں نے اپنے پاس موجود روایات میں ایسی من گھڑت کہانیاں شامل کر لی ہیں۔ اندھوں میں کانا راجہ والی بات ہے کہ ظاہری الفاظ کے پیچھے اصل حقیقت کو لوگ سمجھ نہیں پائے۔

اگر اہلِ تشیع کا تعلق مولیٰ علی علیہ السلام سے ہے تو ان کی مشکل کشائی کیوں نہیں ہوتی؟ اور لوگ وقتِ حاضر کی زندہ ہستی کی تعظیم کیوں نہیں کرتے؟

سنیوں کے ہاں خلفاء کے اختلاف کی وجہ سے زیادہ تر احادیث ان کی کتابوں سے نکل گئیں اور علم محدود رہ گیا۔ دوسری طرف شیعہ علماء نے مولیٰ علی علیہ السلام کی شان بڑھانے کے لیے ان کے اقوال میں اپنی طرف سے اضافے کیے اور حوالے بنا لیے۔ ان لوگوں میں گردن کٹوانے کا جذبہ تو ہے لیکن سچ سننے کی طاقت نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر مولیٰ علی واقعی مشکل کشا ہیں، تو یہ اپنی زندگی میں مشکل کشائی کا کوئی ایک واقعہ تو بیان کریں۔ اس کے برعکس، سرکار گوہر شاہی کے ماننے والے مشکل کشائی کا دعویٰ نہیں کرتے، بلکہ اسے سرکار کی "بھیک" کہتے ہیں، اور اس بھیک کی کہانیاں کروڑوں انسانوں کی آنکھوں دیکھی حقیقت ہیں۔

زندہ ولی کی بے قدری اور قبروں کی پوجا:

مسلمانوں کی یہ تلخ حقیقت ہے کہ یہ دراصل قبروں کو پوجنے والے ہیں۔ یہ کسی ہستی کے مرنے کا انتظار کرتے ہیں تاکہ اس کے مزار پر بیٹھ کر چندے اور نذرانے بٹور سکیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ کسی زندہ ہستی کی اتباع کر لیں تو ان کی اپنی منافقت کھل کر سامنے آجائے گی اور ان کی روزی روٹی بند ہو جائے گی۔ ظاہر ہے، مردہ ہستی مزار سے باہر نکل کر انہیں منافق تو نہیں کہے گی۔

ہماری قوم کو قبروں کی پرستش کی ایسی عادت پڑ چکی ہے کہ اگر ان کے دور میں کوئی زندہ ولی آجائے (جیسے بابا بلھے شاہ)، تو یہ اسے کافر قرار دے کر دفن تک نہیں ہونے دیتے، لیکن مرنے کے بعد اسی کے مجاور بن جاتے ہیں۔ چکنی چپڑی باتیں کر کے مجمع اکٹھا کرنا بہت آسان ہے۔ اصل بات دین کے معاملے میں سچ بولنا ہے، اور یہ حق اور سچ صرف اور صرف سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ سے بیان کیا جا رہا ہے۔

5۔ کیا امام مہدی نئی کتاب، نئی سنت اور نیا امر لائیں گے؟

شیعہ ذاکرین اور علماء (جیسے شہنشاہ نقوی) محرم میں دس دن کربلا کے ماضی کے واقعات پر تو خوب روتے ہیں، لیکن وہ آئمہ اہل بیت کی ان روایات کو کبھی بیان نہیں کرتے جو امام مہدی کے بارے میں ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ اگر انہوں نے وہ روایات بیان کر دیں تو لوگ سوال کریں گے کہ امام مہدی آکر نیا امر، نئی کتاب اور نئی سنت لائیں گے۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا خَرَجَ بِأَمْرٍ جَدِيدٍ، وَكِتَابٍ جَدِيدٍ، وَسُنَّةٍ جَدِيدَةٍ وَقَضَاءٍ جَدِيدٍ، عَلَى الْعَرَبِ شَدِيدٍ، وَلَيْسَ شَأْنُهُ إِلَّا الْقَتْلَ، لَا يَسْتَبْقِي أَحَدًا، وَلَا تَأْخُذُهُ فِي اللَّهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ.

"امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: (جب امام مہدی) آئیں گے تو وہ نیا امر (حکم) لائیں گے، نئی کتاب لائیں گے، نئی سنت اور نئی سزائیں لائیں گے۔ وہ عربوں کے ساتھ شدید سختی کریں گے، وہ کسی کو معاف کیے بغیر بڑی تعداد میں قتل کریں گے۔ اور کسی الزام کی پرواہ کیے بغیر کیونکہ وہ اللہ کی مرضی کے مطابق کام کریں گے۔"

المصدر: کتاب الغیبۃ، ص ۳۵۱

اہلِ تشیع لوگ امام مہدی کے موضوع پر بات اس لیے نہیں کرتے کیونکہ جس دن انہوں نے امام مہدی کے حوالے سے اہل بیت کی روایات بیان کرنا شروع کر دیں گے، تو ان کے اپنے دل وسوسوں کا شکار ہو جائیں گے۔ انہیں یہ محسوس ہو گا کہ جس امام کا وہ انتظار کر رہے ہیں، وہ تو انہیں موجودہ دینِ اسلام سے ہٹا دے گا، نیا امر لائے گا، نئی کتاب اور نئی سنت دے گا۔ سیدی یونس الگوہر نے شہنشاہ نقوی صاحب سے بھی چیلنج کر کے پوچھا "کہ بیٹا ایک ہی بات بول دو کہ وہ نیا امر کیا ہو گا؟ نئی کتاب کا نام کیا ہو گا؟ اور یہ پرانی کتاب (قرآن) کہاں رکھ کر آؤ گے؟" لیکن انہیں سانپ سونگھ گیا، ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ان کے پاس بس کربلا کو یاد کر کے رونے کا ایک طریقہ آتا ہے، گویا ان کا تعلق صرف ماضی سے ہے، مستقبل سے ہے ہی نہیں۔

اگر آپ امام مہدی کے منتظر ہیں تو بتائیں کہ امام مہدی علیہ السلام کون سی نئی کتاب اور کون سی نئی سنت لے کر آئیں گے ؟(اہلِ تشیع کے لیے خاص سوال)

اب سوال یہ ہے کہ نئی سنت کیسے قائم ہو گی ؟ نئی سنت تو تب ہی قائم ہو گی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دور میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ ان کی تشریف آوری چاہے جزوی طور پر ہو یا کامل و کلی طور پر، نئی سنت کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوبارہ آئیں۔

ہم امام مہدی کے سچے چاہنے والے ہیں۔ ہمارا کوئی ملک نہیں، ہمیں کوئی گورنمنٹ سپورٹ نہیں کرتی اور ہمارے پاس کوئی ظاہری طاقت نہیں، لیکن ہمارے پاس "اصل امام مہدی" ہیں۔ اس اصل امام کی اصل نسبت ہمارے دلوں سے جڑی ہوئی ہے، جو تم سب کو للکار رہی ہے۔ اسی نسبت کی وجہ سے ہمیں موت کا کوئی خوف نہیں۔ جو رب سے پیار کرتا ہے وہ موت سے نہیں ڈرتا، جبکہ دوسری طرف علماء اور نعت خواں ہیں جو زبانی تو کہتے ہیں کہ مدینے میں موت آئے، لیکن حقیقت میں موت کے نام سے ہی ڈرتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا" :اے رسول! اپنا رخ دینِ حنیف (دینِ الٰہی) کی طرف کر لیجیے، کیونکہ وہی قائم ہونے والا دین ہے"۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ سورة الروم (آیت نمبر 30)

ترجمہ:

پس آپ یک سو ہو کر اپنا منہ (رخ) دین حنیف کی طرف کر دیں۔ (یعنی) اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں، یہی سیدھا (قائم رہنے والا) دین القیم ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُۙ (1) وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًاۙ(2)

ترجمہ:

جب اللہ کی مدد آئے گی اور راستے کھل جائیں گے۔ اور تم دیکھو گے لوگوں کو دین اللہ میں فوج در فوج داخل ہوتے ہوئے۔

قرآنِ مجید ہمیں مستقبل کا یہ سچا نقشہ دکھاتا ہے کہ:

1. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخِ مبارک دینِ الٰہی کی طرف منتقل ہو گا۔ دین اللہ ہی دین حنیف ہے۔
2. اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو سامنے لائے گا جو اللہ سے محبت کرے گی اور اللہ ان سے محبت کرے گا (یہ دو طرفہ محبت ہو گی)۔

امام جعفر صادق کے اس قول کے ایک ایک لفظ کی سیدی یونس الگوہر نے علم باطن کی روشنی میں تشریح بیان فرمائی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سرکار گوہر شاہی منجانب اللہ امام مہدی ہیں۔ آیئے جانتے ہیں باطنی تعلیمات کی روشنی میں کہ سرکار گوہر شاہی منجانب اللہ امام مہدی کیسے ہیں۔

مرتبۂ امام مہدیؑ، محمد ﷺ کا دوسرا دور اور حروفِ مقطعات کے اسرار

امام جعفر صادقؑ کا قول اور حضور پاک ﷺ کے ادوارِ مبارکہ کی حقیقت

امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ قول نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ "**جب امام مہدی تشریف لائیں گے تو ایک نیا حکم، جدید کتاب اور جدید سنت ہوگی**"۔ اس فرمانِ مبارک کی باطنی حقیقت کو سمجھنے کے لیے قرآنِ مجید کی سورہ والضحیٰ کی آیت نمبر ۴ کو سمجھنا ضروری ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ** سورہ الضحیٰ آیت نمبر 4

"یارسول اللہ! یقیناً آپ کا آنے والا دوسرا دور آپ کے لیے پہلے دور سے بہت زیادہ بہتر رہے گا"۔

ظاہری شریعت کے مفسرین اور علماء اس آیت کی تفسیر میں یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضور اکرم ﷺ کی ظاہری زندگی میں مکے اور مدینے کے ادوار ہیں۔ تاہم، اگر تاریخِ نبوی کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو آپ پہلے مکے میں مقیم تھے، پھر مدینہ ہجرت فرمائی اور فتحِ مکہ کے بعد دوبارہ مکہ تشریف لائے۔ اس طرح ظاہری زندگی کے تین ادوار بنتے ہیں، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آیتِ کریمہ میں ان ظاہری ادوار کا ذکر نہیں ہے۔

سیدی یونس الگوہر نے اس آیت مبارکہ کی تائید میں دونوں ادوار کی تشریح فرمائی ہے، جس کا علم ظاہری علماء کے پاس نہیں تھا۔

سفر معراج، نویدِ مہدی اور ہم شکلِ مصطفیٰ ﷺ کا راز

جب حضور پاک ﷺ سفر معراج سے واپس تشریف لائے تو صحابہ اکرام آپ سے پوچھنے لگے کہ وہاں کیا کیا ہوا ہمیں بھی کچھ بتائیں۔

مختلف احادیث میں آیا ہے کہ آپ نے وہاں جنت دیکھی، جہنم دیکھی، عرش الٰہی پر بھی گئے۔ وہاں پر آپ ﷺ نے خاص لوگوں سے فرمایا۔

"آخری زمانہ میں میری عترت سے ایک ذات جلوہ نما ہوگی اور وہ میری بیٹی فاطمہ سے ہوگا اور دنیا سے ظلم کو مٹادے گا۔"

اس حدیث میں جس ظلم کو مٹانے کے بارے میں حضور پاک ﷺ نے فرمایا ہے اس کی وضاحت سیدی یونس الگوہر نے اس طرح سے فرمائی ہے کہ انسانوں کے اندر جو ظلمت بھری ہوئی ہو گی گناہوں کی ظلمت، منافقت کی ظلمت ، شرک و کفر کی ظلمت، خیالات کی ظلمت غرض ہر طرح کی ظلمت کو امام مہدی علیہ السلام لوگوں کے اندر سے نکال دیں گے۔

پھر صحابہ آپ سے پوچھتے کہ وہ ذات کیسی ہو گی، ان کی رنگت کیسی ہو گی، ان کا چہرہ ان کا قد ان کا اٹھنا بیٹھنا کیسا ہو گا تو اس کے جواب میں حضور پاک ﷺ جو فرماتے وہ اپنا حلیہ بتاتے تو صحابہ کرام پوچھتے مہدی کے بارے میں تو حضور پاک بتاتے اپنے بارے میں اس پر صحابہ نے سوال کیا یا رسول اللہ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ خود ہی مہدی بن کر دوبارہ آجائیں گے تو جواب میں حضور پاک مسکرا دیے۔ نبی پاک ﷺ کی یہ مسکراہٹ ہی اس بات کی کامل تصدیق تھی، کیونکہ اگر صحابہ کو کوئی غلط فہمی ہوتی تو آپ فوراً منع فرما دیتے۔

امام حسن علیہ السلام کا نچلا دھڑ اور امام حسین علیہ السلام کا چہرہ مبارک حضور ﷺ سے مشابہت رکھتا تھا، لیکن امام مہدی سر سے پاؤں تک کامل ہم شکلِ مصطفیٰ ہیں۔

"مہدی میں محمد ہو گا": محمد ﷺ کی جزوی منتقلی کا راز

احادیث میں کئی مقامات پر آیا ہے کہ امام مہدی سر سے پاؤں تک ہم شکلِ مصطفیٰ ہوں گے، اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ "مہدی میں محمد ہو گا۔" ظاہر بینوں نے اسے غلط سمجھا اور گمان کیا کہ امام مہدی کا نام محمد ہو گا۔ سیدی یونس الگوہر نے اس کی حقیقت واضح فرمائی کہ مہدی کا نام محمد نہیں ہو گا، بلکہ ان کے اندر "ذاتِ محمد" ہو گی۔ محمد نام تو کوئی بھی شخص اپنی مرضی سے رکھ کر امام مہدی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر سکتا ہے، لیکن محمد کی ذات کا مہدی میں ہونا ایک خاص بات ہے۔

فرمان سرکار گوہر شاہی۔

"تمام انسانوں کی ارضی ارواح اس دنیا میں کئی بار دوسرے جسموں میں جنم لیتی ہیں۔ پاکیزہ لوگوں کی ارواح پاکیزہ جسموں میں جب کہ حضور پاک کی ارضی ارواح کو مہدی علیہ السلام کے لیے روکا ہوا تھا۔ جس طرح آپ ﷺ کے جسم کے کسی بھی علیحدہ حصے یعنی ہاتھ یا پاؤں کو بھی آمنہ کا لعل کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح حضور کی سماوی روح کے کسی علیحدہ حصے کو بھی عبد اللہ کا فرزند اور آمنہ کا لعل کہا جا سکتا ہے۔ اہل بیت کی ارواح میں اہل بیت ہی شامل ہیں۔"

اب یہ ثابت کرنا ہے کہ امام مہدی کے جسم مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل شباہت اور ذاتِ محمد کی موجودگی کیسے ہو گی؟

قرآن پاک میں سماوی اور ارضی ارواح کا ذکر آیا ہے۔ سماوی ارواح عالم بالا سے آتی ہیں اور ارضی ارواح کا تعلق اس دنیا (عالم ناسوت) سے ہے۔ سماوی ارواح (لطیفہِ قلب، روح، لطیفہِ سری، لطیفہِ خفی، لطیفہِ اخفیٰء، لطیفہِ انا) ایک جسم کے لیے مخصوص ہوتی ہیں، جبکہ ارضی ارواح (روحِ جمادی، روحِ نباتی اور روحِ حیوانی) مل کر جسم کو بناتی ہیں۔ سماوی ارواح کی تعداد چھ ہوتی ہے، جبکہ ایک لطیفہ جس کا تعلق عالمِ ناسوت سے ہے اس کا نام لطیفہ نفس ہے اور یہ قومِ جنات سے ہے۔

سرکار گوہر شاہی نے اپنی کتابِ مقدس "دینِ الٰہی "میں درج فرمایا ہے کہ امام مہدی میں حضور پاک کی ارضی ارواح ہوں گی، اور سیدی یونس الگوہر نے مزید فرمایا کہ ان میں حضور کے کچھ لطائف بھی موجود ہیں، جن میں لطیفہ اخفیٰ (جس پر نبوت نازل ہوئی، جس کا نام حامد ہے) اور لطیفہ انا (جس کا نام محمود ہے) شامل ہیں۔ اس طرح جزوی طور پر سرکار گوہر شاہی کی ذات میں محمد رسول اللہ کی موجودگی ثابت ہے۔ حضور پاک ﷺ کے پاس جو ارضی اور سماوی ارواح کا سیٹ ہے، اب اس میں سے کون کون سی ارواح امام مہدی کو منتقل ہوئی ہیں؟

ایک عام انسان جب مرتا ہے تو اس کے جسم میں سے فرشتے ارضی ارواح کو جمع کر لیتے ہیں اور پھر کسی دوسرے دنیا میں آنے والے بچے کے جسم کو بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں، جبکہ سماوی روح علیین یا سجین میں چلی جاتی ہے۔ اگر کسی انسان نے اپنی ارواح کو بیدار نہیں کیا تو جو اس کے لطائف ہیں وہ قبر میں ہی خستہ حالت میں رہتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ذکرِ اللہ سے اپنی ارواح کو بیدار کر لیا ہوتا ہے اپنی زندگی میں، پھر جب وہ مرتے ہیں تو ان کے لطائف ان کی قبروں میں ذکرِ اللہ میں مصروف رہتے ہیں۔

لیکن حضور کی بارگاہ میں یہ عقیدہ ہم رکھتے آئے ہیں کہ آپ اپنی قبرِ مبارک میں حیات ہیں۔ تو اب آپ حیات کس طرح سے ہیں؟ اس کی وضاحت کوئی عالم نہیں بتا سکتا۔ آپ حیات اس طرح سے ہیں کہ جب آپ نے اس دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ کے جسمِ مبارک سے ارضی ارواح کو اللہ نے نہیں نکالا، ان کو آپ کے جسم میں ہی روک دیا اور حضور کی قبرِ انور "انتظار گاہِ مہدی "بن گئی، انتظارِ مہدی شروع ہو گیا۔ اس کے بعد جب امام مہدی کو اس دنیا میں آنا قرار پایا، تو وہ ارضی ارواح اس جسم سے نکال لی گئیں اور امام مہدی کا جسم تشکیل پایا۔ تو سرکار گوہر شاہی کا جو جسمِ مبارک ہے وہ وہی ہے جو حضور کی ارضی ارواح پر مبنی ہے، لہٰذا جزوی طور پر امام مہدی کی ذات میں محمد رسول اللہ کی موجودگی ثابت ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ جو سماوی لطائف ہیں جن میں لطیفہ اخفیٰ، لطیفہ انا وہ بھی سرکار گوہر شاہی کے پاس ہیں۔

حضور پاک ﷺ کے لطائف کی منتقلی کا ثبوت

سرکار گوہر شاہی کے پاس کوٹری میں کچھ صحافی آئے اور انہوں نے سوال کیا کہ یہ جو تعلیم آپ بیان فرماتے ہیں یہ ہم نے پہلے کبھی نہیں سنی، یہ کہاں سے آتی ہے؟ سرکار گوہر شاہی نے جواب میں فرمایا۔
"جو محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم بتاتے ہیں وہ میں آگے بیان کرتا ہوں ۔"، سرکار کے اس فرمان کی تشریح سیدی یونس الگوہر نے بیان فرمائی کہ اس جملے کا مطلب یہ تھا کہ حضور کی زبان سے جو کلام ان کے لطیفہ اخفیٰ کا نکلتا تھا اب وہ لطیفہ اخفیٰ سرکار گوہر شاہی کے سینے میں موجود ہے۔

ایک خطاب کے دوران سرکار گوہر شاہی نے فرمایا۔
"ایک دن پتا نہیں حضور پاک ﷺ کو کیا ہوا کہ وہ علم جو صرف ان کے لیے تھا وہ انہوں نے ہم کو دے دیا۔"

اب وہ علم جو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا وہ لطیفہ انا کا علم تھا دیدار والا علم تھا، جس کا تعلق صرف حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے تھا۔ یہ علم دین اسلام کا حصہ نہیں تھا۔ اس طرح لطیفہ انا بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا امام مہدی علیہ السلام کو دے دیا گیا جس کے باعث سیدنا گوہر شاہی کے قدمین شریفین مقام محمود کا درجہ پا گئے۔ جو سرکار کے قدموں میں آ گیا وہ مقام محمود پر پہنچ گیا۔

سرکار گوہر شاہی کی جو ذات والا ہے یہ محمد ﷺ کا جزوی طور پر دوسرا دور ہے۔ حضور پر جو قرآن نازل ہوا ہے وہ کچھ پہلے دور کے لیے تھا جس میں مذہب کی قید تھی پابندی تھی اور کچھ دوسرے دور کے لیے ہے جس میں مذہب کی پابندی نہیں ہے۔

حروفِ مقطعات کی حقیقت اور "ا ل م" کا فیض دورِ اول

حروف مقطعات کو ملا کر نہیں لکھنا چاہیے بلکہ الگ الگ حروف تہجی میں لکھنا چاہیے جیسے " الم "کو" ا ل م "لکھا جائے گا "الر "کو "ا ل ر "لکھا جائے گا "المر "کو "ا ل م ر "لکھا جائے گا۔ قرآن پاک میں کل ۲۷ حروفِ مقطعات آئے ہیں۔ یہ محض حروف نہیں، بلکہ ہر حرف علم اور ایک باطنی کتاب ہے۔ علماء، مفسرین اور مفتیان یہی کہتے رہے کہ ان کے معنی صرف اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ سرکار گوہر شاہی نے ان حروفِ مقطعات کی حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"کل علوم کے 27 حروف ہیں۔ حضرت آدم سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا تک 1 لاکھ 24 ہزار پیغمبروں پر جتنی وحی اور علم نازل ہوا، ان تمام انبیاء و مرسلین نے مجموعی طور پر نوعِ انسانی کو صرف **دو(2) حروف** کا علم دیا ہے، جبکہ باقی **پچیس(25) حروف** کا علم امام مہدی علیہ السلام دیں گے۔"

وہ دو حروف کا علم کیا ہے؟ ایک ہے 'الف' (اللہ) اور دوسرا ہے 'لام' (لا الہ الا اللہ)۔ اب جو 25 حروف کا علم امام مہدی علیہ السلام دیں گے، وہ کیا ہو گا؟ وہ علم جب معلوم ہو گا تبھی بیان کیا جا سکے گا، محض روایتی جشن منانے سے اس کی حقیقت نہیں کھلتی۔

الٓمّٓ(1) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ (2) الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ(3) سورة البقرة

ترجمہ:

ا ل م۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، جو متقی لوگوں کو ہدایت دیتی ہے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے غیب پر، اور نماز قائم کی اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو رزق ان کو دیا گیا ہے۔

سرکار گوہر شاہی نے واضح فرمایا کہ ا ل م میں :

- **ا**، سے مراد "اللہ" ہے۔
- **ل**، سے مراد "لا الہ الا اللہ" ہے۔
- **م**، سے مراد "محمد رسول اللہ" ہے۔

یہ "ا ل م" وہ باطنی کتاب ہے جس کا فیض حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سینہ مبارک سے پہلے دور میں جاری ہوا۔ قرآن مجید کے مطابق اس فیض کو حاصل کرنے کے لیے شرائط عائد کی گئیں :

- متقی ہونا۔
- غیب پر ایمان لانا۔
- اقامتِ نماز اور زکوۃ و مال کا خرچ کرنا۔

"ال م" ایک باطنی کتاب ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ معظم میں اللہ نے اس کا راز اور نور ودیعت فرمایا اور آپ نے دینِ اسلام میں داخل ہونے والوں کو اس کا فیض عطا کیا۔ قرآن کے مطابق جس نے کلمہ پڑھا، مذہب اختیار کیا، نفس کو پاک کیا اور متقی ہوا، اسے حضور پاک ﷺ سے ال م، کا فیض ملا۔ جو لوگ دین میں داخل نہیں ہوئے ان کو یہ فیض عطا نہیں ہوا۔ ال م کو "صراط مستقیم" کہا جاتا ہے، اور یہ حضور پاک کے دور سے لے کر غوثِ اعظم کی ثقلینی غوثیت تک چلتا رہا۔

"الر"، جدید کتاب اور دورِ ثانی کی سنت گوہر شاہی (جدید سنتِ مصطفیٰ)

سورہ ابراہیم کی پہلی آیت میں "ا ل ر" کا ذکر آیا ہے۔ قرآن کے ۲۷ حروفِ مقطعات میں سے سوائے ا ل م کے، کسی اور کا فیض حضور پاک کی بارگاہ سے جاری نہیں ہوا۔ "ا ل ر" بھی ایک کتاب ہے جو اتری تو حضور پاک کے سینے پر ہی ہے، لیکن اس کے راز امام مہدی علیہ السلام کے ذریعے اس دنیا پر آشکار ہو رہے ہیں۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِ جَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِۙ (1) سورہ ابراہیم

ترجمہ:

'ال ر''، یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں میں سے ظلمت نکال کر نور کی طرف گامزن کرو، ان کے رب کی اجازت کے ساتھ اس راستے کی طرف جو تعریف والا پیارا راستہ ہے۔

یہ " ال ر" کی کتاب دراصل حضور پاک ﷺ کے اس "دوسرے دور" کے لیے ہے جس کا ذکر سورہ والضحیٰ میں آیا ہے کہ وہ پہلے دور سے بہتر ہو گا۔ اگر حضور پاک نے ال ر کا فیض اپنے دور میں جاری کیا ہوتا تو احادیث میں اس کا ذکر ضرور آتا۔ آپ نے ایسا اس لیے نہیں کیا کیونکہ اگر آپ الر کا فیض جاری کر دیتے (جس میں بغیر کلمہ پڑھے فیض ملتا ہے)، تو مکے اور مدینے کی اسلامی ریاست بنانے کا جواز نہیں رہتا اور شرائطِ دین پر پورا اترنا مشکل ہو جاتا۔ اس لیے الر کا فیض ضائع نہیں ہوا، بلکہ امام مہدی کے دور کے لیے محفوظ رہا۔

امام جعفر صادق نے جس "جدید کتاب" کا ذکر کیا، وہ یہی "الر" کی کتاب ہے۔ اور جو "جدید سنت" کا ذکر کیا، اس سے مراد اعمال و افعالِ گوہر شاہی ہیں۔ چونکہ سرکار گوہر شاہی کی ذات میں جزوی طور پر حضور پاک کی موجودگی ثابت ہو چکی ہے، اس لیے جدید دور میں جو کام حضور نے پہلے دور میں نہیں کیے، وہ دوسرے دور میں کریں گے اور وہی سنتِ جدید کہلائے گی۔ ہر ادائے گوہر شاہی، سنتِ مصطفیٰ ہے۔ اس سنت کا منکر دراصل قرآن اور اللہ کا منکر ہے۔

ال ر، کے فیض (جسے قرآن میں "صراط العزیز الحمید" کہا گیا ہے) کی خصوصیات یہ ہیں :

- بلا تفریق و بلا شرط فیض :اس میں دین مذہب، شریعت، کلمہ پڑھنے، بیعت کرنے یا نذرانے دینے کی کوئی شرط نہیں ہے۔
- تمام انسانیت کے لیے عمومی اذن :اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اذنِ عام ہے کہ ہر انسان—چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب یا فرقے سے ہو یا نہ ہو—وہ سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ سے بلا امتیاز یہ فیض حاصل کر سکتا ہے۔
- عشق و محبت کا آسان راستہ :اس میں کوئی مشکل ریاضت، حج، زکوۃ یا کوئی عبادت گاہ بنانا شامل نہیں، بلکہ یہ محض عطائے امام مہدی علیہ السلام ہے جو انسان کو گمراہی کی ظلمت سے نکال کر نور کی راہ پر گامزن کر کے اللہ سے تعلق جوڑ دیتی ہے۔

سرکار گوہر شاہی کا فرمانِ مبارک ہے: "اللہ کی پہچان اور رسائی کے لیے روحانیت سیکھ، چاہے تیرا تعلق کسی بھی مذہب یا فرقے سے ہو"۔ جب علمائے اسلام نے اس پر اعتراض کیا کہ غیر مسلم کا دل "اللہ اللہ" کیسے کر سکتا ہے، تو سیدی یونس الگوہر نے قرآنِ مجید کے غلاف کو ہٹا کر ثابت کیا کہ صراط العزیز الحمید (الف لام را) پر چلانے والی اللہ کی ذات اتنی خوب بڑائی والی ہے، جو بغیر کسی مذہب کی قید کے تمام انسانوں کو اپنی محبت کی طرف کھینچنے کی کامل طاقت رکھتی ہے۔ یہ فیضِ گوہر شاہی دراصل اللہ کا طے شدہ منصوبہ ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا۔

6۔ غلبہ اسلام کی حقیقت، غیر مسلم کے دل میں اللہ کی محبت

سوال۔ مسلمان کہتے ہیں کہ ہم نے یہی سنا ہے کہ امام مہدی صرف مسلمانوں کے لیے آئیں گے اور اسلام کو پوری دنیا میں غالب کریں گے۔ جبکہ سرکار گوہر شاہی دیگر مذاہب (ہندو، یہودی، عیسائی، سکھ) کے لوگوں کو مسلمان کیے بغیر ان کے مذہب میں رہتے ہوئے اللہ کا ذکر دے رہے ہیں۔ غیر مسلم کے دل اللہ اللہ کیسے کر سکتے ہیں؟

اس سوال کے دو جواب ہیں۔ ایک مختصر اور دوسرا تفصیلی:

مختصر جواب : خود آئمہ اہل بیت، جیسے امام جعفر صادق علیہ السلام، کی روایات سے یہ ثابت نہیں ہے کہ امام مہدی آ کر اسلام کا بول بالا کریں گے۔

تفصیلی جواب : کیا اللہ کی طرف سے یہ ناانصافی نہیں ہو گی کہ وہ صرف مسلمانوں کی بہتری کے لیے ایک ہستی بھیجے، اور باقی اربوں انسانوں (یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور سکھوں) کو ہدایت کے بغیر مرنے دے؟ اللہ صرف مسلمانوں کا نہیں، سب کا خالق ہے۔ اس لیے وہ سب کی ہدایت کا بندوبست فرمائے گا۔

انَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (62) سورة البقرة

اردو ترجمہ:

"بیشک جو لوگ ایمان والے ہیں اور وہ لوگ جو یہودیوں اور عیسائیوں اور ستاروں کی پوجا کرنے والوں میں سے جو بھی سچے دل سے اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئیں اور نیک کام کریں تو ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔" سورۃ البقرۃ 62

اللہ نے قرآن پاک میں بھی کسی ایک خاص مذہب کی شرط نہیں لگائی اس آیت میں اللہ نے تین چیزیں بیان فرمائی ہیں۔

(1)۔ اللہ پر ایمان۔(2) قیامت پر ایمان۔(3) اور عمل صالح یہ تینوں چیزیں اگر کسی میں ہوں تو پھر کسی بھی دین سے ہو، اللہ کے نزدیک وہ مومن ہے چاہے وہ عیسائی ہے، یہودی ہے، نصرانی ہے یا صابی ہے۔ اللہ کے نزدیک اس کا شمار مومن میں ہو گا۔ اس سے معلوم یہ ہوا کہ درجہ ایمان درجہ اسلام سے بڑا ہے۔ جب انسان درجہ ایمان پر پہنچ جاتا ہے تو پھر کس مذہب میں ہے اس سے فرق نہیں پڑتا۔

۱. اصل مقصد محبت الٰہی کا حصول: ماضی میں آئے تمام مذاہب (یہودیت، عیسائیت، ہندومت، اسلام) ہلکی خوراک کی طرح تھے۔ تمام آسمانی کتابیں اور گرونانک دیوجی کی تعلیمات اللہ ہی کی طرف سے تھیں، لیکن اب زمانہ جدید ہو چکا ہے۔ چونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے، اس لیے اب امام مہدی کا ٹارگٹ کوئی مخصوص مذہب نہیں بلکہ **"محبتِ الٰہی"** ہے۔ وہ سب کو اللہ والا بنائیں گے اور سب کا تعلق اللہ سے جوڑیں گے۔ سکھ کو سکھ، ہندو کو ہندو اور مسلمان کو مسلمان مانے گا، لیکن اللہ کو تو سب مانیں گے کیونکہ اللہ سب کا ہے۔

"گوہر شاہی کا عقیدہ"

"سب مذاہب کے نیک وکاروں اور عابدوں کو ایک لائن میں کھڑا کر دیا جائے رب کو کہو، "کس کو دیکھے گا"، جس طرح تیری نظر چمکتے ہوئے ستاروں پر پڑتی ہے، وہ مریخ ہو یا عطارد، یا بے نام ستارہ، اسی طرح رب بھی چمکتے ہوئے دلوں کو دیکھتا ہے وہ مذہب والے ہوں یا بے مذہب!" (کتاب مقدس دین الٰہی)

سرکار گوہر شاہی کا عالم انسانیت کے لیے انقلابی پیغام

مسلم کہتا ہے کہ "میں سب سے اعلیٰ ہوں"، جبکہ یہودی کہتا ہے م، "یر امقام مسلم سے بھی اونچا ہے"، اور عیسائی کہتا ہے، "میں ان دونوں سے بلکہ سب مذہب والوں سے بلند ہوں کیونکہ میں اللہ کے بیٹے کی امت ہوں"، لیکن گوہر شاہی کہتا ہے، "سب سے بہتر اور بلند وہی ہے جس کے دل میں اللہ کی محبت ہے خواہ وہ کسی بھی مذہب سے نہ ہو زبان سے ذکر وصلاۃ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا ثبوت ہے جبکہ قلبی ذکر اللہ کی محبت اور رابطے کا وسیلہ ہے۔" (کتاب مقدس دین الٰہی)

۲. قرآن میں مستقبل کا نقشہ: قرآن مجید میں ہے کہ "اے مومنو! جب تم اپنے دین سے پھر جاؤ گے، تو اللہ اپنی ایک نئی قوم لائے گا"۔ قرآن نے کہیں نہیں کہا کہ وہ قوم اسلام کا بول بالا کرے گی، بلکہ فرمایا کہ "وہ قوم اللہ سے محبت کرے گی اور اللہ ان سے محبت کرے گا"۔ آخر اللہ کو باقی مذاہب کو چھوڑ کر صرف اسلام سے اتنی دلچسپی کیوں ہو گی؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ-اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ-يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ-ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ-وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ(54) سورة المائده.

ترجمہ:

" اے مومنو!جب تم اپنے دین سے پھر جاؤ گے ،تو(پروانہیں)،عنقریب اللہ ایسی قوم کو لے آئے گا جسے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے،جو مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے،اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔یہ اللہ کا فضل ہے،جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے،اور اللہ بڑی وسعت والا،سب کچھ جاننے والا ہے۔"

قرآن ہمیں مستقبل کے بارے میں دو بنیادی تصورات دیتا ہے:

1. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے" :اپنا رخ دینِ حنیف(دینِ الٰہی) کی طرف کر لینا،کیونکہ وہی قائم ہونے والا دین ہے"۔
2. اللہ اپنی ایسی قوم لائے گا جو اللہ سے محبت کرے گی اور اللہ ان سے (دوطرفہ محبت) کرے گا۔

۳ . دین اسلام کے بارے میں احادیث :یہ جو غلط فہمی ہے کہ امام مہدی اسلام کا بول بالا کریں گے،احادیث کی روایات تو واضح کہتی ہیں کہ آخری زمانے میں:

1۔اسلام کا صرف نام اور قرآن کی صرف رسم باقی رہ جانا

مولیٰ علی علیہ السلام سے مروی ایک مشہور روایت موجود ہے:

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قریب ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا دور آئے جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف رسم الخط (الفاظ) باقی رہ جائے گا،ان کی مساجد (ظاہری طور پر) آباد ہوں گی لیکن وہ ہدایت سے خالی ہوں گی،ان کے علماء آسمان تلے بدترین لوگ ہوں گے،انہی کے پاس سے فتنہ ظاہر ہو گا اور انہی میں لوٹ جائے گا"۔

حوالہ وسند :یہ روایت شعب الایمان للبیہقی (حدیث:1908) اور مشکوۃ المصابیح (حدیث:276) میں موجود ہے۔

2۔قرآن مجید کا دنیا سے اٹھا لیا جانا۔

قربِ قیامت کی ایک بڑی نشانی یہ بھی ہے کہ زمین سے قرآن اٹھالیا جائے گا،اس بارے میں صحیح سند کے ساتھ احادیث موجود ہیں:

- پہلی حدیث (حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے) :رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اسلام اس طرح پرانا (مضمحل) ہو جائے گا جیسے کپڑے کے نقش و نگار پرانے ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ یہ جاننے والے بھی باقی نہ رہیں گے کہ نماز، روزہ، قربانی اور صدقہ کیا چیز ہے؟ **اور کتاب اللہ (قرآن) پر ایک رات ایسی آئے گی کہ اسے دنیا سے اٹھالیا جائے گا اور زمین پر اس کی ایک آیت بھی باقی نہ رہے گی۔**

حوالہ: سنن ابن ماجہ (حدیث:4049)

- دوسری روایت (موکوف- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے): انہوں نے فرمایا:

"**ایک رات قرآن پر ایسی آئے گی کہ اسے اٹھالیا جائے گا۔** مصاحف (کتابوں) اور کسی انسان کے سینے میں محفوظ ایک ایک آیت اٹھالی جائے گی (اور لوگ صبح بالکل خالی ہاتھ اٹھیں گے)"۔

  - حوالہ: سنن الدارمی (حدیث:3386)

3۔ خانہ کعبہ کو مسمار (شہید) کر دیا جانا

خانہ کعبہ کو آخری زمانے میں ایک حبشی شخص کے ہاتھوں گرائے جانے کی پیشگوئی انتہائی مستند اور صحیح ترین احادیث میں آئی ہے:

- پہلی حدیث (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"خانہ کعبہ کو حبش کا ایک چھوٹی پنڈلیوں والا شخص (ذوالسویقتین) مسمار (تباہ) کرے گا"۔

  - حوالہ: صحیح بخاری (حدیث:1591) اور صحیح مسلم (حدیث: 2909)۔

- دوسری حدیث (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے): نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں، وہ سیاہ فام، ٹیڑھے ہاتھ پاؤں والا شخص ہو گا جو کعبہ کے ایک ایک پتھر کو اکھاڑ کر گرا رہا ہو گا"۔

  - حوالہ: صحیح بخاری (حدیث:1595)۔

اگر اللہ کو انہی نمازوں اور روایات کو آگے بڑھانا ہوتا، تو وہ خانہ کعبہ کی حفاظت فرماتا، جیسے ماضی میں ہاتھی والوں کے حملے کے وقت کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی۔ اب اللہ کعبے کی حفاظت اس لیے نہیں کر رہا کیونکہ اسے دینِ اسلام کو آگے نہیں چلانا، یہ جتنا چلنا تھا چل لیا اور اب فتنے کا شکار ہو چکا ہے۔

جب کعبہ اور قرآن اٹھالیا جائے گا، تو پھر آگے کیا ہو گا؟ اب نئی کہانی یہ ہے کہ قرآن تو اللہ کا کلام ہے، لیکن "**دین الٰہی**" اس کا مذہب (لائف اسٹائل) ہے۔ پہلے کہانی یہ تھی کہ رسول اللہ کی طرح زندگی گزارو، اب نئی کہانی یہ ہے کہ امام مہدی آکر لوگوں کو اللہ کی طرح جینا اور اس سے محبت کرنا سکھائیں گے۔

یہ باتیں قرآن اور احادیث کی روشنی میں بیان کی جارہی ہیں۔ مولوی قرآن پر فتویٰ تو لگا نہیں سکتے، اس لیے سرکار گوہر شاہی کے ماننے والوں پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ سرکار گوہر شاہی صرف مسلمانوں کو نہیں، بلکہ عیسائیوں، یہودیوں، شیعوں، سنیوں اور دیوبندیوں سب کو یہی پیغام

دے رہے ہیں کہ تمہارے پاس اب کچھ نہیں بچا۔ اگر تم صحیح ہوتے تو تمہارا رب سے تعلق ہوتا۔ اس لیے یہ تصور بالکل غلط ہے کہ امام مہدی آ کر اسلام کا بول بالا کریں گے۔

7۔ امام مہدی کے نام اور والدین کے نام کی احادیث کا تحقیقی تجزیہ

سوال۔ احادیث میں تو آیا ہے کہ امام مہدی کا نام محمد، والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہو گا۔ سرکار گوہر شاہی اگر امام مہدی ہیں آپ کا نام محمد کیوں نہیں ہے؟

عربی زبان کی صحیح روایات میں لفظ یہ ہے کہ "ان کا نام میرے نام کی موافقت میں ہو گا"، یہ نہیں لکھا کہ ان کا نام صرف اور صرف محمد ہی ہو گا۔

- **راوی :** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ **میرے اہلِ بیت سے ایک شخص خلیفہ ہو گا جس کا نام میرے نام کے موافق ہو گا۔**
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے گا تو بھی اللہ تعالیٰ اسی ایک دن کو اتنا دراز فرمادے گا یہاں تک کہ وہ شخص (یعنی مہدی علیہ السلام) خلیفہ ہو جائے۔

::ترمذی شریف، 4 : 505، رقم:223

بالکل یہی معاملہ عیسائیوں کے ساتھ ہوا تھا؛ ان کی بائبل میں "احمد" نام آیا تھا، اور جب حضور کا ظاہری نام "محمد" ہوا تو انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ اگر وہ سمجھتے کہ احمد حضور کی روح کا نام ہے اور محمد جسم کا، تو ابہام دور ہو جاتا۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا نام محمد اور روح کا نام احمد ہے۔ امام مہدی علیہ الصلوۃ والسلام کے جسمِ مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **ارضی ارواح (نباتی، جمادی، حیوانی)** ہیں، جن کا نام محمد ہے۔

سیدی یونس الگوہر نے فرمایا۔

"ہمارے پاس تو سرکار کو امام مہدی ماننے کے لیے بہت مواد ہے بہت تصدیقیں ہیں ہمیں اللہ نے بھی کہا ہے، ہمیں رسول اللہ نے بھی کہا، ہمیں خود سرکار نے بھی کہا ہے، صرف تم ہی منع کر رہے ہو سب نے کہا ہے۔"

8۔ امام مہدی ہونے کا دعویٰ: نشانیاں اور تصدیق

۔انجمن سرفروشانِ اسلام والے اور خاندان والے کہتے ہیں کہ سرکار گوہر شاہی نے کبھی امام مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، یہ صرف آپ لوگوں کی طرف سے من گھڑت باتیں ہیں؟

اگر یہ باتیں من گھڑت ہوتیں، تو چاند، سورج اور حجرِ اسود پر سرکار گوہر شاہی کا رخِ انور اور تصویریں ظاہر نہ ہوتیں۔ سرکار گوہر شاہی نے اپنی زبانِ مبارک سے عوامی سطح پر خطاب فرمایا" :

گیارہویں شریف کا پروگرام: ۱۹۹۹ء میں جو گیارہویں شریف کے جلسے میں سرکار نے مرتبہ امام مہدی کے بارے میں بیان فرمایا۔

"میں نے خود کو کبھی امام مہدی نہیں سمجھا نہ ہی کبھی ایسا اعلان کیا ہے بلکہ لوگوں کو امام مہدی کی نشانیاں بتاتا رہتا ہوں کہ جس طرح حضور پاک کی پشت پر کلمے کے ساتھ مہر نبوت تھی اسی طرح امام مہدی کی پشت پر کلمے کے ساتھ مہر مہدیت ہو گی۔ لیکن جب چاند، سورج، حجر اسود، شو مندر، امام بارگاہوں اور کئی مساجد میں تصویروں کی تصدیق ہوئی تو مجھے بھی شک ہوا کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالی یہ مرتبہ مجھے ہی نواز دے کیونکہ کئی ایسے واقعات سامنے تھے کہ چور اور ڈاکو بھی راتوں رات ولی بن گئے۔ حتمی یقین تب ہو گا جب اللہ کی طرف سے کوئی الہام ہو اور ظاہری باطنی ولی اس کی تصدیق کریں۔"

" لوگ کہتے ہیں کہ گوہر شاہی نے چاند اور حجر اسود پر تصاویر کا دعوی کیا۔ یہ دعوی میں نے نہیں کیا بلکہ یہ دعوی رب کی طرف سے ہوا ہے۔ جس کی میں تائید کر رہا ہوں اور لوگوں کو بھی کہتا ہوں کہ تم بھی اس کی تحقیق کرو۔ اگر منجانب اللہ ہے تو اس کو جھٹلانا کفر ہے۔ اگر ہم اس کا ثبوت پیش نہ کر سکیں تو ہر قسم کی سزا کے لیے تیار ہیں۔

تحقیق کے بعد لوگ کہتے ہیں جب حضور پاک کی شبیہ نہیں آئی تو کسی اور کی کیسے آسکتی ہے؟ ہو سکتا ہے حضور پاک نے ہی اپنے کسی فرزند کی تصویر لگا دی ہو کہ اس کے ذریعے عشق و محبت کی تعلیم حاصل کرو جسے حضور پاک نے یہ تعلیم سکھا کر پوری دنیا اور مذاہب کے لیے مامور کیا ہوا ہے۔"

سرکار کے اس فرمان کے بعد بھی اگر کوئی بغض میں اللہ کی نشانیوں کو جھٹلائے تو وہ کافر ہے۔ بات اگر سرکار کے کہنے کی ہے کہ وہ امام مہدی ہیں تو یاد رکھیں، اللہ کا کلام (قرآن) ایسا ہے کہ جس نے گمراہی ثابت کرنی ہے وہ بھی قرآن سے ثابت کر دے گا، اور جسے ہدایت لینی ہے وہ اشارے سے لے لے گا۔

۱. ذکرِ قلب میں خاص رعایت: سرکار گوہر شاہی کی ویڈیوز موجود ہیں جن میں انہوں نے تعلیمِ ذکرِ قلب کے حوالے سے فرمایا۔ قدیم روحانی طریقہ یہ تھا کہ غوثِ پاک کے دور میں بھی سالک کو ۱۲ سال تک نفس پاک کرنے کے مجاہدے میں لگایا جاتا تھا، اور اگر ایک لقمہ بھی حرام کا پیٹ میں جاتا تو ذکر رک جاتا تھا۔ لیکن سرکار گوہر شاہی نے براہِ راست گنہگاروں اور سُرخی پاؤڈر لگانے والوں کے دلوں میں ذکرِ قلب جاری فرمایا۔

جب اولیاء نے اس پر اعتراض کیا، تو سرکار نے فرمایا کہ ہم نے بھی سوچا کہ بات تو صحیح کہہ رہے ہیں، پھر اللہ سے پوچھا تو اللہ نے فرمایا" : یہ رعایت صرف امام مہدی کے لیے ہے "!اب اس کے بعد بھی کوئی کہے کہ سرکار نے خود نہیں کہا، تو اس کا کوئی علاج نہیں۔

۲ . علماء کا وفد سے سرکار کی گفتگو: جب علماء کا ایک وفد سرکار سے ملنے آیا اور کہا کہ آپ ایک بیان جاری کر دیں کہ آپ امام مہدی نہیں ہیں، تو سرکار نے ان سے گفتگو کرتے ہوئے اپنے قریبی لوگوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا" :ان (یونس الگوہر اور مریدین) سے پوچھو، اگر یہ کچھ غلط کہتے تو میں منع کرتا "!مزید فرمایا کہ کیا یہ اللہ کی نشانیاں امام مہدی کی تصدیق کے لیے نہیں ظاہر ہوئیں؟ کیا امام مہدی ہونا گناہ ہے؟ ساری نشانیاں تو سرکار میں نظر آ رہی ہیں۔

۳ . رسول اللہ ﷺ کی بار بار تصدیق : ۲۰۰۰ء میں جب سیدی یونس الگوہر اسلام آباد میں جنرل پرویز مشرف کے دور میں گئے ہوئے تھے، تو ایک دن صبح سرکار گوہر شاہی نے سیدی یونس الگوہر کی طرف سے ایک تحریر شائع کروائی۔ جب انہوں نے پوچھا کہ یہ میں نے کب لکھی، تو شائع کرنے والے نے بتایا کہ مجھے یہ ڈکٹیٹ سرکار نے کرایا اور اس میں سیدی یونس الگوہر کا نام ڈالنے کا حکم دیا۔ اس میں یہ ذکر تھا کہ حضور پاک تشریف لائے اور انہوں نے سرکار کے امام مہدی ہونے کی تصدیق کی ہے۔

اس سے پہلے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اور روحانی ملاقاتوں میں سیدی یونس الگوہر کو بارہا فرمایا کہ "تمہارے مرشد گوہر شاہی ہی امام مہدی ہیں، اس کا اعلان کر دو"۔ سیدی یونس الگوہر نے عرض کی کہ میں نے پشتِ مبارک کی مہر نہیں دیکھی، تو آپ نے پشتِ مبارک سے کپڑا ہٹا کر دکھا دی اور فرمایا" :اب تو دیکھ لیا، اب بتاؤ "!اب یہ مسلمانوں پر ہے کہ وہ رسول اللہ کی بات مانیں یا رد کریں۔ آپ نے فرمایا" ہم اللہ یا رسول اللہ کے نام پر جھوٹ نہیں بول سکتے؛ اگر ہم جھوٹ بولیں تو ہماری زندگی اور ایمان تباہ ہو جائے۔"

۴ . باطنی محفل اور رسول اللہ ﷺ کا درود پڑھنا : سیدی یونس الگوہر نے مزید فرمایا۔" ہمارا سرکار پر یقین صرف نشانیوں پر نہیں، بلکہ ہماری سرکار سے عجیب و غریب نجی گفتگو اور مشاہدات بھی رہے ہیں۔ جب ہم امریکہ میں دینِ الٰہی کی کتاب پر کام کر رہے تھے، تو سرکار نے مجھے اور امجد کو اپارٹمنٹ میں رکھ کر دروازہ اندر سے لاک کر دیا اور فرمایا کہ کام پورا ہونے تک باہر نہیں جانے دوں گا۔ جب کام پورا ہو گیا تو سرکار نے ہمیں سکھایا کہ دنیا میں امام مہدی کا پرچار کس طرح کرنا ہے۔

سرکار ہمیں ایسی ایسی باطنی محفلوں میں لے گئے جہاں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکار گوہر شاہی کو اپنے کاندھوں پر اٹھا رکھا ہے اور ان پر درود پڑھ رہے ہیں! (میں جس واقعے کی تصدیق نہ ہو وہ بیان نہیں کرتا)۔ ان محافل میں جا کر پہلے ہی ہماری روح کو کامل یقین ہو گیا تھا کہ سرکار ہی امام مہدی ہیں۔"

آپ نے مزید فرمایا۔ کہ "یہ باتیں سمجھنا ہر آدمی کے بس کی بات نہیں، کیونکہ احادیث میں لکھا کچھ اور ہے اور اس سے مراد کچھ اور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سرکار گوہر شاہی نے خود ہمیں باطنی و ظاہری طور پر تصدیق فرمائی ہے، اور یہی ہمارا پختہ ایمان و ایقان ہے۔"

۵ . امام مہدی کے بارے میں جھوٹی روایات: در حقیقت، لوگوں نے امام مہدی کی ذات کو ایک دیومالائی کہانی بنا دیا ہے۔ جب عظمتیں بہت زیادہ بڑھ جائیں تو وہ انسان کی سمجھ سے باہر ہو جاتی ہیں۔ لوگ امام مہدی کے بارے میں ان جھوٹی کہانیوں کی وجہ سے انہیں کبھی نہیں پہچان سکیں گے۔

9۔ احادیث کا تفتیشی مطالعہ اور "خانہ کعبہ کے خزانے" کی اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب:

امام مہدی کو پہچاننے کے لیے عام علم نہیں، بلکہ **انویسٹیگیٹو جرنلزم (Investigative Journalism)** کے انداز میں قرآن و حدیث کی تفتیشی اسٹڈی (Investigative Study) کرنی پڑے گی۔ اگر یہ کہا گیا ہے کہ امام مہدی اسلام کا بول بالا کریں گے، تو پھر انویسٹیگیشن کریں کہ اللہ کعبے اور قرآن کو کیوں اٹھائے گا؟ یہ کیوں فرمایا گیا کہ فتنے علماء کے اندر سے نکلیں گے اور انہی کی طرف لوٹیں گے؟ اور اس دور کی مسجدیں عالی شان مگر ہدایت سے خالی کیوں ہوں گی؟ اور علماء بدترین مخلوق کیوں ہوں گے؟

۱. دجال کے پیروکار علماء اور انویسٹیگیٹو اسٹڈی: ایک حدیث میں واضح لکھا ہے کہ 70 ہزار سبز پگڑیوں والے علماء دجال کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ (اسی خوف سے آج کئی مولویوں نے اپنی پگڑیوں کے رنگ بدل لیے ہیں!)۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جو 70 ہزار علماء دجال کے ہاتھ پر بیعت کریں گے، وہ عوام کو امام مہدی تک کیسے پہنچائیں گے؟ اصل بات یہ ہے کہ ان علماء کو خود پتا نہیں ہو گا کہ یہ دجال ہے، ورنہ وہ جان بوجھ کر بیعت کیوں کرتے۔ اب اگر تم ان علماء کو فالو کرو گے تو تم بھی وہیں جاؤ گے جہاں وہ جا رہے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ انویسٹیگیشن (investigation) کے اسٹائل میں قرآن پڑھیں۔ یہ تنقیدی نظر نہیں ہے، بلکہ قرآن میں چیزوں کو تلاش کرنے کا طریقہ ہے، تاکہ آپ کو سمجھ آئے کہ ایمان کی اصل دولت کیا ہے۔

اگر سطحی مطالعہ کریں گے تو انہی دجالی علماء کے پیچھے لگ کر حقیقت سے بھٹک جائیں گے، اس لیے سچ کو باطنی اور تحقیقی نظر سے دیکھنا ضروری ہے۔

۲ . خانہ کعبہ کے خزانے کی غلط فہمی: جو مسلمان ان روایتوں کے ظاہری الفاظ کو سمجھ نہیں پاتے، وہ غلط امیدیں باندھ کر بیٹھے ہیں۔ مثال کے طور پر، فلسطین کے لوگوں نے بھی یہودیوں کو اپنی زمینیں یہی سوچ کر بیچی تھیں کہ روایتوں کے مطابق جب امام مہدی آئیں گے تو وہ خانہ کعبہ کا خزانہ تقسیم کریں گے اور درہم بانٹیں گے۔ انہوں نے سوچا کہ زمینیں بیچ دو، جب غریب ہو جائیں گے تو امام مہدی آئیں گے اور ہمیں پھر سے دولت دے دیں گے۔ آج کے مسلمان بھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ امام مہدی آ کر خانہ کعبہ کے خزانے اور سونا چاندی بانٹیں گے۔ ایک روایت میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ امام مہدی کسی کو لاکھوں درہم بانٹ دیں گے اور کسی کو ایک درہم دے کر غلطی کر دیں گے، جس پر وہ شخص اعتراض کرے گا کہ یہ کیا بات ہوئی۔

۳ . دنیاوی دولت کی حقیقت اور مچھر کا پر : اب آپ یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا تعلیم دی ہے؟ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور ان کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے پورا کپڑا نہیں تھا، تو آپ نے اپنی کالی کملی باہر سے پھینکی کہ بیٹی یہ پہن لو۔ ان کی غربت دیکھ کر حضور کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا: "اے فاطمہ! تیرے باپ کو اللہ نے اتنی طاقت دی ہے کہ اگر میں چاہوں تو تیرے در و دیوار کو ابھی سونے چاندی کا بنا دوں"۔ بی بی فاطمہ نے جواب دیا: "بابا جان! مجھے اسی فقر و فاقہ میں اللہ کی محبت کی بو آتی ہے، مجھے اسی حال میں رہنے دیں"۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرمایا کہ اگر اللہ کی نظر میں اس دنیاوی عیش و آرام کی اہمیت مکھی کے پر کے برابر بھی ہوتی، تو وہ کسی کافر کو ایک لقمہ بھی نہ دیتا۔

۴ . دل کا خزانہ اور اللہ کی محبت : اسی خانہ کعبہ کے خزانے کے چکر میں سرکار گوہر شاہی کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ "سرکار! یہ خانہ کعبہ کا خزانہ بانٹنے سے کیا مراد ہے؟ "تو سرکار نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو انسان کے 'قلب' (دل) سے تشبیہ دی ہے؛ دل کا خزانہ بانٹنے سے مراد دل کا خزانہ بانٹنا ہے، اور دل کا حقیقی خزانہ 'اللہ کی محبت' ہے۔"

جب احادیث میں یہ بات واضح ملتی ہے کہ اس ظاہری دنیاوی دولت کی کوئی وقعت نہیں ہے، تو وہی رسول اللہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان کا امام مہدی آ کر دنیا کو روپیہ پیسہ اور دولت بانٹے گا؟ یہ کہلاتی ہے انویسٹیگیٹو اسٹڈی (Investigative Study)، کہ کسی دعوے کو لوگوں سے پوچھنے کے بجائے قرآن و حدیث میں اللہ کی فرمائی ہوئی باتوں سے ملا کر دیکھو تو پتا چل جائے گا کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔

حصہ دوم: اہل تشیع کا تصورِ مہدی، غیبت اور اہل بیت کی حقیقت

باب ۱. عقیدۂ مہدیت اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند کا غائب ہونا

اہل تشیع کا امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں جو عقیدہ پیدا ہوا، وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیٹے کے غائب ہو جانے کے بعد وجود میں آیا۔ جب امام حسن عسکری علیہ السلام کا بیٹا نظروں سے اوجھل ہو گیا، تو انہوں نے اسے غیبت سمجھ لیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ:

- اس لڑکے کا غائب ہو جانا محض اتفاق تھا؟
- یا اللہ تعالیٰ نے خود ایسا کیا؟
- یا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آزمائش یا امتحان تھا؟
- یا اللہ تعالیٰ نے اہل تشیع کو اس معاملے میں الجھا دیا تاکہ لوگ اتنی آسانی سے امام مہدی کو نہ پہچان سکیں؟

ایک بات اور عرض ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ آخر کیا ہوا؟ کیا وہ وفات پا گئے، بھاگ گئے، یا کسی نے اغوا کر لیا، یا کوئی اور مسئلہ درپیش آیا؟ صرف اسی لڑکے کے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟ کیونکہ یہ بات اہل تشیع کے لیے امام مہدی کو پہچاننے میں ایک بہت بڑی دیوار ہے۔

جواب:

اہل تشیع کے لیے یہ پریشانی تو بن گئی ہے، لیکن ان کو یہ بھی تو سوچنا چاہیے کہ اگر امام حسن عسکری کے فرزند ہی امام مہدی ہیں، تو پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ کیوں کہا کہ "چاند پر امام مہدی کی تصویر آئے گی، ان کو پہچاننے کے لیے"؟

عنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (جَعْفَرِ الصَّادِقِ) عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: الْعَامُ الَّذِي فِيهِ الصَّيْحَةُ قَبْلَهُ الْآيَةُ فِي رَجَبٍ، قُلْتُ: وَمَا هِيَ؟ قَالَ: «وَجْهٌ يَطْلُعُ فِي الْقَمَرِ، وَيَدٌ بَارِزَةٌ (حوالہ: الغيبة للنعمانی، باب 14، حدیث 10)

ترجمہ:

"حضرت ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا" : **جس سال (آسمان سے) غیبی آواز (صَیحہ) آئے گی، اس سے پہلے رجب کے مہینے میں ایک نشانی ظاہر ہو گی۔** "راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: وہ نشانی کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا : **"چاند پر ایک چہرہ طلوع ہو گا (ظاہر ہو گا) اور ایک واضح ہاتھ بھی دکھائی دے گا۔"**

امام جعفر صادق نے نشانیوں سے پہچاننے کا فرمایا ہے کہ ان کو پہچانو! تو جب آپ نے پہلے ہی پہچانا ہوا ہے کہ وہ امام حسن عسکری کے بیٹے ہیں، تو پھر نشانیوں کی کیا ضرورت ہے؟ جب آپ کو تو معلوم ہے پہلے سے کہ امام حسن عسکری کے بیٹے ہی امام مہدی ہیں، تو پھر یہ تمام نشانیاں کس لیے؟

کوئی بھی شخص یا گروہ اگر کسی معاملے میں تذبذب کا شکار ہو اور کوئی اس پر نقطہ چینی یا تنقید کرے، تو اس سے برداشت نہیں ہوتا اور وہ اپنا دفاع کرتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا انسان غلط ہونے کے باوجود اپنے آپ کا دفاع کرے گا؟ یہ بات یہاں اس لیے قابلِ اطلاق نہیں ہے، کیونکہ کوئی بھی فرقہ خود کو غلط نہیں سمجھتا اور ہر شخص اپنے آپ کو صحیح سمجھتا ہے۔ اہل تشیع بھی اپنے آپ کو صحیح سمجھتے ہیں، جبکہ سنی اور بریلوی بھی اپنے آپ کو صحیح سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر قرآن و حدیث کو پڑھ کر دیکھا جائے، تو ان سب کے نظریات پر سوالات اٹھتے ہیں۔

اہل تشیع میں بھی ۳۲ فرقے ہیں۔ امام حسن عسکری کے فرزند کو ہی امام مہدی تسلیم کرنے میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جن کا جواب نہیں مل سکتا۔ مثلاً: اگر ایک حدیث میں یہ لکھا ہے کہ:

"امام مہدی کا نام محمد ﷺ کی مطابقت میں ہو گا، ان کی والدہ کا نام آمنہ ہو گا، اور ان کے والد کا نام عبد اللہ ہو گا۔"

تو یہ امام حسن عسکری جو ہیں (چلو بچے کا کیا نام ہے معلوم نہیں ہے، لیکن اس بچے کو امام مہدی تو سمجھتے ہیں)، تو اگر وہ امام مہدی ہیں، تو حدیث کے مطابق امام حسن عسکری کا نام عبد اللہ ہونا چاہیے تھا، اور ان کی زوجہ محترمہ کا نام نرگس خاتون تھا، ان کا نام آمنہ ہونا چاہیے تھا۔

ظہورِ امام مہدیؑ اور لفظ "ظہور" کی علمی و باطنی حقیقت

دراصل کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جن پر ہمیں عقل اور دماغ استعمال کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اب جیسے وضو کے مسائل ہیں، یا نماز میں قیام کا طریقہ ہے، ان چیزوں کے لیے کوئی پیچیدہ فلسفہ چلانے کی ضرورت نہیں ہوتی، بس وضو کا طریقہ معلوم کیا اور کر لیا۔ لیکن "ظہور سے پہلے" اور "ظہور کے بعد"، یہ جو دو لفظ ہیں، ان کی اصل حقیقت سے لوگ ناواقف ہیں۔

کسی شے کا **موجود ہونا** اور ہے، اور اس کا **ظاہر ہونا** اور ہے۔ کیا اللہ تعالی ظاہری آنکھوں سے ظاہر ہوا ہے؟ لیکن اس کو کوئی غیر موجود تو نہیں کہہ سکتا! اللہ تو ظاہری آنکھوں سے کبھی اس طرح ظاہر نہیں ہوا، مگر وہ موجود ہے۔ بالکل اسی طرح امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے اور ظہور کے بعد کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ظہور سے پہلے نعوذ باللہ امام مہدی دنیا میں موجود ہی نہیں تھے اور ظہور کے بعد وہ اچانک پیدا یا موجود ہوں گے۔

ظہور کا ہونا یا نہ ہونا، یہ دیکھنے والوں کا مسئلہ ہے۔ امام مہدی تو موجود ہیں، لیکن فی الوقت عام آنکھوں سے چھپے ہوئے ہیں؛ جب وہ سامنے آئیں گے تو ظہور ہو جائے گا۔ وہ غیر موجود نہیں ہیں، مگر عام لوگوں نے ظاہر ہونے سے مراد یہ لے لیا ہے کہ وہ پہلے دنیا میں ہیں ہی نہیں اور بعد میں کہیں سے آئیں گے، جو کہ غلط فکر ہے۔

باب ۲. غیبتِ امام مہدی کا مفہوم

احادیث میں امام مہدی علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں جو آیا ہے کہ ان کی "غیبت" ہو گی، تو غیبت کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ پہلے چھوٹے پیمانے پر ظاہر تھے اور پھر غائب ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا! یقیناً وہ (مہدی) اپنی غیبت کے زمانے میں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں گے اور لوگ ان کے نورِ ولایت سے اسی طرح فائدہ اٹھائیں گے جیسے لوگ بادلوں کے پیچھے چھپے ہوئے سورج سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔"

- **کتاب کا نام:** کمال الدین و تمام النعمۃ، تالیف: شیخ صدوق، ابن بابویہ قمی
- **دوسرا ماخذ:** بحار الأنوار (تالیف: علامہ محمد باقر مجلسی، جلد 52، صفحہ 92 اور 253)

ایک اور روایت میں حضور ﷺ نے فرمایا:

"مہدی کے لیے ایک غیبت (کا زمانہ) ہے، جس میں ایمان پر قائم رہنے والے مخلصین کے علاوہ کوئی بھی اپنے دین پر باقی نہیں رہے گا۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"خدا کی قسم! تمہارا امام ضرور بالضرور ایک طویل عرصے تک غائب رہے گا، یہاں تک کہ نادان لوگ کہیں گے کہ آلِ محمد کی خدا کو کوئی ضرورت نہیں۔ اس دور میں مومنین کی آنکھیں ان کے فراق میں اشکبار ہوں گی اور دل تڑپیں گے۔"
حوالہ: بحار الانوار، جلد 51، صفحہ 147 / غیبتِ نعمان

امام مہدی کی غیبت اس وقت غیبت کہلائے گی جب غیبت سے پہلے ان کا مرتبۂ مہدی ثابت ہو چکا ہو! ورنہ اگر کسی کو پتہ ہی نہ ہو کہ امام مہدی کون ہیں اور بغیر پہچان کرائے ہی وہ غائب ہو جائیں، تو اسے امام مہدی کی غیبت کہاں کہا جائے گا؟ وہ تو کسی عام انسان کا غائب ہونا کہلائے گا۔ لہذا لفظِ غیبت خود یہ بتا رہا ہے کہ پہلے ایک چھوٹے پیمانے پر ان کا ابتدائی ظہور ہو گا، اور جن لوگوں کو اس مختصر عرصے میں ان سے فیض حاصل ہو گا، وہ ان کی دعوت کو آگے بڑھائیں گے؛ جس کے بعد حکمتِ الٰہی کے تحت غیبت کا مرحلہ آئے گا۔

امام مہدی کی غیبت کے بارے میں ایک ایسی مثال سیدی یونس الگوہر نے بیان فرمائی ہے کہ آسانی سے غیبت کا فہوم سمجھ میں آجاتا ہے آپ نے فرمایا کہ "چھوٹی سی بات میں آپ سے کہوں گا؛ سمجھ میں نہ آئے یہ ممکن نہیں، لیکن اگر وہ سمجھ میں آگئی، خاص طور پر ہمارے اہل تشیع بھائیوں کو، تو ان کے بہت بڑے بڑے مسائل حل ہو جائیں گے۔

امام مہدی کی غیبت سے مراد کیا ہے؟ غیبت سے مراد یہ ہے کہ ان کا "مرتبۂ مہدی" ظاہر ہونے کے بعد وہ غائب ہوں۔ آپ سمجھ گئے ہیں؟

اب دیکھیے، اسے ایک مثال سے سمجھیے: اگر یہ ایک لڑکا ہے "سعید"، اگر یہ گھر سے غائب ہو جائے تو ہم کہیں گے کہ "سعید غائب ہو گیا ہے"۔ لیکن کل یہ بڑا ہو کے پائلٹ بن جاتا ہے اور جہاز سے غائب ہو جاتا ہے، تو کوئی بھی یہ نہیں کہے گا کہ "سعید غائب ہوا ہے"، بلکہ سب کہیں گے کہ "پائلٹ غائب ہوا ہے"۔

امام مہدی کی غیبت سے مراد کیا ہو گی؟ ایک ہستی ہے جس کا مرتبۂ مہدی ثابت ہو گیا ہے، وہ پھر غائب ہوئی ہے۔ جس کا مرتبۂ مہدی ثابت ہی نہیں ہے، اس کے غائب ہونے کو "غیبتِ مہدی" نہیں کہہ سکتے۔

اہل تشیع جو ہمارے علماء ہیں، ان کو اس بات پر غور کرنا چاہیے۔ میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اس کو سمجھو نا یار! کیا امام مہدی کی غیبت کہی گئی ہے؟ کیا اللہ کی نشانیوں کی روشنی میں اس بچے کے بارے میں آپ کو مکمل یقین ہو گیا تھا کہ وہ امام مہدی ہے اور وہ غائب ہوا ہے؟ آپ اس کو امام مہدی کی غیبت کیوں کہہ رہے ہیں؟ بچہ غائب ہوا ہے!"

غیبت کا مقصد، حکمت اور نظامِ فیض

غیبت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امام مہدی علیہ الصلاۃ والسلام آخری خلیفہ ہیں، اور اتنی بڑی گمراہ دنیا کو دوبارہ راہِ راست پر لانے کے لیے صرف 20، 25 یا 30 سال کا مختصر عرصہ کافی نہیں ہوتا۔

لہٰذا پہلے امام مہدی علیہ السلام نے اپنی بنیاد بنانی ہے چند لوگوں کو تیار کرنا ہے کہ وہ امام مہدی سے براہِ راست فیض یافتہ ہوں، ان کی باطنی تعلیم سے مکمل آراستہ ہوں، اور باطنی طور پر امام مہدی علیہ الصلاۃ والسلام سے ان کا ایسا مضبوط رابطہ قائم ہو جائے کہ اگر کچھ بھی پوچھنا یا سمجھنا ہو تو سوچتے ہی جواب آجائے۔ وہ ایسے تربیت یافتہ ہوں کہ جو فیض امام مہدی سے ملنا ہے، وہ ان کے ان تربیت یافتہ نائبین سے مل سکے۔

سیدنا امام مہدی سرکار گوہر شاہی نے اپنے پہلے دور میں اپنی ٹیم تیار کی ہے جس کی باگ ڈور سیدی یونس الگوہر کے ہاتھوں میں دی ہے اور سرکار نے ان قریبی لوگوں سے فرمایا۔ "اللہ قسم ہم تم کو نہ جنت کے لیے تیار کر رہے ہیں، نہ اللہ کے لیے تیار کر رہے ہیں، ہم تم کو امام مہدی کے لیے تیار کر رہے ہیں۔"

امام مہدی علیہ السلام کے غیبت میں جانے سے جو بظاہر محرومی ہو سکتی تھی، اس محرومی کو مٹانے کے لیے وہ پہلے سے مکمل بندوبست فرما کر غیبت میں گیے ہیں ۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ غیبت میں جانے سے پہلے امام مہدی علیہ الصلاۃ والسلام کے 30 خاص رفقاء ہوں گے، جن کے ظاہر اور باطن کو دو عظیم ولایتوں نے کور (احاطہ) کیا ہوا ہو گا:

1. ولایتِ علیؑ
2. ولایتِ مہدیؑ

ان دو ولایتوں کے تحت ان ۳۰ رفقا کی تربیت کی جائے گی۔ اب امام مہدی علیہ السلام اپنا یہ خاص عملہ (Staff) تیار کر کے انہیں ہدایت دیں گے کہ "چلو اب تم سنبھالو اور اس پیغامِ حق کو آگے بڑھاؤ"، اور اس کے بعد وہ اللہ تعالی کی حکمت کے تحت غیبت میں تشریف لے جائیں گے۔ تو جو وہ غیبت میں گئے ہیں، اس کے پیچھے یہ رب کی محبت کا پیغام دنیا تک پہنچانا مقصد کار فرما ہے۔

احادیث میں دین کے تین درجے بیان ہوئے ہیں (1) :اسلام، (2) ایقان، (3) احسان۔ قرآن میں آیا ہے کہ "اللہ محسنین (احسان والوں) کے قریب ہے"۔ امام مہدی علیہ الصلاۃ والسلام کے وہ 30 رفقائے خاص ہوں گے جو ان کے مکمل تربیت یافتہ ہوں گے اور ان کے ذریعے پیغام آگے پہنچے گا۔ ان 30 افراد میں ایک شخصیت ایسی مرکزی ہو گی کہ اس کے وجود کے ہوتے ہوئے امام مہدی کی غیبت سے فیض کا سلسلہ منقطع نہیں ہو سکتا۔

ان 30 رفقا میں سے جو خاص نائب ہو گا، اس کے سینے میں امام مہدی علیہ السلام کی روحانی مخلوقیں موجود ہو گی۔ چاہے فیض براہِ راست امام مہدی علیہ السلام کے جسمِ مبارک سے ملے یا ان کے اس خاص نائب کے سینے سے ملے، حقیقت میں وہ فیض امام مہدی ہی کا ہو گا۔ جیسے آپ کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہے ان کے حجرہ مبارک میں ہو یا کسی امتی کے گھر پر، ملاقات بہر حال رسول اللہ ہی سے کہلائے گی۔ غیبت اور ظہور کے دور میں فیض کی یہی باطنی حقیقت ہے۔

وہ خاص ہستی مبارک سیدی یونس الگوہر کی ذات ہے جہاں سرکار گوہر شاہی کی ذات مبارک کا بصیرا ہے۔

باب ۳. آئمہ کے خاندان کے افراد، نور کا تناسب اور امامت کا معیار

اب دیکھیے، امام حسن عسکری علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ہیں، ان کے بھائی گمراہ ہوئے اور امام حسن عسکری نے کہا کہ یہ مردود ہو گیا، کافر ہو گیا؛ کیوں کہا؟ اس لیے کہ اس نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

تو اہل بیت کے گھرانے سے تو امام حسن عسکری کا بھائی بھی تھا۔ اگر ان میں نور تھا، تو امام حسن عسکری تو امام ہیں، ان کا بھائی بھی تو اہل بیت سے تھا، وہ گمراہ کیسے ہوا؟ مردود کیسے ہوا؟ اگر بھائی مردود ہو گیا، تو بچے کی کیا گارنٹی ہے؟

اگر آپ کا بھائی مردود ہو گیا (کتابوں میں لکھا ہوا ہے)، تو آپ کے امام ہونے کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ گمراہ نہیں ہے؟ قرآن و حدیث کو بیچ میں لانا پڑے گا! آپ کے پاس کیا گارنٹی ہے؟

اب یہاں پر وہ چیز صادق آتی ہے کہ سادات سات پشتوں تک چلتے ہیں۔ خون میں نور تھا؛ جب امام عالی مقام امام حسن و امام حسین علیہما السلام دنیا میں تشریف لائے، تو سو فیصد ان کے وجود میں نور تھا۔ لیکن جب ان کی شادیاں ہوئیں، تو جن عورتوں سے شادیاں ہوئیں وہ تو صاحبِ نور نہیں تھیں، وہ تو مٹی تھیں، عام انسان تھیں۔ تو ان کے ملاپ سے جو اولاد ہوئی، نور کا تناسب کم ہوتا گیا، پھر ان کے آگے شادی ہوئی، پھر نور کا تناسب کم ہوا، اس طرح نور کم ہوتا گیا اور سات پشتوں تک نور چلا۔ آٹھویں پشت جب آئی تو تھے تو سادات ہی، لیکن نور کی وہ کیفیت ختم ہو چکی تھی۔

امام حسن عسکری کے جو بھائی تھے، وہ بھی سادات میں سے تھے، اب وہ سادات تھے تو ان کے بھائی بھی سادات ہی ہیں۔ تو پھر وہ گمراہ کیسے ہوئے، مردود کیسے ہوئے؟

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا
ترجمہ: " بے شک اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ آپ کے اہل بیت سے ہر طرح کے رجس کو پاک اور صاف کر دے۔"

نہ اہل تشیع یہ بتا سکتے ہیں کہ آیت تطہیر جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی کہ "آپ کے اہل بیت سے ہم نے ہر طرح کی رجس کو پاک اور صاف کر دیا"، کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس میں اتنی نسلیں شامل ہیں جن پر آیۂ تطہیر صادق آتی ہے؟ اتنی نسلوں تک آیۂ تطہیر کا اثر چلے گا؟ اگر امام حسن عسکری کی نسل بھی آیت تطہیر کی حفاظت میں ہے، تو امام حسن عسکری کے بھائی کیوں مردود ہو گئے؟ اگر ان کے بھائی مردود ہو گئے، تو پھر آیت تطہیر کی پروٹیکشن میں امام حسن عسکری بھی نہیں تھے کہ بھائی مردود ہو گیا تو ان کا کیا بھروسہ ہے؟ بھائی کا خون تو وہی ہے نا! کیونکہ اگر بھائی تک آیت تطہیر کا اثر چلتا تو وہ گمراہ نہ ہوتے۔

باب ۴. آیت تطہیر اور اہل بیت کی تعریف و مصداق

یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ جس موضوع پر مسلمانوں میں بڑی گمراہی پھیلی ہوئی ہے۔ سب سے پہلے جو وہابی، دیوبندی اور آج کل کے بریلوی خیالات کے لوگ ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اہل بیت میں سب سے پہلے بیویاں آتی ہیں۔ تو وہ جتنی حضور کی ازواجِ مطہرات تھیں، ان سب کو کہتے ہیں کہ یہ اہل بیت میں شامل ہیں اور مسلمان گمراہ ہو رہے ہیں۔ آپ یہ دو چیزیں اپنے سامنے رکھیں:

۱. حدیثِ کساء اور اہل بیت کی تخصیص

اس آیت میں اہل بیت سے مراد کون کون سی ہستیاں ہیں؟ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح نہ فرمائی ہوتی تو پھر ایک مشکل پیدا ہو جاتی۔ پھر ہم وہی معنی لیتے کہ جیسے بیوی کے لیے کہتے ہیں "گھر والی"، گھر والی کا مطلب ہے اہل بیت (بیت کا مطلب گھر)۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی، تو اس کے بعد ایک واقعہ پیش آیا۔ اس واقعے کو دو مختلف طریقوں سے روایتوں میں بیان کیا گیا ہے:

- پہلا طریقہ (روایت): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں، آپ نے اپنی کالی کملی کو پھیلایا اور مولا علی کو ساتھ ملایا، بی بی فاطمہ کو ساتھ ملایا، امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساتھ ملایا اور کملی اوڑھ کے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ "یہ میرے اہل بیت ہیں"۔ سامنے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں، انہوں نے کہا: "یا رسول اللہ! کیا میں آجاؤں چادر میں؟" تو آپ نے فرمایا: "اے ام سلمہ! تو میرے اہل بیت سے نہیں ہے"۔ انہوں نے پوچھا: "پھر میں کون ہوں؟" آپ نے فرمایا: "یہ میرے اہل بیت ہیں جو چادر میں ہیں، اور تو میری عترت (خیر) میں سے ہے"

- دوسرا طریقہ (روایت و باطنی شواہد): نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی کے گھر تشریف لے گئے اور کہنے لگے: "فاطمہ! میری طبیعت ذرا بوجھل سی ہے، تو میں ذرا لیٹ جاتا ہوں"۔ سیدہ بی بی نے آپ پر چادر ڈال دی۔ اتنے میں امام حسین بھاگے بھاگے آئے اور کہنے لگے: "اماں جان! مجھے نانا کی خوشبو آ رہی ہے، کیا نانا گھر ہیں؟" آپ نے فرمایا: "ہاں بیٹا! وہ نانا لیٹے ہوئے ہیں"۔ جب حضور نے امام حسین کو دیکھا تو بڑے پیار سے کہا: "آجاؤ، تم میرے ساتھ لیٹ جاؤ"؛ حسین کو لٹا لیا۔ اس کے بعد امام حسن (بچے تھے) وہ آئے اور انہوں نے بھی وہی کہا کہ "اماں جان! کیا وجہ ہے کہ مجھے نانا جان کی خوشبو آ رہی ہے؟" فرمایا: "ہاں بیٹا! لیٹے ہوئے ہیں، تمہارا بھائی بھی ان کے ساتھ ہے"۔ حضور نے ان کو دیکھا اور ان کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ اس کے بعد مولا علی تھوڑی دیر میں تشریف لائے اور کہنے لگے: "فاطمہ! مجھے اپنے بھائی کی خوشبو آ رہی ہے"۔ فرمایا: "ہاں، لیٹے ہوئے ہیں"۔ حضور نے مولا علی کو بھی بلا لیا اور پھر فرمایا: "فاطمہ! تم بھی میرے پاس آجاؤ"۔ اور اس وقت یہ فرمایا: "اے اللہ! گواہ رہنا، یہ میرے اہل بیت ہیں"۔

"نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق: صرف مولا علی، سیدہ فاطمہ اور دو شہزادے (حسن و حسین) ہی اہل بیت ہیں، اور کوئی اہل بیت نہیں ہے۔ یہ باتیں اس لیے ضروری ہیں کیونکہ ہمیں سیدنا سرکار گوہر شاہی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ مہدی کے حوالے سے لوگوں کو یہ ثبوت فراہم کرنا ہے کہ امام مہدی سیدنا گوہر شاہی کا تعلق اہل بیت سے ہے اہل رسول سے ہے حسین سے ہے اولاد فاطمہ سے ہے۔"

یہ کون سی ہستیاں ہیں؟ یہ وہ ہستیاں ہیں کہ جن کے اوپر کسی اور ہستی کی تعظیم نہیں ہے۔ مثلاً: آپ اور ہم ہیں یا اولیاء اللہ ہیں، ہم سب انبیاء کرام (آدم، ابراہیم، موسیٰ علیہم السلام) کی تعظیم کرتے ہیں! ہم لوگ ہوں یا اولیاء ہوں، فقراء ہوں، ہم تو تعظیم انبیاء کی کرتے ہیں۔ لیکن یہ وہ ہستیاں ہیں جن کا تعلق عالین سے ہے، ان پر کسی کی تعظیم کا اطلاق نہیں ہوتا، یہ بلند مقام ہستیاں ہیں۔

پس یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اہل بیت یہی ہستیاں ہیں: مولا علی، سیدہ بی بی فاطمہ، اور دو شہزادے (امام حسن و امام حسین)۔ یہ اہل بیت ہیں جو رسول اللہ کے فرمان سے ثابت ہیں۔

آلِ رسول کی نورانیت اور امت کا مقامِ نور

"سیدنا امام مہدی سرکارِ شاہی نے فرمایا کہ بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی جو نسل ہے، اس میں انسانی نطفہ نہیں ہے بلکہ وہ سراپا نور ہے۔ امام حسن، امام حسین علیہما الصلوۃ والسلام اور پھر آپ کی بہنیں، یہ سب نوری نطفے ہیں اور سراپا نور ہیں۔"

لیکن آپ کی امت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نہیں مانتی۔ اگر قرآن مجید پڑھیں تو قرآن مجید کے حساب سے ایمان لانے کے لیے صاحبِ نور ہونا ضروری ہے۔ اگر امتی بننے کے بعد انسان مقامِ نور پر نہیں ہے، تو وہ یا تو کافر ہے یا منافق۔ امتی کے لیے نور ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر ایمان کا کوئی ثبوت نہیں۔ یہ نہ اہل بیت کو نور سمجھتے ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کو تسلیم کرتے ہیں۔

امام مہدی علیہ الصلوۃ والسلام کو حقیقی معنوں میں ماننے والے چند ہی لوگ ہوں گے، زیادہ نہیں ہوں گے۔ چند ہی لوگ ہوں گے جن کے دلوں میں نور ہو گا، جبکہ ایک بڑا طبقہ دجال کو امام مہدی سمجھ کر اس کے ساتھ ہو جائے گا۔

امام مہدی علیہ السلام کے خلاف خاندان کی مخالفت

دوسری طرف امام مہدی علیہ الصلوۃ والسلام کے حوالے سے یہ ہے کہ ان کے اپنے گھر والے ان کی مخالفت کریں گے۔ آئمہ اہل بیت نے اپنی روایت میں لکھا ہے کہ "ہمارے اپنے گھر والے ہماری مخالفت کریں گے۔"

جب ایک پوچھنے والے نے پوچھا کہ "وہ گھر والے امام مہدی علیہ السلام کی مخالفت کیوں کریں گے؟" تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پیٹ کی طرف انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "اس کی وجہ سے۔"

اب اس اشارے کی دو مرادیں ہیں: **ظاہری مراد:** ظاہری مراد اس سے روٹی روزی اور دنیاوی مفادات ہیں، یعنی پیٹ کی بھوک یا دنیا کی محبت۔
باطنی مراد: باطنی وضاحت اس کی یہ ہے کہ نفس کے خوف کی وجہ سے۔

اگر واقعی آپ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے فرزند کو امام مہدی سمجھتے ہیں، تو پھر تو آپ اہل بیت کی توہین کر جائیں گے کہ کیا اہل بیت امام مہدی کے منکر ہیں؟ یہ ایک بڑا مسئلہ بن جائے گا۔

۲. ازواجِ مطہرات کے متعلق قرآنی آیات کا مفہوم

آج کل کے کچھ مولوی نیا شوشہ چھوڑ رہے ہیں کہ بی بی عائشہ بھی اہل بیت میں شامل تھیں، فلاں زوجہ بھی اہل بیت میں شامل تھیں۔ لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بارے میں قرآن مجید فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا
سورة الاحزاب (آیت نمبر 28)

"اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ، میں تمہیں احسن طریقے سے کچھ دے دلا کے رخصت کر دوں"۔

"اے رسول! (اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ) اگر انہوں نے دنیا کی محبت اور دنیا کے مال کا ارادہ کیا ہے تو ان کو طلاق دے کے رخصت کر دو، اور اگر انہوں نے کوئی گناہ (بے حیائی) کیا تو ان کو اس کی دگنی سزا ملے گی۔"

اب کچھ بتانے کی ضرورت ہے؟ اگر یہ (اس خاص تطہیری معنی میں) اہل بیت میں ہوتیں تو ہر رجس سے پاک ہوتیں۔ اللہ یہ نہ فرماتا کہ ان کو ڈبل سزا دوں گا، اللہ یہ نہ فرماتا کہ اگر دنیا کی محبت انہیں چاہیے تو طلاق دے کے رخصت کر دو۔ کیونکہ اہل بیت کا تو ہر رجس سے پاک کر دیا تھا!

اگر یہ اس تطہیرِ خاص کے اہل بیت میں ہوتیں تو قرآنی احکامات کا اسلوب مختلف ہوتا۔ لیکن آج کے جو مولوی ہیں، وہ اپنی چرب زبانی اور لفاظی سے ادھر ادھر کی باتیں گھما پھرا کے کہتے ہیں کہ یہ جتنی بھی ازواج ہیں، یہ ساری کی ساری اہل بیت ہیں۔ لیکن یہ رسول اللہ کے فرمان اور قرآن مجید کی شان کے خلاف بات ہے۔ ازواجِ مطہرات کا اپنا مقام ہے، لیکن آیت تطہیر کے خاص مصداق صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی، مولا علی، اور حسن و حسین ہی ہیں، اور آیت تطہیر صرف انہی کے لیے ہے۔

باب ۵: امام زین العابدین علیہ السلام اور حجرِ اسود کا واقعہ

امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد رسول اللہ کے گھرانے میں جو مرد آئے، ان میں بڑا اختلاف رہا۔ امام زین العابدین کے دور میں بھی دونوں فریقوں میں بڑا اختلاف تھا، اور اسی کی بنیاد پر شیعہ مسلک میں ۳۲ فرقے بن گئے۔ لیکن امام زین العابدین علیہ السلام تو امام عالی مقام کے فرزندِ خاص تھے۔ وہاں سے تو سادات کی نسل نکلی ہے، امام زین العابدین کا بڑا مقام تھا!

جب ان کے ساتھ کسی نے (امامت کے معاملے پر) جھگڑا کیا، تو امام زین العابدین اس کو خانہ کعبہ لے گئے اور کہا:

"امامت کس کے حصے میں ہے؟ تم اپنا دعویٰ کر رہے ہو اور ہم اپنے لیے کہہ رہے ہیں۔ نہ ہم کچھ کہیں نہ تم کچھ کہو، آؤ حجرِ اسود کے پاس چلتے ہیں"۔

وہ کہنے لگا: "بھائی! حجرِ اسود تو ایک پتھر ہے، وہ کیا فیصلہ کرے گا؟"

امام زین العابدین نے فرمایا: "نہیں! میرے دادا مولا علی نے فرمایا تھا کہ یہ روزِ الست میں انسانی صورت میں تھا، اللہ تعالیٰ نے سب سے جو گواہی اور شہادت لی، وہ شہادت اس کے اندر محفوظ کر دی تھی۔ اس کے اندر دو آنکھیں، دو کان اور ایک زبان ہے؛ یہ اپنے بوسہ دینے والے کو محسوس کرتا ہے، آنکھوں سے دیکھتا ہے، اور اس کی دعا کو سنتا ہے۔ یہ فیصلہ کرے گا"۔

وہ دونوں جا کر کھڑے ہو گئے۔ سب سے پہلے امام زین العابدین نے بوسہ لیا اور کچھ کہا، اس کے بعد جو دوسرے شہزادے تھے ان کو بھیجا کہ "اب آپ جایئے"۔ وہ کہنے لگے: "میں کیا کروں گا؟" آپ نے فرمایا: "تو پوچھو نا!" انہوں نے با آوازِ بلند پوچھا، تو حجرِ اسود سے آواز آئی کہ:

"اللہ کی طرف سے امامت زین العابدین کو عطا ہوئی ہے۔"

باب ٦۔ امامت کا انتخاب—صرف اللہ کا فیصلہ

یہ سوچنے کی بات ہے کہ یہ چناؤ جو تھا، وہ پورا خاندان تو امام نہیں بنے گا۔ خاندانی نسل میں تو کتنے لڑکے ہوں گے، جبکہ پوری امت کا جتنا بھی عرصہ ہے، اس کے اندر کل گیارہ یا بارہ امام ہی آنے تھے۔ اگر ایک ہی زمانے میں خاندان میں ۱۲ مرد پیدا ہو گئے، تو سارے کے سارے امام تو نہیں بنے۔

اس سے معلوم یہ ہوا کہ سب کو امامت عطا نہیں ہوتی۔ اہل بیت کے گھرانے اور سادات میں یہ نہیں ہے کہ جو سادات میں سے ہے، وہ ایک امام بھی خود بخود پیدائشی طور پر بن گیا۔ وہ سادات ہیں، اس کے بعد ان میں سے امام کون بنے گا؟ یہ صرف اور صرف اللہ کی مرضی ہے۔ اللہ جس کو چاہے گا کو بنائے گا، اور اللہ نے جس کو چاہا اس کو بنایا۔

قریش کے قبائل، بنو ہاشم اور بنو امیہ کا پس منظر اور خلافت کا اشکال

قریش ایک قوم ہے اور اس کے اندر مختلف گھرانے ہیں، جیسے بنو امیہ اور بنو ہاشم۔ ان میں شر پسند لوگ بھی تھے جنہوں نے بظاہر نام تو "شیعانِ حیدر" رکھا، لیکن ان کے اغراض و مقاصد سیاسی تھے۔ انہی میں سے بعض لوگوں نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور یہ کہا کہ "اے مولا علی! یہ تمہارے چاہنے والے فجار ہیں، بنو ہاشم ہیں۔" یہ مختلف گھرانے تھے اور ہر گھرانہ ایک قبیلے کی صورت اختیار کر گیا، اور ان کا تعلق زیادہ تر قریش سے ہی تھا؛ جیسا کہ بنو امیہ کا تعلق بھی قریش سے ہے اور بنو ہاشم کا تعلق بھی قریش سے ہے۔

لاَ يَزَالُ هَذَا الدِّينُ عَزِيزًا إِلَى اثْنَىْ عَشَرَ خَلِيفَةً... كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

ترجمہ:

"یہ دین بارہ خلفاء (یا حکمرانوں) کے عہد تک مسلسل غالب اور محفوظ رہے گا... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔" **صحیح مسلم**: کتاب الإمارة، حدیث نمبر 4710 **صحیح بخاری**: کتاب الأحکام، حدیث نمبر 7222)

اب اگر کسی عام آدمی کو یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنے والے خلفاء کا تعلق قریش سے ہو گا، تو ایک عام آدمی یہی کہے گا کہ چونکہ بنو ہاشم بھی قریش سے ہیں اور بنو امیہ بھی، لہذا خلیفہ دونوں طرف سے آ سکتا ہے۔ لیکن حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ خلیفہ بنو ہاشم سے ہی ہو گا، بلکہ حدیث میں صرف "قریش" کا ذکر ہے۔ یہ ایک فکری اشکال ہے۔

سیاسی جوڑ توڑ، قبائلی قربتیں اور مولا علی کی تنہائی

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی اقامت کی دعوت شروع کی تو بنو امیہ کے لوگوں نے بڑی تعداد میں اسلام قبول کیا، جبکہ بنو ہاشم بہت کم تھے۔ اس کی بنا پر، قبائلی قربتوں کی وجہ سے انہوں نے آپس میں گٹھ جوڑ کر لیا۔ دوسری طرف مولا علی کا تعلق بنو ہاشم سے تھا اور وہ اکیلے پڑ گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پہلے بھی تو وہ لوگ موجود تھے، لیکن چونکہ اب بات سیاست کی اور خلیفہ کے چناؤ کی آ گئی تھی، تو بہت سارے بنو ہاشم کے لوگ صرف اس لیے ساتھ لگ گئے کہ ہمارے قبیلے کا سردار خلیفہ ہو۔ یہ وہ تاریخی حقائق ہیں جو عام طور پر سامنے نہیں لائے جاتے۔ جب مولا علی کے دور میں جنگ کے حالات بنے اور امیر معاویہ کے حامیوں کے بارے میں کہا گیا کہ یہ تو علی کے چاہنے والے ہیں، تو جب مولا علی نے ان سے پوچھا کہ "کس نے مارا؟" تو سب نے کہا "ہم نے مارا"۔ اب اتنے بڑے مجمعے سے قصاص یا دیت کا مطالبہ کیسے پورا کیا جاتا؟ لہذا یہ صورتحال مولا علی کے لیے ایک بڑا امتحان اور مصیبت بن گئی۔

صرف امام عالی مقام امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کو کوفیوں نے دھوکہ نہیں دیا بلکہ مولا علی کو بھی لوگوں نے دھوکہ دیا۔ اب لوگوں کا جو امام مہدی علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف اتنا بڑا لشکر ہے یہ وہی لوگ ہیں جن کا عقیدہ بھی درست نہیں ہے ایمان تو دور کی بات ہے۔

اسلام کے دو رخ: سیاسی پہلو اور روحانی پہلو (ولایت و امامت) کا تصور

اسلام کے نظام کو سمجھنے کے لیے اس کے دو اہم پہلو ہیں: ایک اس کا سیاسی پہلو (Political Aspect) ہے اور دوسرا اس کا روحانی پہلو (Spiritual Aspect) ہے۔

علماء قرآن مجید کی اس عمومی ہدایت کی بنیاد پر کہ "تم اپنے معاملات باہمی مشورے سے طے کرو" جمہوریت کی بنیاد تلاش کرتے ہیں۔ لیکن اگر اس اصول کو اسلام کے شرعی ڈھانچے، دینی اور روحانی معاملات پر فٹ کیا جائے تو یہ درست نہیں بیٹھتا۔ ظاہری امور اور انتظامی گورننس (Governance) کے لیے تو یہ بات ٹھیک ہے کہ جس کی تعداد زیادہ ہو، اسے ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا جائے تاکہ وہ نظام سنبھال سکے۔ لیکن ولایت اور امامت کا تقرر یا انتخاب مشورے کے ساتھ مسلمانوں کی تعداد پر منحصر نہیں ہے، بلکہ اس کا براہ راست تعلق اللہ کی ذات سے ہے (جس کو اللہ چاہے)۔

علماء اسی بات میں الجھ جاتے ہیں کہ خلیفہ کا تقرر مشورے سے ہونا چاہیے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اگر خلیفہ کا تقرر کثرتِ تعداد سے ہونا ہے، تو پھر اگر کسی معاشرے میں منافقین کی تعداد زیادہ ہو جائے تو خلیفہ بھی منافق ہی ہو گا! کیونکہ منافقین کی تعداد زیادہ ہونے کی بنیاد پر ہی کسی کو خلیفہ چنا گیا ہے، اور منافقین تو کسی مومن کو خلیفہ نہیں چنیں گے۔

جمہوریت، کثرتِ تعداد اور نفاذِ شریعت کے تضادات

جمہوریت کا بنیادی اصول یہی ہے کہ جس کی تعداد زیادہ ہو گی، فیصلہ اسی کا ہو گا۔ پاکستان میں نفاذِ شریعت کی تحریکیں کئی دہائیوں سے چلی آ رہی ہیں (اگرچہ اب اتنا شور نہیں ہے جتنا ماضی میں نورانی میاں، عبد الستار نیازی اور فرید الحق جیسے بڑے علماء کے دور میں سنا جاتا تھا)۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی پاکستان میں شریعت کا نفاذ کرنا چاہے گا، تو کیا وہ تمام فرقوں کو منظور ہو گا؟ وہابی چاہے گا کہ اس کی فقہ اور شریعت کا نفاذ ہو، شیعہ چاہے گا کہ اس کی شریعت کا نفاذ ہو، اور بریلوی چاہے گا کہ اس کی شریعت کا نفاذ ہو۔ یہ وہ بنیادی نکات ہیں جن کو لوگ آنکھیں بند کر کے نظر انداز کر رہے ہیں، اور سوال یہ ہے کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس لیے کہ وہ حقیقتاً نفاذِ شریعت چاہتے ہی نہیں ہیں۔

تجدیدِ دین، اجتہاد اور عہد حاضر کے بدلتے حالات

قرآن کا فیصلہ - "اولو الامر" کا حکم

قرآن مجید میں اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ اللہ کا حکم، اس کے رسول کا حکم، اور "اولو الامر" کا حکم ماننا ضروری ہے۔ قران کے مطابق اللہ اور رسول کے بعد اول الأمر کا حکم ماننا لازم ہے، تو پھر اول الأمر وہ نہیں ہے جسے لوگوں نے آپس میں مشورہ کر کے خود چن لیا ہو، بلکہ یہ اس کے روحانی مرتبے کی ایک الگ حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ سورة النساء (آیت نمبر 59)

ترجمہ:

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو "اولو الامر" ہیں۔

شریعت کی مطابقت میں فیصلے کرنا ایک نہایت نازک معاملہ ہے۔ یہ نازک اس لیے ہے کہ ہر دور میں حالات، واقعات اور لوگوں کے مزاج و ضرورت کے مطابق شرعی احکام کی وضاحتیں کی جاتی ہیں۔

سرکار نے کتاب مقدس دین الٰہی میں فرمایا ہے کہ۔

"امام مہدی تمام مذاہب کی تجدید کریں گے۔"

" جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد مسلم میں مجدد اتے رہے اور ماحول کے مطابق دین میں کچھ تجدید کرتے رہے اسی طرح امام مہدی علیہ السلام کے انے کے بعد ان (یوں کر رہی ہوں یوں کر رہی ہوں مجددوں) کی تجدید ختم ہو جائے گی اور سب مذاہب کے مطابق امام مہدی کی اپنی تجدید ہو گی کچھ کتابوں میں ہے وہ ایک نیا دین بنائیں گے۔"

اسی حکمت کو واضح کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ہر سو (100) سال کے بعد ایک مجدد آئے گا جو دین کی تجدید کرے گا (دین کو رینیو یا اپ ڈیٹ کرے گا)۔ اب ظاہر ہے کہ مجدد کا کام قرآن مجید کو تبدیل کرنا نہیں ہو گا، بلکہ وہ شریعت کے ان فرعی و اجتہادی مسائل کی تجدید کرے گا جو بدلتے ہوئے دور اور نئے حالات و واقعات کے تقاضوں کے مطابق سامنے آتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

حوالہ :سنن ابی داود، کتاب الملاحم، حدیث نمبر 4291 :

ترجمہ " :بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی (سو سال) کے سرے پر ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے گا"۔

قرآن میں مذکور آزمائشیں اور بدلتی دنیا میں ان کی شکلیں

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اس دور کے حساب سے مومنوں کی آزمائش کی صورتیں بیان فرمائی ہیں کہ ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے:

- خوف اور بھوک سے،
- اور اموال، جانوں اور پھلوں (ثمرات) کے نقصان سے۔

اس دور میں 'ثمرات' کا بنیادی تعلق زراعت، مویشیوں اور جانوروں (جیسے بکری، گائے، بھینس وغیرہ) سے تھا، جن کا ضائع ہو جانا یا مر جانا ایک بڑی آزمائش ہوتی تھی۔ اب آج کے زمانے میں اگر آپ مویشی پالتے ہی نہیں، تو ان کے مرنے کی آزمائش بھی آپ کے لیے اس شکل میں نہیں رہی، بلکہ اب آزمائش کا طریقہ مال کی صورت بدل گیا ہے۔ اسی طرح اگر خوف کی بات کریں کہ کوئی قبیلہ حملہ کر دے گا، تو آج کے قانونی و انتظامی نظام میں انسان فوراً پولیس اسٹیشن کا رخ کرتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ زندگی کے حالات بدل چکے ہیں، لہذا بدلتے حالات اور واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے شرعی احکام کی تطبیق اور تشریح میں اجتہادی ترامیم (Amendments) کی ضرورت پیش آتی ہے۔

تجدیدِ دین ، فقہی باریک بینی

اب اگر کوئی انسان ناروے یا سویڈن جیسے شدید سرد ممالک میں منتقل ہو جائے جہاں منفی دس ڈگری (−10 °C) درجہ حرارت ہو، جہاں نہ پسینہ آ رہا ہو اور نہ ہی ریت اڑ رہی ہو؛ اور اگر اسکول جانے والا کوئی بچہ یا طالب علم کسی عالم سے وضو کی لاجک اور حکمت پوچھے، تو محض لکیر کا فقیر بن کر جواب دینے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

اس کی ایک مثال خطہ عرب کا موسم اور ثقافت ہے۔ جیسے عرب کے ماحول میں شدید گرمی، پسینہ، گرد و غبار اور رمل (ریت) کا غلبہ ہوتا تھا، جبکہ وہاں سردی نہیں ہوتی تھی۔ اسی لیے وہاں کے احوال کو مد نظر رکھتے ہوئے صفائی، وضو اور غسل کی صورتوں اور تفصیلات کو بیان کیا گیا۔ وضو کے دوران ہاتھ، پاؤں، کان دھونے اور داڑھی و بالوں کا مسح کرنے کی حکمت یہ تھی کہ گرد و ریت داڑھی اور بالوں میں جم جاتی تھی اور گرمی کی وجہ سے پسینہ آتا تھا، جسے دھونا اور صاف کرنا ضروری تھا تاکہ بدبو نہ آئے۔

سخت سردی میں صرف ایک چادر یا کملی اوڑھ کر گھومنا عقل کے خلاف ہو گا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سارے فرمودات اور طریقوں کا تعلق اس مخصوص علاقے کے موسم، رواج اور مقامی ثقافت سے تھا، اور ان کا براہِ راست دین کے بنیادی یا ابدی قوانین سے تعلق نہیں تھا بلکہ وہ مقامی احوال کے تابع تھے۔

حصہ سوم : امام مہدی، حضرت عیسیٰ اور دجال

باب ۱: امام مہدی علیہ السلام: جنگجو یا محبت کے پیغامبر؟

سوال : لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں جو امام مہدیؑ کے بارے میں بتایا گیا ہے، اس کے مطابق دینِ اسلام میں امام مہدیؑ کو ایک جنگجو (Warrior) کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ وہ آئیں گے، جنگ لڑیں گے اور سب کو مار دیں گے؛ جبکہ آپ کا امام مہدی کا جو تصور ہے وہ بالکل مختلف ہے؟

جواب:

اگر اللہ نے دنیا کو مارنا ہی ہے تو اس کے لیے کسی شخصیت کو بھیجنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے قوموں پر عذاب بھیجا؛ کسی کو زلزلوں سے مارا، کسی کو سمندری طوفان سے۔ تو مارنے کے لیے کسی شخصیت کو بھیجنے والی بات سمجھ میں نہیں آتی؛ وہ عذاب کے ذریعے بھی مار سکتا ہے ؟ یہ لوگوں کا اپنا ذہن ہے جو ایسی بات کرتے ہیں۔

امام مہدیؑ محبت کے پیغامبر ہیں

امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام محبت کے پیغامبر ہیں۔ بے شک وہ اللہ کی محبت اور اللہ کے عشق کی بات کرنے اور اللہ کا عشق دینے کے لیے آئے ہیں۔ رہ گئی بات جنگجو ہونے کی، تو یہ امام مہدی کا رول نہیں ہے۔ یہ رول مسیح (کرائسٹ) کا ہے، انہوں نے خود کہا ہے۔

Jesus said, "Do not suppose that I have come to bring peace to the earth. I did not come to bring peace, but a sword."

لشکر کی کمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں

اسی لیے امام مہدی علیہ السلام کی فوج کے جو سپاہی ہیں، ان سب کی کمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انسانیت کے دشمنوں اور نفرت والی روحوں سے جنگ کریں گے، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جنگیں لڑیں۔

لوگوں کا مسئلہ — علم کی کمی، تکبر اور اپنی رائے

زیادہ تر مسئلہ لوگوں کو یہ ہے کہ ایک تو علم کا فقدان ہے، علم کی کمی ہے؛ تکبر اور انانیت زیادہ ہے اور علم کم ہے، لہٰذا اپنی رائے کو مقدم سمجھتے ہیں کہ جو ہم نے سوچ لیا ہے، وہی حق ہے۔ مولا علی نے بھی دس ہزار خارجین سے جنگ کی تھی پانچ ہزار تو مارے گئے پانچ ہزار ڈر گئے اور انہوں

نے بظاہر توبہ کرلی۔ لیکن دین کا اصول یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ بھئی، میں توبہ کرتا ہوں، تو پھر آپ اس پر وار نہیں کر سکتے۔ اور آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے، کیونکہ آپ کو کیسے پتا چلے گا؟ دل کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے۔

باب ۲: روایات میں جلال اور رحمت، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کردار

سوال: امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بعض روایات میں سختی اور جلال کے الفاظ ملتے ہیں اور بعض میں نرمی کا ذکر ہے۔ ان کی شخصیت پر رحمت کا غلبہ ہو گا یا غضب کا؟

جواب:

ایک روایت ہے جہاں امام مہدی کے حوالے سے سختی کے الفاظ ہیں۔ اسی روایت میں لکھا ہے کہ امام مہدی جب آئیں گے تو "نیا امر لائیں گے، نئی کتاب لائیں گے، نئی سنت لائیں گے، نئی قضا (سزائیں) لائیں گے۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی کے حوالے سے یہ بات کہی گئی ہے کہ وہ عربوں کے ساتھ بہت شدت کریں گے۔

عن أبي جعفر محمد بن علي...قال عليه السلام: إذا خرج يقوم بأمر جديد، و كتاب جديد، وسنة جديدة، وقضاء جديد...

"امام جب قیام کریں گے تو جدید امر، جدید کتاب اور جدید قضاوت کے ساتھ قیام کریں گے۔"

النعماني، محمد بن إبراهيم، (متوفاي ۳۸۰)، كتاب الغيبة، ص ۲۶۴،

ایک حدیث ایسی بھی ہے جس میں لکھا ہے کہ "**جب امام مہدی کو جلال آئے گا اور وہ اپنی تلوار گھمائیں گے**" تو ایسا منظر اور ایسا عالم ہو گا کہ وہ منظر دیکھ کر اللہ پکار اٹھے گا: "اے مہدی! بس، بس!" لیکن امام مہدی اس کی بات نہیں سنیں گے۔ یہ حدیثوں کے الفاظ ہیں جو بیان کیا جا رہے ہیں؛ اس حدیث میں "بلا دریغ" کے الفاظ بھی لکھے ہیں۔

لیکن یہ تو ایک روایت ہے، اور رول بدلتا بھی رہتا ہے۔ جیسے کرکٹ کے کھیل میں بہت سے لوگوں کا بیٹنگ آرڈر گیم کی صورتِ حال (سچویشن) کے مطابق بدل جاتا ہے۔ اگر اوپنر گئے اور انہوں نے دو ڈھائی سو رنز بنا لیے تو ضرورت نہیں ہے کسی اور کو تکلیف دینے کی۔

لشکر کے سپہ سالار حضرت عیسیٰ علیہ السلام

امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکر کا سپہ سالار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو مقرر کیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی عام آدمی ہو گا تو دجال اسے مار دے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام عالمِ بالا سے ہو کر آئے ہیں، اس لیے ان پر بارود کا اثر نہیں ہو گا؛ نہ امام مہدی پر بارود کا اثر ہو گا۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دجال اور اس کے اتحادیوں کے لیے ناقابلِ تسخیر بن جائیں گے۔

رحمت کا غلبہ ہو گا یا غضب کا؟

حدیثوں میں کتنی ہی روایتوں میں امام مہدی کی نرمی کا ذکر ہے اور کتنی ہی روایتوں میں ان کے جلال کا؛ ان سے آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت پر رحمت کا غلبہ ہو گا یا غضب کا۔ لیکن چونکہ سرکار نے اپنے لوگوں کی تربیت فرمائی ہے، جس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی نے اپنے ماننے والوں کے لیے ڈیپارٹمنٹ بنائے ہیں:

- کچھ لوگ وہ ہیں جنہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہو کر دجال سے جنگ کرنی ہے۔
- اور کچھ لوگ وہ ہیں جنہیں اس دنیا میں پھیلی ہوئی نفرت کا، اور نفرت والے جو قابض ہیں ان کا، محبت کے ہتھیار سے قلع قمع کرنا ہے۔

اور دیکھا جائے تو نفرت کو شکست دینے والا کام زیادہ مشکل ہے؛ سامنے کھڑے دشمن سے لڑنا تو بڑا آسان کام ہے۔

سختی تو ہو گی، لیکن وہ سختی کسی اور پر ہو گی؛ وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ڈیپارٹمنٹ ہے، انہوں نے سب کچھ کرنا ہے۔ امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ذاتی طور پر تو تلوار بھی نہیں اٹھائیں گے؛ ان کا مزاج ہی نہیں ہے۔ ان کا مزاج تو صرف محبت والا، عطا والا اور رحمت والا ہے۔

باب ۳: دجال کون ہے؟ دو قافلے اور ایک آنکھ کی حدیث

سوال: دجال کا کیا مطلب ہے؟ اور احادیث میں اسے "ایک آنکھ سے کانا" کیوں کہا گیا ہے؟

جواب:

دنیا میں دو قافلے تیار ہو رہے ہیں: ایک امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قافلہ ہے اور ایک دجال کا قافلہ۔

دجال کا جو لفظ ہے وہ « دجل » سے نکلا ہے۔ دجل کا مطلب ہوتا ہے دھوکا۔ وہ لوگوں کو دھوکا دے گا۔ اور وہ دھوکا کیا ہو گا؟ یہ سمجھنے کے لیے پہلے ظاہری علم اور باطنی علم کا فرق جاننا ضروری ہے۔

دینِ اسلام کے دو پر — ظاہری علم اور باطنی علم

دینِ اسلام کے دو پر ہیں: ایک ظاہری علم اور ایک دل والا علم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ "ظاہری علم اس وقت کام آتا ہے جب دل میں ایمان ہو؛ اور اگر دل میں ایمان نہ ہو تو ظاہری علم ضائع چلا جاتا ہے۔"

فرمان سرکار گوہر شاہی ہے۔

" تین حصے علم ظاہر کے ہیں اور ایک حصہ علم باطن کا ہے۔ ظاہری علم حاصل کرنے کے لیے کسی موسی اور باطنی علم کے لیے کسی خضر کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔"

تو علم کی کامل صورت کیا ہے؟ ظاہری اور باطنی علم دونوں کا یکجا ہونا۔ ظاہر ہے پھر عالم دین بھی وہی کہلائے گا جس کے پاس دین کا ظاہری علم بھی ہو گا اور دل والا علم بھی ہو گا۔

دجال کے پاس صرف ظاہری علم ہو گا

دجال کے پاس صرف ظاہری علم ہو گا، باطنی علم سے وہ نابلد ہو گا۔ اسی لیے احادیث میں اشاروں اور کنایوں میں یہ بات کہی گئی کہ "مسیح دجال ایک آنکھ سے کانا ہے۔" اور اس کے بعد حدیث کے جو الفاظ ہیں وہ بڑے معنی خیز ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ "دجال ایک آنکھ سے کانا ہے" تو دوسرا جملہ یہ فرمایا کہ "اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔"

حدیث مبارکہ:

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ۔
صحیح البخاری حدیث نمبر 7408

ترجمہ:

حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو قتادہ نے خبر دی، کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **"اللہ نے جتنے نبی بھیجے ان سب نے جھوٹے کانے دجال سے اپنی قوم کو ڈرایا، وہ دجال کانا ہو گا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔"**

اب یہ کانا ہونا کیا ہے؟ دو آنکھوں کا ہونا اور ایک آنکھ کا خراب ہونا، ایک کا صحیح ہونا۔ آنکھوں میں روشنی یعنی بینائی ہوتی ہے نا؟ علم بھی روشنی ہے۔ تو دو آنکھوں سے مراد دو علم ہیں: ایک ظاہری علم اس کے پاس ہو گا، دوسرے علم سے وہ نابلد ہو گا۔ پھر حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "اور تمہارا رب کانا نہیں ہے"۔ یس سے مراد یہ ہے کہ تمہارے رب نے (تمہیں) دونوں علم دیے ہیں۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی تعریف میں بھی آیا ہے کہ "وہ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔"

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ج وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (الحدید: 3)

ترجمہ:

"وہی اول بھی ہے اور آخر بھی، اور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔"

باب ۴: لوگ کس بنیاد پر جڑیں گے ؟ محبت اور نفرت کی تقسیم

سوال :امام مہدی اور دجال کے ساتھ لوگ کس بنیاد پر جڑیں گے ؟ کیا مذہبی لوگ امام مہدی کا ساتھ دیں گے ؟

جواب:

اب جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام گنہگاروں کے لیے آئے ہیں، تو سارے گنہگار امام مہدی کے پیچھے ہوں گے ؛اور وہ جو دجال ہے وہ پوری شریعت نافذ کرے گا، تو جو مذہبی لوگ ہیں وہ سارے اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

مذہبی لوگوں کا فیصلہ ظاہری شریعت اور حلیے پر

دنیا تو مذہبی لوگوں کی بات مانتی ہے، گنہگاروں کی بات کون مانے گا؟ وہ تو یہی کہیں گے کہ "سرکار گوہر شاہی کے آگے پیچھے گنہگار لگے ہوئے ہیں؛ نہ ان کی داڑھی صحیح ہے، نہ ان کی زبان صحیح ہے، نہ یہ عبادت گزار ہیں۔" لہٰذا مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس ظاہری نمود کی وجہ سے دجال کو امام مہدی سمجھ لے گا کیونکہ وہ ظاہری شریعت والا ہو گا۔ تبھی تو مسلمانوں کے ۷۰ ہزار عالم، جن کے سروں پر سبز پگڑیاں ہوں گی، دجال کے ہاتھ پر (بیعت) کریں گے۔ وہ یہ سمجھ کر تو نہیں کریں گے کہ یہ دجال ہے؛ وہ اس کو امام مہدی سمجھیں گے۔

انْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ السِّيجَانُ " .(شرح السنۃ:4198)

بو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت میں سے ستر ہزار ایسے افراد دجال کی پیروی کریں گے، جن پر سبز چادریں ہوں گی۔"

ہر اس حدیث کو جو آج کے مسلمانوں یا علماء کے خلاف جاتی ہے اس کو ضعیف حدیث قرار دے دیا جاتا ہے حالانکہ ضعیف قرار دینے سے حقیقت بدل تو نہیں جائے گی وہ تو ہو کے رہے گا جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اصل بنیاد ــــ مذہب نہیں، محبت اور نفرت

یہ مستقبل کی ایک بہت خطرناک صورتحال ہے: امام مہدی کے ساتھ اور دجال کے ساتھ لوگوں کا جڑنا مذہب کی بنیاد پر نہیں ہو گا، نفرت اور محبت کی بنیاد پر ہو گا۔ جتنے بھی اہلِ محبت ہیں، محبت والی روحیں، کسی بھی مذہب کی، ہندو ہوں، مسلم ہوں، عیسائی ہوں، یہودی ہوں، وہ سب امام

مہدی کے ساتھ جڑ جائیں گی۔ اس لیے آپ دیکھیں گے کہ کوئی ہندو ہے، کوئی سکھ ہے، کوئی عیسائی ہے، کوئی مسلم ہے، وہ سب بھائیوں کی طرح رہیں گے۔ سرکار نے کتاب مقدس دین الٰہی میں فرمایا ہے۔

"مذہب سے بالاتر اللہ کی محبت ہے جو تمام مذاہب کا عرق ہے۔ جب کہ اللہ کا نور مشعل راہ ہے۔"

جو دجال ہو گا، اس کے ساتھ ساری نفرت والی روحیں لگ جائیں گی۔ اب دیکھ لو کہ زمانے میں نفرت والی روحیں زیادہ ہیں؛ محبت والی روحیں کہاں ہیں؟ خال خال ہی کوئی محبت والی روح ہے۔ تو پھر آپ اندازہ لگائیں کہ دجال کا لشکر کتنا بڑا ہو گا۔ اتنے نفرت والے لوگ ہیں: مسلمانوں میں بھی نفرت والے بھرے ہوئے ہیں، ہندوؤں میں بھی، سکھوں میں، یہودیوں میں بھی نفرت والے لوگ بھرے ہوئے ہیں۔ اتنا بڑا لشکر ہو گا دجال کا۔

دجال کا اثر ورسوخ

اس کا اثر ورسوخ یہ ہو گا کہ جیسے کسی پیر صاحب کے مرید ہوتے ہیں اور پیر صاحب جو حکم دیتے ہیں مرید اس پر عمل کرتا ہے؛ اسی طرح ظاہری طور پر مریدوں کی جگہ دجال کے ہاتھ میں مختلف ممالک ہوں گے۔ وہ ایران کو کہے گا کہ تم یہ کر دو تو ایران وہی کرے گا؛ انڈیا کو کہے گا یہ کرو تو وہ یہ کرے گا۔ یہ سارے ساتھ مل جائیں گے اور مل بھی رہے ہیں۔

باب ۵: ہرمجدون: آنے والی بڑی جنگ

سوال: ہرمجدون سے کیا مراد ہے؟ اور اگر اکثریت دجال کے ساتھ ہو گی تو امام مہدی کے چند ماننے والے ان سے کیسے جنگ کریں گے؟

جواب:

یہ جو جنگ ہو گی، اس میں امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام خود جنگجو نہیں ہیں۔ اس جنگ کے سپہ سالار حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔

یہ جو بہت بڑی جنگ ہونے والی ہے، اس کو عربی زبان میں « ہرمجدون » کہتے ہیں۔ ہرمجدون کا مطلب ہے بڑے پیمانے پر قتلِ عام؛ اور انگریزی میں اس کا ترجمہ کر کے (Armageddon) بنا دیا گیا ہے۔ یہ قتلِ عام محبت اور نفرت کی روحوں کے درمیان ہو گا، اور ایک بہت بڑا دجال کا طبقہ اس میں مارا جائے گا۔

پھر اس میں کچھ تبدیلیاں بھی آسکتی ہیں۔ جیسے کہ اگر لوگوں کی اکثریت (میجورٹی) دجال کے ساتھ ہو گی تو امام مہدی کے جو چند ماننے والے ہوں گے وہ ان سے کیسے جنگ کریں گے؟ سیدی یونس الگوہر نے فرمایا کہ "اس کے لیے پھر ادھر ادھر کے مشوروں اور غور وخوض کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ دجال اور امام مہدی کی فوج کا کوئی مقابلہ نہیں ہے؛ دجال کے پاس بہت لوگ ہیں۔ اس لیے لوگوں کو زیادہ تر ناگہانی آفات سے مارا جائے گا۔

قدرتی آفات سے تباہی، پھر عالمی جنگ

تو پھر اس کا طریقۂ کار یہ ڈھونڈا گیا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ زلزلوں کے ذریعے، سمندری طوفان کے ذریعے، قدرتی آفات کے ذریعے لوگوں کو مارے گا۔ پھر اس کے بعد ان لوگوں کا بھی معرکہ کرائے گا جن کو جنگ کرنے کا شوق ہے، جو ایٹم بم بنا بنا کر رکھ رہے ہیں، جن پر جنگی جنون سوار ہے۔ پھر تیسری عالمی جنگ ہو گی، اور اس میں اچھے خاصے لوگ کام آجائیں گے۔"

بہر حال جو چند لوگ بچیں گے، ان میں دجال کے ماننے والوں اور امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکر کے درمیان جنگ ہو گی؛ زیادہ تر دجالی کام آجائیں گے، اور جو بچ جائیں گے وہ اس واقعے کی وجہ سے سہمے رہیں گے۔

کتاب مقدس دین الٰہی میں سرکار گوہر شاہی نے مستقبل کا نقشہ اس طرح سے بیان فرمایا ہے۔

"کیونکہ اس سلسلے میں مختلف مذاہب سے آکر خاص روحیں شامل ہوں گی، جنہوں نے روز ازل میں رب کی گواہی میں کلمہ پڑھ لیا تھا۔ اس لیے کسی بھی مذہب کی قید نہیں ہو گی۔ ہر شخص اپنے مذہب کی عبادت کر سکے گا، لیکن قلبی ذکر سب کا ایک ہو گا۔ یعنی مختلف مذاہب کے باوجود دلوں سے سب ایک ہو جائیں گے۔ پھر جب دلوں میں اللہ آیا تو سب اللہ والے ہو جائیں گے۔ اس کے بعد رب کی مرضی ہے انہیں اپنے تئیں رکھے یا کسی بھی مذہب میں ہدایت کے لیے بھیج دے۔ یعنی کوئی مفید ہو گا، کوئی منفرد، کوئی سپاہی ہو گا اور کوئی سالار ہو گا۔ ان کی امداد اور ساتھ دینے والے گنہگار بھی کسی نہ کسی مرتبے میں پہنچ جائیں گے۔ جو لوگ اس ٹولے میں شامل نہ ہو سکے ان میں سے اکثر شیطان (دجال) کے ساتھ مل جائیں گے۔ خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ہوں۔ آخر میں ان دونوں ٹولوں کی زبردست جنگ ہو گی۔ عیسیٰ، مہدی، کالکی اوتار والے مل کر انہیں شکست دیں گے۔ بہت سے دجالیے قتل کر دیے جائیں گے۔ جو بچیں گے وہ خوف اور مجبوری کی وجہ سے خاموش رہیں گے۔ مہدی اور عیسیٰ کا لوگوں کے قلوب پر تسلط ہو جائے گا۔ پوری دنیا میں امن قائم ہو جائے گا۔ جدا جدا مذہب ختم ہو کر ایک ہی مذہب میں تبدیل ہو جائیں گے۔ وہ مذہب رب کا پسندیدہ تمام نبیوں کے مذاہب اور کتابوں کا نچوڑ تمام انسانیت کے لیے قابل قبول تمام عبادات سے افضل حتیٰ کہ اللہ کی محبت سے بھی افضل "عشق الٰہی" ہو گا۔"

باب ٦: امام مہدیؑ کا تعلق اور زبان

سوال: امام مہدی کے حوالے سے عمومی طور پر یہ بات کہی جاتی ہے کہ ان کا تعلق عرب سے ہو گا اور وہ عربی زبان میں بات کریں گے؛ جبکہ سرکار گوہر شاہی اردو میں بات کرتے ہیں اور پاکستان سے ہیں۔ اس کی کیا وضاحت ہے؟

جواب:

امام مہدیؑ عربی میں بولیں گے ـــ یہ کہیں لکھا نہیں

امام مہدیؑ عربی میں بولیں گے، یہ تو کہیں بھی نہیں لکھا ہوا۔ کسی حدیث میں یا کسی جگہ ایسا نہیں لکھا؛ لوگوں نے اپنی طرف سے یہ بات بنائی ہے۔ عربی زبان کے حوالے سے بہت ساری باتیں ہیں۔ جیسے ایک قول ہے جس کو لوگوں نے حدیث بنایا ہوا ہے (کہ اہلِ جنت کی زبان عربی ہے)۔ تو اب پنجابی کیا کریں گے؟ غلطی سے جنت میں چلے گئے تو بنگالیوں کا کیا ہو گا؟ مراٹھی اگر چلے گئے تو مسئلہ ہو جائے گا نا! اگر اللہ کی زبان عربی ہوتی تو ساری آسمانی کتابیں عربی میں ہوتیں؛ (پھر) لوگ نیچے ان کے ترجمے کراتے۔ ایسی بات ہے نہیں۔

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ امام مہدی کا تعلق عرب سے ہو گا تو اس سے سوال ہے کہ: یہ جو قوم قریش ہے، اس کا تعلق کہاں سے ہے؟ آپ کہیں گے عرب سے۔ لیکن قریشی تو ہندوستان میں بھی موجود ہیں، پاکستان میں بھی ہیں؛ سیدی یونس الگوہر کے والد محترم کا تعلق بھی قریش سے ہے ، لیکن آپ نے کبھی اس بات کو قابل بیان اور قابل اثر نہیں سمجھا، تو اب پاکستان اور ہندوستان میں جو قریشی ہیں یہ کہاں سے آئے؟ اور اس کے بارے میں یہی کہا جائے گا نا کہ عرب سے تعلق ہے؛ لیکن کئی نسلیں اگر ان کی پاکستان ہندوستان میں رہ رہی ہیں تو ان کا اور یجن تو چینج نہیں ہو گا؟ تو امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق بھی عرب سے ہے۔

حدیث ـــ رنگت عرب کی، جسامت اسرائیلی

لیکن ایک حدیث میں یہ ضرور لکھا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے انتہائی فصاحت کے ساتھ یہ بات فرمائی کہ امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو کمپلیکشن ہو گا، اس کو عربی زبان میں «لون» کہتے ہیں؛ «لون» کا مطلب ہے رنگت۔ اس کے بارے میں نبی پاک ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: "امام مہدیؑ کی رنگت عرب والی ہو گی اور ان کی جسامت اسرائیلی ہو گی۔"

يَكُونُ المَهْدِيُّ رَجُلًا مِنْ وُلْدِي، أَسْمَرُ اللَّوْنِ، أَقْنَى الْأَنْفِ، أَفْحَجُ الفَخِذَيْنِ، فِي خَدِّهِ خَالٌ، يُشْبِهُهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ.

حوالہ: رَوَاهُ البَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ، وَذَكَرَهُ العَلَّامَةُ المَجْلِسِيُّ فِي بِحَارِ الأَنْوَارِ (ج ۵۱، ص ۱۰۳).

ترجمہ:

"مہدیؑ حضورِ اکرم ﷺ کی نسلِ پاک سے ہوں گے۔ اُن کا رنگ گندمی عربی ہو گا، ناک اُبھری ہوئی (اَقنٰی) ہو گی، رانیں کشادہ ہوں گی، اور رُخسارِ مُبارک پر ایک خال ہو گا۔ اُن کی شباہت بنی اسرائیل کے ایک مرد سے ہو گی۔"

یعنی حدیث کے مطابق صرف رنگت عربی ہو گی۔ عربی سے مراد کیا ہے؟ عربی رنگت گندمی ہے ۔ اب یہ تو پاکستان اور ہندوستان بھرا ہوا ہے براؤن سکن سے۔ رنگت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے؛ لیکن جسم کی جو جسامت ہے، خدوخال ہیں، ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اسرائیلی ہو گی۔ لہٰذا جو شخص بھی یہ کہتا ہے کہ امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق (لازماً) عرب سے ہو گا، وہ حدیث

کو توڑ مروڑ کر بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ حدیث آپ کے سامنے ہے: "ان کی صرف رنگت عرب کی ہو گی، جسامت اسرائیلی ہو گی۔" جو بھی اعتراض کر رہا ہے اس کو یہ حدیث پڑھا دو۔

لیکن مسلمانوں کا مسئلہ یہ ہے کہ جو حدیث ان کے ایجنڈے میں فٹ نہ ہو، وہ کہتے ہیں: "یہ ضعیف ہے۔"

باب ۷: منادی: آسمانی اعلان سب کو کیوں سنائی نہیں دے گا؟

سوال: آخری زمانے میں جب امام مہدی آئیں گے تو آسمانوں میں منادی (اعلان) ہو گی اور ساری دنیا کو خود ہی سچے امام مہدی کا پتا چل جائے گا۔ پھر ہم لوگوں کے ذریعے جو بتایا جا رہا ہے امام مہدی کے بارے میں، اس کو کیوں مانیں؟

جواب:

امام مہدیؑ کے لیے منادی ہو گی، اس میں کوئی شک نہیں

منادی تو ہو گی، اس میں تو کوئی شک نہیں۔ امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بہت بڑی ذات ہیں؛ جو بھی اللہ کی طرف سے ولی مقرر ہوتا ہے، مرشد ہوتا ہے، آسمان سے اس کی بھی منادی ہوتی ہے۔

اللہ کا ایک اپنا طریقہ ہے، جیسے آپ لوگوں کا طریقہ ہے۔ آپ نے کوئی پروڈکٹ اگر مارکیٹ میں لانی ہے تو آپ کیا کرتے ہیں؟ دو چار لوگوں کو پکڑتے ہیں، وہ کہتے ہیں: "جی، میں نے یہ کریم لگائی تھی، دیکھو پہلے میں کالا تھا، اب گورا ہو گیا ہوں۔" پھر اس کی ایڈورٹائزمنٹ کرتے ہیں، دو چار لوگوں کے انٹرویوز وغیرہ لگا دیتے ہیں۔ اس سے پھر لوگوں پر اثر ہوتا ہے کہ "اچھی چیز ہے، ہم بھی لیتے ہیں۔"

منادی باطن میں ہوتی ہے

تو اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہے، کسی کو اذن و ارشاد عطا فرماتا ہے، کسی کی ڈیوٹی لگاتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام باطن میں منادی کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کرتے ہیں کہ جتنے بھی زمین پر اہلِ ایمان ہیں ان کے دلوں میں اس ولی کی محبت جبرائیل آ کے ڈال دیتے ہیں، تاکہ پھر خود بخود ان کے دل اس کی طرف مائل ہو جائیں۔ ہر ولی کی منادی ہوتی ہے۔ لیکن وہ کون لوگ سن پائیں گے؟

قرآن مجید نے کہا ہے کہ **"کچھ لوگ کان والے (سننے والے) ہوتے ہیں"**، اور کچھ لوگوں کو کہا ہے کہ **"رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔" یعنی صاحب رکوع ہوتے ہیں۔** کبھی آپ کو یہ خیال آیا کہ پوری نماز میں سے ایک چیز اٹھالی گئی ــــ رکوع؟ بھائی، نماز میں تو سبھی رکوع کرتے ہیں؛ پھر "رکوع کرو جا کے رکوع کرنے والوں کے ساتھ" کے کیا معنی؟ وہ نماز والا رکوع تو نہیں؛ کوئی اور رکوع ہے۔

منادی کہاں سنی جاتی ہے ــــعالمِ ملکوت میں

یہ جو منادی کی آواز ہو گی، آخری مقام جہاں اللہ کی طرف سے جو منادی ہوتی ہے، اس کو سننے کا مقام عالمِ ملکوت ہے۔ عالمِ ملکوت میں جس کے قلب کا کان موجود ہو گا وہ منادی سنے گا۔ سب کے لیے تو یہ آواز نہیں آئے گی۔

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ بھئی وہ تو منادی ہو گی، سب سمجھ جائیں گے؛ تو امام مہدی کا اعلان اگر سب سن لیں گے تو دجال کے ہاتھ پہ ۷۰ ہزار مولوی بیعت کرنے کے بجائے (امام مہدی کو مانتے)۔ یہ غور طلب بات ہے۔ تو امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان کیے جانے کا بندوبست تو ہے، لیکن وہ منادی باطن میں ہو گی اور باطنی سماعت والوں کے لیے ہو گی۔

کیونکہ اگر اس طرح ظاہر میں سب کے سامنے اللہ نے اعلان ہی کروانا تھا تو پھر کسی اور نشانی کی ضرورت ہی نہیں تھی؛ بس اعلان کروا دیا جاتا کہ "یہ مہدی ہیں، مان لو!" لیکن یہ اللہ کا قانون اور قاعدہ ہے۔ اللہ کو آپ نے کیا سمجھا ہے ــــ محلے کی مسجد ہے کہ "یہ مر گیا، اعلان کر دو؟" نہیں! اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو اعلان ہوتا ہے، لیکن وہ اعلان سننے کے لیے آپ کے پاس باطنی سماعت ہے؟ کتنے اعلان پہلے آپ نے سنے؟

شبِ قدر اور جبرائیل کا مصافحہ

باقی باتیں چھوڑو، جانے دو، صرف یہ بتاؤ کہ شبِ قدر کے لیے روایت میں لکھا ہے کہ ملائکہ اور جبرائیل علیہ السلام مومنین سے مصافحہ کرتے ہیں۔ قرآن میں کہا گیا، حدیثوں میں لکھا ہے کہ ہر سال آتے ہیں۔ ہر سال شبِ قدر کے موقع پر ملائکہ کی آمد ہوتی ہے، وہ خاص روح آتی ہے، اس وقت مصافحہ ہوتا ہے ــــ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ مصافحہ کرو۔ تو ہر سال ہو جاتا ہے، لیکن اس مصافحے تک تو آپ پہنچے نہیں ہیں۔ کبھی آپ نے مسجد میں شبِ قدر کو بیٹھے ہوئے جبرائیل کو آتے دیکھا ہے؟ جب آپ کے اندر کی آنکھ بند ہے تو کیا کوئی نظر آئے گا؟ کیا کوئی آواز سنائی دے گی؟

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ منادی ہو گی، لیکن وہ منادی انہی تک پہنچے گی جن لوگوں کا باطن روشن ہے۔ اور جن کا باطن روشن نہیں ہے، ان کو اس کا کیا پتا چلے گا؟ وہ پھر ادھر ہی جائیں گے (دجال کی طرف)۔

حصہ چہارم : علم، ذکرِ قلب اور وسیلہ

باب ۱ ۔ باطنی علم کا ذریعہ کیا ہے؟

سوال :سیدی یونس الگوہر کے علم کا ذریعہ (سورس آف نالج) کیا ہے ؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعۂ علم کیا تھا اور امت کو علم کہاں سے یہ علم ذریعہ ملے گا؟

جواب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعۂ علم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سورس آف نالج کیا تھا؟ کون سے مدرسے میں (پڑھے تھے)؟ پھر علم کہاں سے آیا؟ اللہ کی طرف سے۔

امت کو علم کہاں سے ملے گا؟

اور پھر امت کو کہاں سے علم ملے گا؟ رسول اللہ کی طرف سے۔ قرآن نے یہ تو نہیں کہا کہ علم کا منبع، علم کا سرچشمہ قرآن ہے؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔"**

"أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا"

یہ وہ طریقہ ہے علم حاصل کرنے کا جس میں مدرسوں اور کتابوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے، باطنی تعلق کے ذریعے — جو قرآن مجید رسول اللہ کے سینے میں محفوظ ہے، جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے اٹھایا، روحانی طور پر وہ قرآن کا نور امت کے سینوں میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لعُلَمَاءُ مِنْ صَدْرِي، وَالسَّادَاتُ مِنْ صُلْبِي، وَالْفُقَرَاءُ مِنْ نُورِ اللهِ تَعَالَى

ترجمہ: علماء کا تعلق میرے سینے (صدر) سے ہے، سادات میری پشت سے ہیں، اور فقراء اللہ تعالیٰ کے نور سے ہیں۔

"میری امت کے علماء وہ ہوں گے جنہیں علم میرے سینے سے ملے گا۔" یہ قرآن کا طریقہ ہے، اسلام کا طریقہ ہے؛ تعلیم اور فیض کے لیے اللہ رب العزت نے یہی طریقہ مقرر فرمایا ہے۔ اور یہ جو مدرسوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں یہ تعلیم نہیں ہے، یہ صرف رٹا لگانا ہے؛ جب تک اندر نور نہ جائے علم کا، علم اندر نہیں اترتا۔

سیدی یونس الگوہر کا سورس بھی رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔

جب شروع سے ہی مسلمانوں کے لیے، مومنوں کے لیے علم کا سورس ہی رسول اللہ کا سینہ مبارک ہے تو پھر جس بندے کا بھی سینہ رسول اللہ کے سینے سے جڑا ہے، وہی ہدایت یافتہ ذریعۂ علم ہے؛ تو وہ تو سنت ہو جائے گا۔ لہٰذا سیدی یونس الگوہر کا جو سورس ہے وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے: "انا مدینۃ العلم۔"

سرکار گوہر شاہی نے سیدی یونس الگوہر کے لیے فرمایا" :ہم نے یونس کو باطنی قرآن کا حافظ بنایا ہے۔"

باب ۲۔ ذکرِ قلب: قرآن و حدیث کی روشنی میں

سوال : سرکار گوہر شاہی ذکرِ قلب کی بات کرتے ہیں اور اسے بہت اہمیت دیتے ہیں؛ جبکہ ایسا لگتا ہے کہ ذکرِ قلب کی یہ باتیں ساڑھے چودہ سو سال میں کسی حدیث یا قرآن میں نہیں ہیں، آپ نے اپنی طرف سے کہی ہیں، اس لیے ہم انہیں نہیں مانتے۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب:

اصل مسئلہ ــــ علم کا فقدان اور قرآن سے دوری

یہ جو ذکرِ قلب کی بات ہم کر رہے ہیں، بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنی طرف سے کر رہے ہیں۔ آپ کی باتوں سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آپ کا یہ کہنا ہو کہ ذکرِ قلب کی یہ باتیں ساڑھے چودہ سو سال میں کسی حدیث یا قرآن میں نہیں ہیں، آپ نے کہی ہیں، لہٰذا ہم نہیں مانتے۔ بھئی، یہی تو مسئلہ ہے: علم کا فقدان ہے، قرآن سے دوری ہے۔

قرآن میں ــــ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے ذکر

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ **(سورۃ آل عمران 191)**

"جو لوگ کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں کے بل لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔"

قرآن مجید میں ہے کہ مومنوں کی نشانی یہ ہے کہ "وہ کھڑے ہونے کی حالت میں بھی ذکرِ اللہ میں مصروف رہتے ہیں، بیٹھے ہوئے بھی اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں، اور جب وہ کروٹوں کے بل سو رہے ہوتے ہیں تب بھی اللہ اللہ کرتے ہیں۔" اب سوتے وقت اللہ اللہ کیسے ہو گا؟ اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

"ہماری آنکھیں سوتی ہیں، ہمارا دل نہیں سوتا۔"

یعنی اس دل کو اللہ اللہ لگانا۔ قرآن مجید کا پیغام بھی یہی ہے کہ اپنے قلب کو اللہ کے ذکر سے آباد کرو۔

جس عالم کا قلب ذکر سے خالی ہو

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا (**سورة الكهف-28**).

اور اگر کوئی عالم ہے اور اس کا قلب اللہ کے ذکر سے جاری نہیں ہے تو قرآن مجید کہتا ہے کہ **اس کی پیروی مت کرو: "ایسے لوگوں کی اطاعت اور پیروی نہ کرو جن کے قلب کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔"**

ہدایت اور گمراہی کا فرق

اَلاَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔

"یہ اللہ کا ذکر ہی ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔"

پھر قرآن مجید ہدایت اور گمراہی کا فرق اتنی آسانی اور اتنی شفافیت کے ساتھ، دوٹوک الفاظ میں واضح کرتا ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ ہدایت یہ ہے کہ آپ کے قلب میں اللہ کا ذکر سرایت کر جائے—

افَمَن شَرَحَ ٱللَّهُ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِۦ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ ٱللَّهِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ فِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ (٢٢)زمر

ترجمہ:

"اسلام اسی کو حاصل ہو گا جس نے اللہ کے نام سے شرح صدر کر لی۔ پس ان کو اپنے رب کی طرف سے نور ملنا شروع ہو جائے گا، اور ان پر افسوس ہے جن کے قلب اللہ کے ذکر کے لیے پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں۔ اور یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔"

اور گمراہی کے لیے قرآن کہتا ہے: "کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں؛ اتنے سخت کہ اللہ کا ذکر ان کے دلوں میں سرایت نہیں کرتا۔" اور جن کے دلوں میں اللہ کا ذکر داخل نہ ہو، یہی کھلی گمراہی ہے۔ قرآن تو ذکرِ قلب کو ہدایت کہہ رہا ہے، اور ذکرِ قلب نہ ہو تو گمراہی۔ آپ کو یہ لگتا ہے کہ یہ کوئی نئی چیز ہے، کوئی نئی بات ہے؟

دل کی حاضری کے بغیر نماز

قرآن وحدیث کے مطابق اگر آپ کے قلب میں اللہ کا نور نہیں ہے تو آپ کی نماز بھی کوئی قابلِ قبول نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

لا صلاة إلا بحضور القلب ،

ترجمہ:"**حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی**۔"اس لیے نماز کی منظوری اور قبولیت کے لئے حضورِ قلب ضروری ہے۔

قلب کی حاضری کے بغیر آپ کتنی ہی نماز پڑھتے رہیں (اس کا کوئی فائدہ نہیں)۔اسی لیے تو آپ برائیوں سے رک نہیں رہے۔ قرآن مجید نے تو کہا ہے **کہ "نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے روکتی ہے۔"** اب دس سال سے آپ نماز پڑھ رہے ہیں، پڑھا رہے ہیں، اس کے باوجود بھی مسجدوں میں بے حیائی کے واقعات ہو جاتے ہیں؛ تو جب مولویوں کو، جو عالم ہیں، نماز نے فحش کاموں سے نہیں روکا تو آپ کو کیا روکے گی؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے: کیوں نہیں روکا؟ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہ ہے کہ قلب میں نور نہیں ہے تو نماز یہیں گھوم رہی ہے، عرش پر نہیں پہنچی۔ اس لیے ذکرِ قلب ضروری ہے۔

حدیث سے ذکرِ قلب کا ثبوت

اور پھر ذکرِ قلب کے لیے یہ حدیث پیش خدمت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مولا علی کو فرمایا:

غُمُضْ عَيْنَيْكَ يَا عَلِيُّ وَاسْمَعْ فِي قَلْبِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

"اے علی! اپنی آنکھیں بند کرو اور سنو: لا الہ الا اللہ۔" یعنی مولا علی کو قلب میں (کلمے کی) تعلیم فرما رہے ہیں؛ آنکھیں بند کر دو اور دیکھو کہ تمہارے قلب سے کلمے کی آواز آئی۔ یہ تو سنتِ رسول ہے، یہی تو پیغامِ رسالت ہے، یہی تو طریقِ اسلام ہے؛ جو آپ کر رہے ہیں، بڑی معذرت کے ساتھ، وہ اسلام نہیں ہے۔

اسلام کا راستہ شرحِ صدر کا راستہ ہے

اسلام کا راستہ شرحِ صدر کا راستہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

افَمَن شَرَحَ ٱللَّهُ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِۦ " اسلام اسی کو حاصل ہو گا جس نے اللہ کے نام سے شرحِ صدر کیا؛ اور جن کی شرحِ صدر ہو گئی، ان کو اپنے رب کی طرف سے نور ملنا شروع ہو گیا۔"

صوفیااور مفسرین کی کتابیں

صوفیائے کرام کی اور مفسرینِ کرام کی کتابیں اٹھاکے دیکھیں، آپ کو پتا چلے گا کہ ذکرِ قلب کی اہمیت ہے۔اور آپ تو یہ سمجھتے ہیں کہ ذکرِ قلب کوئی نئی بات ہے؛ایسی بات تو نہیں ہے نا!رسول اللہ ﷺ کی احادیث آپ کے سامنے ہیں، قرآن مجید کی آیات آپ کے سامنے رکھی ہیں۔ سورۂ تغابن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَن يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُۥ (آیت11)

"اللہ تعالیٰ جس کو مومن بناتا ہے،اس کے قلب کو ہدایت دیتا ہے۔"

باب ۳ : وسیلہ اور مرشد کی ضرورت

سوال : قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ "حبل الورید" (شہ رگ) سے بھی قریب ہے؛جب وہ اتنا قریب ہے تو پھر ہمیں کسی مرشد یا وسیلے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب:

اگر ہر بندہ اللہ کے اتنے قرب میں ہے تو پھر یہ جہنم اللہ نے کس کے لیے بنائی ہے؟کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہر بندہ، خواہ وہ کیسا ہی ہو، حبل الورید کے معنی میں اللہ کے قریب ہے؟نہیں!پھر کس کے قریب ہے؟جنہوں نے اپنے دل میں اللہ کو بسالیا، ان کے قریب ہے۔اور اگر یہی ہوتا کہ سب کے ہی قریب ہوتا تو پھر ایسی صورت میں مرشد کی کیا ضرورت ہے؟تب تو حضور کو بھی آنے کی ضرورت نہیں تھی، انبیاء کو بھی آنے کی ضرورت نہیں تھی۔لیکن یہ تمہارا اپنا فلسفہ ہے؛قرآن کیا کہتا ہے؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (35) سورة المائدة

"اے ایمان والو!اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔"

قرآن کا حکم ــــ وسیلہ تلاش کرو

قرآن کا حکم ہے:"اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کے لیے وسیلہ تلاش کرو۔" آپ کہتے ہیں جی اللہ خود ہی وسیلہ دے دے گا؛لیکن وہ قرآن کا حکم ہے: تلاش کرو۔گھر پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ وسیلہ کوئی پارسل میں بند کر کے تھوڑی بھیجے گا،ڈی ایچ ایل سے تھوڑی آئے گا۔وسیلے کو ڈھونڈنے کا حکم ہے؛ڈھونڈو!قرآن میں اللہ کے فضل کو بھی ڈھونڈنے کا حکم ہے،اور وسیلے کو بھی ڈھونڈنے کے لیے کہا ہے۔

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (10)
سورہ جمعہ

ترجمہ:

"پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور **اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو** اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

ڈھونڈنے سے مراد کیا ہے؟ انسان کی شکل میں تھوڑی لکھا ہوا ہے کہ یہ اللہ کا ولی ہے! اگر کسی کا حبل اللہ (اللہ کی رسی) سے تعلق جڑا ہو گا تو اس کی روح اور قلب سے جڑا ہو گا۔ آپ کو کیسے پتا چلے گا کہ کسی کا تعلق جڑا ہوا ہے؟ آپ کو ڈھونڈنا پڑے گا۔ وسیلہ ڈھونڈنے کے لیے آپ کے پاس کسوٹی بھی ہونی چاہیے، تبھی ڈھونڈ پائیں گے۔ آپ کو وسیلے کی پہچان ہے؟ کون سی ذات ہے جو وسیلے کے طور پر کام کرے گی، اس کو پہچانیں گے کیسے؟ اگر یہ پہچان آسان ہوتی تو ۷۳ فرقے کیوں بنتے؟ تو ڈھونڈنے کا ذکر ہے؛ وسیلہ تلاش کرنا پڑے گا۔

من يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (سورہ الکہف آیت نمبر 17)

"جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے، اور جسے وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو کسی ولی یا مرشد سے نہیں ملاتا۔"

وسیلے کا انکار اور اللہ کی بے نیازی

لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کو وسیلے کی ضرورت نہیں تو آپ قرآن کو جھٹلا دیں؛ لاکھوں کروڑوں اور بھی کافر ہیں، ایک آپ سے ہی اللہ کو کیا فرق پڑے گا؟ وہ صمد (بے نیاز) ہے۔ "اللہ اکبر" کہہ دو، "اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے" کہہ دو تو ٹھیک ہے؛ ورنہ وہ بے پرواہ ہے۔ تمہارے کہنے کی وجہ سے تھوڑی وہ الٰہ ہے، تمہارے کہنے کی وجہ سے وہ معبود ہے؟ ایک بندہ بھی نہ کہے پھر بھی وہ معبود ہے؛ اس کی معبودیت پر آپ کے انکار یا اقرار سے کیا فرق پڑتا ہے؟

دنیا عالم الاسباب ہے — اولاد، رزق اور ہدایت

ہدایت صرف کتابوں میں نہیں ہے؛ انسان کی زندگی کے ہر پہلو میں، ہر رنگ میں ہدایت چھپی ہوئی ہے۔ اولاد کون دیتا ہے؟ اللہ۔ لیکن جب اللہ نے ہی اولاد دینی ہے تو آپ شادی کیوں کر رہے ہو؟ کوئی فرشتہ دو چار بچے آپ کے گھر چھوڑ جائے گا؟ ایسا نہیں ہوتا۔ اللہ نے جو اولاد دینی ہے، اس اولاد کو حاصل کرنے کے لیے شادی کرتے ہو؛ شادی کے بعد ضروری ہے کہ وہ عورت بانجھ نہ ہو۔ اولاد اللہ نے دینی ہے تو بانجھ عورت کو بھی بچہ پیدا ہونا چاہیے نا؟ ایسا نہیں ہوتا، کیونکہ اللہ کا قانون ہے۔ یہ دنیا عالم الاسباب ہے؛ یہاں سبب ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ یہ اللہ کا قانون ہے۔ جب اولاد اللہ نے دینی ہے تو لینے کے لیے آپ شادی کرتے ہیں؛ جب رزق اللہ نے دینا ہے تو لینے کے لیے جاب کرتے ہیں، کاروبار کرتے ہیں؛ تو صرف ہدایت کی باری آتی ہے تو کیوں کہتے ہیں کہ ہم کو کیا ضرورت ہے کسی کے وسیلے کی؟ اولاد کے لیے تو بیوی کا وسیلہ استعمال ہوا؛ رزق کے لیے کاروبار اور جاب کا وسیلہ استعمال ہوا؛ اور ہدایت کے لیے مرشد کا وسیلہ نہیں مانتے — یہ جہالت ہے! قرآن میں تو لکھا ہوا ہے کہ وسیلہ ڈھونڈو۔

قرآن پڑھ لو—ہدایت متقین کے لیے

مسلمانوں کا مسئلہ یہ ہے کہ ہر آدمی نے اپنی سوچ کو دین کا حصہ بنالیا ہے: "جی، میں تو یہ سمجھتا ہوں..." بھائی، تم کون ہو؟ تمہاری رائے کی دین میں کیا اہمیت ہے؟ دین میں کس کی رائے کی اہمیت ہے؟ اللہ اور اس کے رسول کی۔ لہٰذا یہ دین سے دوری اور قرآن مجید سے دوری کے سبب لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ "بھئی، اللہ تو قریب ہے، ہمیں کسی کے وسیلے کی کیا ضرورت ہے؟" قرآن تو پہلے پڑھ لو،

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 2

قرآن میں تو اللہ نے لکھا ہے: "**یہ کتاب متقیوں کو ہدایت دیتی ہے۔**" کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ متقی، گمراہ ہوتا ہے؟ نہیں! اب اگر کوئی متقی نہیں ہے تو وہ ہدایت کہاں سے حاصل کرے؟

اہلِ علم کا مقصد لوگوں کو دین کی تعلیم اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے میں رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ ہر شخص کے لیے ممکن نہیں کہ وہ خود بے شمار کتابوں کا مطالعہ کرے، اس لیے کسی صاحبِ علم کی مختصر گفتگو بھی طویل مطالعے کا نچوڑ سمجھنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ علم کے حصول کا ایک ذریعہ ہے، جس سے فائدہ اٹھانا ہر شخص کی اپنی مرضی پر منحصر ہے؛ کسی پر کوئی بات زبردستی مسلط نہیں کی جاتی۔ البتہ قرآنِ کریم کی رہنمائی سے بے نیازی اختیار کرنا درست نہیں، کیونکہ جب انسان اللہ کے کلام کو قبول نہیں کرتا تو دوسروں کی نصیحت اور رہنمائی سے فائدہ کیسے اٹھا سکتا ہے؟

شیخ عبد القادر جیلانی اور اہل تشیع کی غلط فہمی کا ازالہ

سیدی یونس الگوہر نے غوث پاک کے بارے میں اہل تشیع میں پائی جانے والی ایک بہت بڑی غلط فہمی کو ختم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ امام حسین علیہ السلام کو نہیں مانتے تھے اور انہیں صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ یہ غلط فہمی انہیں اس لیے ہوئی کہ شیخ عبد القادر جیلانی کے نام سے بہت سی شریعت کی کتابیں منسوب ہیں، جن میں سے ایک کتاب کا نام "غنیۃ الطالبین" ہے۔

یہ کتاب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے، جب کہ سرکار گوہر شاہی نے یہ فرمایا کہ یہ غوث پاک کی اپنی تصنیف کردہ کتاب نہیں ہے، بلکہ یہ ایک مولوی تھا جس کا نام بھی عبد القادر جیلانی تھا۔ اب اس مولوی نے جو باتیں کیں، ہمارے جو اہل تشیع بھائی ہیں انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے کی ہیں۔ وہ کیسے امام حسین علیہ السلام کی شان میں کوئی گستاخانہ بات بول سکتے ہیں؟ وہ تو خود حسنی و حسینی ہیں، ان کا تو براہِ راست آئمہ اہل بیت سے نسبی تعلق ہے اور انہی کی نسل سے ان کا سلسلہ چلا ہے۔"

غوث پاک کی اصل کتب اور آلِ رسول کے بارے میں ان کا عقیدہ

چونکہ یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی تھی اور لوگ غنیۃ الطالبین جیسی کتاب کو غوث پاک کی سمجھ کر شریعت کے مسائل اور ان آراء سے منسوب کرتے رہے، اسی طرح عبد القادر نامی اس مولوی کی بہت ساری باتیں لوگوں نے سمجھیں کہ یہ غوث پاک نے کہی ہیں، جس کی وجہ سے ناواقفیت کی بنیاد پر لوگ انہیں برا بھلا کہتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔

یہ سب ایک غلط فہمی کی بنیاد پر ہوا تھا، لیکن اب آپ کو حقیقت بتادی گئی ہے لہذا اب ایسی غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ اگر واقعی آپ غوث پاک کی اصل تعلیمات کو سمجھنا چاہتے ہیں تو آپ ان کی مستند کتب کا مطالعہ کریں۔

غوث پاک کی وہ کتب موجود ہیں جو خود ان کی لکھی ہوئی نہیں ہیں، بلکہ جو آپ کے دروس اور لیکچرز ہوا کرتے تھے، انہیں آپ کے مریدین لکھ لیا کرتے تھے اور پھر ان کو جمع کر کے کتابی صورت دے دی گئی۔ ان میں ایک کتاب **"الفتح الربانی"** ہے جس میں مجالسِ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے خطبات ہیں، اور اسی طرح ایک کتاب **"فتوح الغیب"** ہے۔ یہ ساری وہ کتب ہیں جو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے براہِ راست ارشادات اور لیکچرز پر مبنی ہیں۔

جب آپ یہ کتابیں پڑھ کر دیکھیں گے تو آپ کو پتا چلے گا کہ آلِ رسول کے بارے میں اور مولا علی کے بارے میں ان کا ایمان وعقیدہ کیا تھا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ غوث پاک کی بارگاہ سے ایسی کوئی بات صادر ہو جو آئمہ اہل بیت کے خلاف چلی جائے؛ یہ بالکل ناممکن ہے! کیونکہ انہوں نے تو خود دین کو زندہ کیا ہے اور امام حسین علیہ السلام کی سنت پر عمل کیا ہے۔

باب ٤: علم کا حصول: کون سا علم فرض ہے؟

سوال: علمِ دین کہاں سے حاصل کیا جائے؟ کیا علم صرف مخصوص مقامات اور شخصیات تک محدود ہے؟ اور کون سا علم مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے؟

جواب:

احادیثِ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے علم کی اہمیت اور اس کے حصول کی ترغیب مختلف انداز میں بیان فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"**أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا**" میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔"

اور دوسری حدیث میں فرمایا: طْلُبُوا الْعلم وَلَو بالصين، "**علم حاصل کرو، بھلے تمہیں چین جانا پڑے۔**"

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، "**علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے**" (روایت سنن ابن ماجہ224)

ان ارشادات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علم کا حصول کسی خاص مقام یا طبقے تک محدود نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور مشیت کے مطابق جسے چاہے، جہاں چاہے اور جب چاہے علم و معرفت عطا فرما سکتا ہے۔ اس تناظر میں یہ تصور درست نہیں کہ تمام علم صرف کسی ایک مخصوص گروہ یا

مکتبِ فکر کے پاس ہی موجود ہے۔ احادیث میں علم کے حصول کے لیے کسی ایک شہر یا مقام کی پابندی بیان نہیں کی گئی، بلکہ علم کی تلاش کو اہمیت دی گئی ہے۔ اگر علم کے لیے چین جیسے دور دراز مقام تک جانے کی ترغیب دی گئی ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ انسان کو علم جہاں سے بھی ملے، اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ علم کو صرف مدینہ، مکہ، نجف یا کربلا جیسے مخصوص مقامات تک محدود سمجھنے کے بجائے اس کی اصل اہمیت اور افادیت کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ علم و حکمت کی نعمت جسے چاہے عطا فرماتا ہے، اس لیے کسی دوسرے ذریعے سے حاصل ہونے والی مستند علمی رہنمائی کو محض مسلکی وابستگی کی بنیاد پر رد نہیں کرنا چاہیے۔

جو لوگوں نے اپنے من گھڑت عقائد بنا رکھے ہیں، وہ بہت زیادہ ہیں۔ کوئی خانہ کعبہ میں طواف کے دوران مر جائے تو کہتے ہیں یہ جنتی ہے، کعبے میں مرا ہے؛ کوئی مدینہ پاک میں مر جائے تو جنتی۔ مدینے میں تو اتنے منافق بھی رہتے تھے؛ اور جب ہم "کفارِ مکہ" کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو وہ سارے کافر مکہ ہی میں تھے نا؛ وہ بھی مرے ہی ہوں گے۔ کسی کا رمضان میں انتقال ہو جائے تو کہتے ہیں: "جنتی تھا، رمضان میں مرا، سیدھا جنت میں لگا ہوا ہے۔" یہ من گھڑت عقائد ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم ہر حال میں مکہ اور مدینہ ہی میں علم حاصل کرو؛ فرمایا: "علم حاصل کرو، بھلے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔" ہو سکتا ہے وہاں پر بھی اللہ کسی پر کرم کر دے؛ اللہ کی مرضی ہے، ساری مخلوقات اس کی ہے۔

علم کا حصول مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے

یہ حدیث انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علم حاصل کرو، بھلے ہی چین جانا پڑے۔" زور کس بات پر ہے؟ علم کے حصول کے اصول پر۔ اور اس کے بعد فرمایا: "علم کا حاصل کرنا تمام مسلمان مردوں پر اور تمام مسلمان عورتوں پر فرض ہے۔" یہ حدیث کہتی ہے کہ عورتوں اور مردوں دونوں پر حصولِ علم فرض ہے۔

طالبان اور عورتوں کی تعلیم — ثقافت یا اسلام؟

آج طالبان عورتوں کو علم حاصل کرنے نہیں دیتے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات یہ ہیں۔ طالبان میں ہوا کیا ہے؟ ویسے تو کئی فتنے ہیں، لیکن ایک سب سے بڑا فتنہ یہ ہوا کہ جو پشتون قوم کی علاقائی ثقافت تھی، انہوں نے اس کو بھی اسلامی رنگ دے دیا۔ یہ جو شٹل کاک والے برقعے ہوتے ہیں، یہ برقعے پہننا اسلام میں نہیں ہے؛ عورتوں کا دستانے پہننا اور نقاب لگانا، یہ سب کچھ اسلام نہیں ہے؛ اور اپنی عورتوں کو تعلیم نہ دینا اسلام کے خلاف ہے۔ لیکن یہ پشتون کی روایت میں ہے۔ اسلام میں یہ نہیں ہے۔ اسلام میں کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان مرد اور مسلمان عورت دونوں پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔" جیسے نماز فرض ہے، اسی طرح حصولِ علم فرض ہے۔

کون سا علم حاصل کرنا فرض ہے؟

اسلام میں علم کے حصول کی فرضیت سے مراد ہر وہ علم ہے جو انسان کے ایمان، عقیدے اور دینی زندگی کی درستگی کے لیے ضروری ہو۔ اس سے مراد محض دنیاوی تعلیم یا کسی پیشہ ورانہ شعبے میں مہارت حاصل کرنا نہیں، بلکہ وہ دینی علم ہے جس کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی

محبت، قرآنِ کریم کی تعلیمات اور دین کے بنیادی احکام کو سمجھ سکے۔ ایسا علم جو انسان کے دل کو نورِ ایمان سے منور کرے اور اسے صحیح دینی راستے پر چلنے میں رہنمائی فراہم کرے، ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

اس حوالے سے ہر مسلمان کو اپنے طرزِ زندگی کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا اس نے کبھی دین کے علم کو بھی اپنی زندگی کی لازمی ضرورت اور فرض سمجھ کر حاصل کرنے کی کوشش کی ہے؟ کیا اس نے قرآن وسنت کو سمجھنے اور اپنی زندگی کو ان کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کے لیے وقت نکالا ہے؟ یہ سوال ہر شخص کے لیے قابلِ غور ہے کہ اس نے دنیاوی تعلیم وترقی کے ساتھ دینی علم کے حصول کو کتنی اہمیت دی ہے۔

دین سکھانے کا کوئی منظم نظام نہیں

معاشرے میں دین سکھانے اور مسلمانوں کی تربیت کا کوئی باقاعدہ اور منظم طریقہ موجود نہیں ہے۔ علماء عموماً جمعہ کے خطبات اور مختلف مواقع پر تقاریر کے ذریعے دینی باتیں بیان کرتے ہیں، لیکن کیا دین سکھانے کا کوئی مستقل اور منظم نظام بھی موجود ہے؟ جس طرح انجینئرنگ کی تعلیم کے لیے پرائمری اسکول سے مڈل، ہائی اسکول، کالج اور پھر یونیورسٹی تک باقاعدہ تعلیمی مراحل اور نصاب مقرر ہیں، اسی طرح دین کی تعلیم کے لیے بھی کوئی ایسا ترتیب وار نظام ہونا چاہیے جس کے ذریعے انسان ابتدا سے لے کر مکمل دینی فہم تک پہنچ سکے۔

آج معاشرے میں فرقہ واریت اور دینی اختلافات کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دین کی تعلیم کا کوئی متفقہ اور منظم طریقۂ کار موجود نہیں۔ لوگوں کو معلوم ہے کہ ڈاکٹر بننے کے لیے ایم بی بی ایس اور انجینئر بننے کے لیے بی ای کی ڈگری حاصل کرنا ضروری ہے، لیکن اکثر لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ ایک اچھا مسلمان اور مومن بننے کے لیے دینی علم کہاں سے شروع کرنا چاہیے اور اسے کس ترتیب سے حاصل کرنا چاہیے۔

مختلف مواقع پر ہونے والی بے ترتیب تقاریر، جن میں کبھی کوئی حدیث بیان کر دی جاتی ہے اور کبھی کسی دوسرے موضوع پر گفتگو ہوتی ہے، دین کی مکمل اور مرحلہ وار تعلیم کا متبادل نہیں بن سکتیں۔ جب کوئی مستقل نصاب اور منظم تعلیمی نظام موجود نہ ہو تو دینی تعلیم بھی منتشر انداز میں حاصل ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں ہر شخص اپنی سمجھ اور سوچ کو دین کا حصہ بنالیتا ہے۔

باب ۵: الزامات اور شبہات: قادیانی، نبوت کا دعویٰ اور یہودی ایجنٹ

سوال: امام مہدی سید ناریاض احمد گوہر شاہی کے بارے میں مختلف علماء کی جانب سے مختلف الزامات لگائے جاتے ہیں۔ کوئی انہیں قادیانی قرار دیتا ہے، کوئی نبوت یا الوہیت کے دعوے سے منسوب کرتا ہے، جبکہ بعض لوگ سرکار کے مشن کی دعوت کو یہودی لابی کی سازش اور اسلام مخالف سرگرمی قرار دیتے ہیں۔ دوسری طرف ان کے ماننے والوں کا مؤقف ہے کہ ان کی تعلیمات اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت پر مبنی ہیں۔ بعض علماء یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ ان سے وابستہ ہونے والے افراد شریعت اور ظاہری عبادات سے دور ہو جاتے ہیں۔ ان تمام الزامات اور اعتراضات کی حقیقت کیا ہے؟

جواب:

سیدی یونس الگوہر پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ یہودیوں کے ایجنٹ ہیں اور اسلام کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس کے جواب میں یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اگر اسلام ابھی تک اپنی حقیقی روح کے ساتھ زندہ ہوتا تو پھر کوئی اسے تباہ کرنے کی کوشش بھی کرتا؟۔ کیا سعودی عرب میں اسلام ہے؟ کیا ایران میں اسلام ہے؟ کیا پاکستان میں اسلام ہے؟ مسلمان تو ۷۳ فرقوں میں بٹ گئے ہیں اور کسی کو بھی پتا نہیں کہ ہدایت پر کون ہے۔ سب تتر بتر ہو گئے ہیں۔ کوئی صحابہ کی محبت کا نعرہ لگا رہا ہے، کوئی اہلِ بیت کی محبت کا، کوئی ولیوں کی محبت کا اور کوئی صرف اللہ کی بات کرتا ہے۔ اس طرح دین کو بگاڑ دیا گیا ہے کہ نہ توحید اور رسالت میں فرق نظر آتا ہے، نہ امامت کا پتا ہے اور نہ فقر اور ولایت کی حقیقت سمجھ آتی ہے۔ ہر طرف صرف باتیں ہی باتیں ہیں۔

یہودیوں کی طرف سے فنڈز فراہم کرنے کے الزام پر یہ سوچنے کی بات ہے کہ آخر یہودیوں کو کیا پڑی ہے کہ وہ مہدیؑ کا تعارف کرانے کے لیے فنڈز دیں گے؟ یہودیوں کا فنڈ تو اس وقت ثابت ہوتا جب ان کے ماشیح، یعنی مسیحا، کے تصور کی بات کی جاتی، کیونکہ ان کے دین کے تصور میں ماشیح نے آنا ہے۔ مزید یہ کہ اگر واقعی یہودیوں کا فنڈ فراہم کیا جا رہا ہوتا تو کیا یہ کام اور اس کا موجودہ انداز بھی ایسا ہی ہوتا؟

ظالم کو ظالم کہنا اور سب انسانوں سے محبت

سچی بات کہنے کے لیے انصاف کی عینک سے دیکھنا ضروری ہے۔ ظالم خواہ ہندو ہو یا عیسائی، پاکستانی ہو یا ہندوستانی، جو بھی ظلم کرتا ہے اسے ظالم ہی کہا جائے گا۔ ظلم کرنے والے کی شناخت نہیں بلکہ اس کا عمل اہم ہے۔ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہے اور ہندو بھی اللہ کی مخلوق ہیں۔ اس لیے انسانوں سے نفرت کرنے کے بجائے محبت سے رہنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ہر شخص اپنے دین پر چلے اور دوسروں کو ان کے دین پر چلنے دیا جائے۔ نفرت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ قرآنِ کریم میں بھی یہی پیغام دیا گیا ہے کہ **ان کا دین ان کے لیے اور تمہارا دین تمہارے لیے۔**

قرآن کا پیغام۔

اس پیغام کے مطابق انسان کا تعلق خواہ کسی بھی مذہب سے ہو، اگر اسے اللہ تعالیٰ کو پانے کا شوق ہے تو ایسی تعلیم موجود ہے جو ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے انسان کو اللہ تک پہنچنے کی رہنمائی فراہم کر سکتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کا نور دل میں داخل ہو۔ اگر اس پیغام کی وجہ سے کسی کو یہودیوں کا ایجنٹ قرار دیا جاتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآنِ کریم میں بھی تو یہی تعلیم بیان ہوئی ہے۔

انَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (62) سورة البقرة

اردو ترجمہ:

"بیشک جو لوگ ایمان والے ہیں اور وہ لوگ جو یہودیوں اور عیسائیوں اور ستاروں کی پوجا کرنے والوں میں سے جو بھی سچے دل سے اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئیں اور نیک کام کریں تو ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔" سورۃ البقرۃ 62

اللہ نے قرآن پاک میں بھی کسی ایک خاص مذہب کی شرط نہیں لگائی اس آیت میں اللہ نے تین چیزیں بیان فرمائی ہیں۔

(1)۔ اللہ پر ایمان۔(2) قیامت پر ایمان۔(3) اور عمل صالح یہ تینوں چیزیں اگر کسی میں ہوں تو پھر کسی بھی دین سے ہو، اللہ کے نزدیک وہ مومن ہے چاہے وہ عیسائی ہے، یہودی ہے، نصرانی ہے یا صابی ہے۔ اللہ کے نزدیک اس کا شمار مومن میں ہو گا۔ اس سے معلوم یہ ہوا **کہ درجہ ایمان درجہ اسلام سے بڑا ہے** ۔ جب انسان درجہ ایمان پر پہنچ جاتا ہے تو پھر کس مذہب میں ہے اس سے فرق نہیں پڑتا۔

قرآن کی اس تعلیم میں تین باتوں کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے: **اللہ کی ذات پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان اور عمل صالح**۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، ان بنیادی امور کی اہمیت اپنی جگہ بر قرار رہتی ہے۔ یہ کوئی ذاتی یا من گھڑت تعلیم نہیں بلکہ قرآنِ کریم کا بیان کردہ پیغام ہے۔

قرآن کو سمجھنے اور پڑھنے میں فرق۔

قرآنِ کریم کی ان تعلیمات سے ناواقفیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگوں نے قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش نہیں کی۔ قرآن کو پڑھنا ایک بات ہے اور اسے سمجھنا دوسری بات۔ بہت سے لوگ قرآن کو صرف رٹ لیتے ہیں، لیکن جب ان سے پوچھا جائے کہ اس میں کیا بیان کیا گیا ہے تو وہ اس کی وضاحت نہیں کر پاتے۔ یہ محض رٹّا لگانے کے مترادف ہے۔

اسی طرح بہت سے علماء نے بھی قرآن کی آیات کو یاد تو کیا ہوتا ہے، لیکن ضروری نہیں کہ انہیں یہ معلوم ہو کہ قرآن میں کہاں کیا بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر حفاظِ کرام تراویح میں مسلسل قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہیں، لیکن اگر ان سے پوچھا جائے کہ انہوں نے کیا پڑھا ہے تو ممکن ہے وہ اس کا مفہوم بیان نہ کر سکیں۔ اس طرح تلاوت محض الفاظ دہرانے تک محدود رہ جاتی ہے۔

اس بات کو سمجھانے کے لیے طوطے کی مثال دی جاتی ہے۔ طوطے کے سامنے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھا جائے تو وہ بھی یہی الفاظ دہرا لیتا ہے۔ اسی طرح اسے "میں مومن ہوں" یا "میں ولی ہوں" کہنا سکھایا جائے تو وہ بھی یہ جملے بول سکتا ہے۔ لیکن کیا صرف یہ الفاظ دہرانے سے وہ حقیقت میں مومن یا ولی بن جائے گا؟ یقیناً نہیں۔ اسی طرح قرآنِ کریم کے الفاظ پڑھ لینا یا یاد کر لینا کافی نہیں، بلکہ ان کا مفہوم سمجھنا اور ان کی حقیقت کو اپنی زندگی میں اپنانا بھی ضروری ہے۔

باب ۶: سرکار گوہر شاہی کی حقیقی نمائندگی اور امام مہدی کی پہچان

سوال: انجمنِ سرفروشانِ اسلام خود کو سرکار گوہر شاہی کی نمائندہ جماعت قرار دیتی ہے، جبکہ MFI کی قیادت، سیدی یونس الگوہر، سرکار گوہر شاہی کی تعلیمات اور پیغام کی نمائندگی کا مؤقف رکھتے ہیں۔ ایسے میں ایک عام آدمی کے لیے یہ پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے کہ دونوں میں سے حقیقی نمائندگی کا معیار کیا ہے؟ مزید یہ کہ جب امام مہدی علیہ السلام کی بات کی جاتی ہے تو سرکار گوہر شاہی کے اہلِ خانہ ہی قسمیں کھا کر ان کے امام مہدی ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ اگر ان کے اپنے اہلِ خانہ ہی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے تو باقی دنیا انہیں کیسے مانے گے؟

جواب:

اس حوالے سے سیدی یونس الگوہر کی جانب سے یہ مؤقف پیش کیا جاتا ہے کہ اہلِ خانہ کے پاس یہ طاقت نہیں کہ وہ اپنی بات پوری دنیا سے منوا لیں۔ کسی کے حق کو مانا نہیں جاتا بلکہ پہچانا جاتا ہے۔ اگر کسی شخصیت کے بارے میں فیصلہ صرف اس کے گھر والوں کے کہنے پر کیا جائے تو یہ پہچاننے کا درست طریقہ نہیں، کیونکہ اصل اہمیت دعوے کے بجائے اس کی حقیقت اور دلائل کی ہوتی ہے۔

پہچان کا پیمانہ ــــ تعلیمات، رسائی اور اختیار

حقیقی پہچان کا معیار تعلیمات، رسائی اور اختیار ہے۔ جہاں وہ اختیار، رسائی، تعلیم اور رنگ نظر آئے، وہاں اس حقیقت کو پہچاننا چاہیے۔ اس معاملے میں کسی کا سید یا قریشی ہونا بنیادی اہمیت نہیں رکھتا۔

نمائندہ جماعت ہونا ایک الگ بات ہے اور رب کی طرف سے مقرر کیا جانا الگ بات ہے۔ اسی طرح اہلِ خانہ ہونا بھی ایک نسبی تعلق ہے، لیکن اسے حقیقی نمائندگی کا واحد معیار نہیں بنایا جا سکتا۔ اس حوالے سے یہ سوال بھی اٹھایا جاتا ہے کہ جن لوگوں کے پاس آستانہ، مسجد، نام، خاندان اور اہلِ خانہ سمیت تمام وسائل موجود ہیں، وہاں ماننے والوں کی تعداد لاکھوں سے سکڑ کر چند سو کیوں رہ گئی؟ اس کے برعکس سیدی یونس الگوہر کے بارے میں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کا تعلق اہلِ خانہ سے نہیں، لیکن ان کے ساتھ لاکھوں لوگ کیوں وابستہ ہوئے؟ یہ صورتِ حال بھی غور طلب ہے۔

نسب کی حقیقت ــــ سید ہونا کافی نہیں

(نسب اور خاندان کی) یہ سب بس باتیں ہوتی ہیں۔ جیسے کہتے ہیں: "یہ سید ہیں؛ سید کہاں سے نکلے؟ حضورِ پاک ہی سے لیکن حضورِ پاک ﷺ کی عظمت کی اصل وجہ کیا ہے؟ کیا آپ ﷺ کی عظمت صرف کسی نسل یا خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ہے؟ اسی طرح کسی کا اہلِ خانہ میں سے ہونا یا نہ ہونا اس کی روحانی حیثیت کا حتمی معیار نہیں ہو سکتا۔

اللہ کا تو کوئی گھرانہ نہیں ہے۔ اللہ نے جو انبیائے کرام بھیجے ہیں، وہ اپنی مخلوق ہی میں سے بھیجے ہیں نا! یہ بات لوگوں کو بری لگتی ہے، لیکن اگر دیکھا جائے تو دنیا کے اندر ایک انسان بھی ایسا نہیں ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد نہ ہو۔ ایک آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؛ باقی سب کون ہیں؟ باقی سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور وہ بھی تو نبی ہیں! فرض کرو کہ یہ حضورِ پاک کی طرف سے سید ہیں، اور باقی ہم آدم علیہ السلام کی طرف سے سید ہیں؛ تو ہم بھی نبی کی اولاد ہیں! لیکن نہ تمہارے سینے میں نور ہے، نہ ہمارے سینے میں نور؛ تو دونوں کا نبی کی اولاد ہونا بیکار ہو گیا۔

خطبۂ حجۃ الوداع ــــ معیار تقویٰ ہے

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سنو! تمہارا رب ایک ہے، اور تمہارا باپ ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی عجمی کو عربی پر، سفید کو کالے پر اور کالے کو سفید پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے"

رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر عرب اور عجم کے امتیاز کو ختم فرمادیا تھا۔ اس موقع پر یہ تعلیم دی گئی کہ کسی شخص کو صرف عرب ہونے کی وجہ سے افضل نہیں سمجھنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فضیلت کا معیار نسل یا خاندان نہیں بلکہ تقویٰ ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کی حقیقی قدر و منزلت اس کے تقویٰ اور کردار سے متعین ہوتی ہے، نہ کہ محض نسبی نسبت سے۔

قرآن کا فلسفۂ آل ــــ نوح علیہ السلام کا بیٹا

جہاں تک آل کی، اہلِ خانہ کی بات آتی ہے، قرآنِ مجید کا جو فلسفہ ہے وہ یہ ہے کہ نبی کی آل میں اس کو آل اس وقت سمجھا جائے گا جب وہ صالح ہو۔ اگر نبی کی بھی آل ہو، اولاد ہو، اور وہ غیر صالح ہو تو اللہ کے نزدیک اس کو نبی کی آل سے الگ سمجھو؛ یہ قرآن کی تعلیم ہے۔ کیونکہ جب نوح علیہ السلام کا بیٹا ان کو نہیں مانتا تھا اور طوفان آیا تو نوح علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا: "اے اللہ! میرے بیٹے کو بچالے؛ میرا جو بیٹا ہے وہ میری آل سے ہے، اسے بچالے۔" تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ(سورة ہود (آیت نمبر 46)

"**وہ تیرا بیٹا تیری آل میں سے نہیں ہے، کیونکہ اس کا جو عمل ہے وہ غیر صالح ہے**؛ اس لیے وہ تیری آل میں سے نہیں ہے۔ تو مجھ سے اس بات کا سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں تو نادانوں میں سے نہ ہو جائے"

سیدی یونس الگوہر نے مزید فرمایا۔

" تو ہم انجمنِ سر فروشانِ اسلام میں، اہلِ خانہ میں سے جو غیر صالح ہیں، انہیں آل نہیں مانتے؛ یہ ہمارا اپنا فیصلہ نہیں ہے، قرآن کی تعلیم ہے۔ اگر کوئی تنقید یا مخالفت کرنے والا ہو تو وہ نکات لکھ کر بھیجے کہ قرآن یہ کہتا ہے اور تم یہ کہتے ہو، اس لیے تم غلط ہو؛ ادھر ادھر کی فضول باتیں نہ کریں۔ ہم نے جب بھی آل کے حوالے سے گفتگو کی ہے، قرآن کو ساتھ رکھا ہے۔"

باب ۷ : اجر، جنت یا اللہ؟

پہلی بات تو یہ بیان کی جاتی ہے کہ اگر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ صحیح کر لیے جائیں تو پھر کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ مسئلہ تو یہیں پر ہے کہ نمازیں درست نہیں ہیں؛ نہ روزے رکھنے سے نفس پاک ہو رہا ہے اور نہ نماز پڑھنے سے قلب مضبوط ہو رہا ہے۔ اسی کو درست کرانے کی تحریک ہے، اور یہ تعلیم کوئی اپنی طرف سے نہیں بنائی گئی، بلکہ قرآن و حدیث کی تعلیم ہے۔

جب اللہ کی محبت دل میں آتی ہے تو منزل بدل جاتی ہے

یہ ضرور ہے کہ جب انسان کے دل میں اللہ کی محبت آنے لگتی ہے تو پھر اس کی منزل، اس کا مرکز و محور (حور و قصور) نہیں رہتا، بلکہ اللہ کی ذات بن جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی اس بات پر مصر ہے کہ اسے اللہ نہیں چاہیے، بلکہ جنت چاہیے، تو وہ جنت میں جائے؛ اسے کس نے روکا ہے؟ کسی کو یہ نہیں کہا جارہا کہ وہ بھی اللہ کو چاہے۔ یہ چاہت ہر انسان کی اپنی خواہش کے مطابق ہے کہ اللہ چاہیے۔ بے شک جنت ملے یا نہ ملے، خیر ہے؛ اللہ ملے، اس کی رضا ملے، اس کی نسبت ملے، اس کی محبت ملے اور اس کا ساتھ ملے، بس یہی مطلوب ہے۔

اخلاص — قرآن کا درس

یہی اخلاص ہے۔ قرآنِ مجید میں اخلاص کا درس دیا گیا ہے کہ خالص اسی کے ہو جاؤ؛ نہ کسی لالچ کی وجہ سے اس کی عبادت کرو، بلکہ خالص اسی کی عبادت کرو۔ اخلاص ہمارا فلسفہ نہیں ہے، بلکہ قرآنِ مجید کی تعلیم ہے۔

باب ۸: داعی من اللہ کی پہچان

سوال: یوٹیوب پر صوفی ازم، روحانیت یا کسی بھی مذہب کے حوالے سے بات کرنے والے بہت سے لوگ، جن میں ملا حضرات بھی شامل ہیں، یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ داعی من اللہ ہیں اور اللہ کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ ایسے میں اس بات کی پہچان کیسے کی جائے کہ حقیقت میں کون داعی من اللہ ہے؟ کیا اس بات کی کوئی تصدیق ہے کہ اللہ کی طرف سے کسی کو یہ ذمہ داری دی گئی ہے، اور مختلف دعوے کرنے والوں میں تفریق کیسے کی جا سکتی ہے؟

جواب:

اس بات کو ایک شادی کی دعوت کی مثال سے سمجھتے ہیں کہ کسی کی شادی کی دعوت ہو اور وہاں بڑے اہتمام کے ساتھ کھانا تیار کیا گیا ہو۔ لوگوں کو بلانے کے لیے کئی لوگ گئے ہوئے ہوں اور سب یہی کہیں کہ وہ انہیں دعوت میں بلانے آئے ہیں۔ لیکن جو بھی انہیں دعوت پر لے جا کر کھانا کھلا دے، وہی سچا بلانے والا ہے۔ اسی طرح داعی من اللہ ہونے کا بھی کوئی ثبوت تو ہو گا۔ اللہ کی طرف بلانا صرف بلانا ہی نہیں ہے، بلکہ کام تو بلا کر اسے اللہ تک پہنچانا بھی ہے۔

اللہ تک لے جانے کی ابتدا—اللہ کا نام اندر اتارنا

اللہ تک لے جانے کی ابتدا کہاں سے ہوتی ہے؟ اللہ تو انسان کے اندر نہیں آئے گا، سب سے پہلے اس کا نام انسان کو اپنے اندر اتارنا ہو گا۔ اس کا نام جب انسان کے اندر جائے گا تو اللہ کے نام کا رگڑا لگے گا، نور بنے گا؛ دلوں میں اللہ کا نور آئے گا، اس سے ایمان بڑھے گا۔ جتنا نور آتا جائے گا، انسان کا رخ اللہ کی طرف ہوتا جائے گا، اور ایک دن ایسا آئے گا کہ اللہ کا نور دل کا رخ اللہ کی طرف کر دے گا۔ جب دل اللہ کی طرف ہو جائے گا تو اس کے بعد انسان کا ہر کام اللہ کے لیے ہو گا۔

سچے داعی کی پہچان—دل کا اللہ کی طرف ہو جانا

سچے داعی کی پہچان یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: "یہاں آ کر بیٹھو؛ اگر تمہارا دل اللہ کی طرف ہو جائے تو مجھے سچا جاننا، اور اگر نہ ہو تو پھر میں جھوٹا ہوں۔"

جو بھی تمہیں جا کر دعوت کھلا دے، وہی سچا دعوت دینے والا ہے۔

پچیس برس کا سفر - سیدی یونس الگوہر مثل چٹان

پچیس سال ہو گئے ہیں۔ سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ سے مسلمان، ہندو، یہودی، سکھ، عیسائی اور بے مذہب لوگ بھی فیض یاب ہو رہے ہیں اور ان کے قلوب میں نور داخل ہو رہا ہے اور سب لوگوں کا تعلق رب کی ذات کے ساتھ جڑ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن کا بھی قلب بیدار ہو چکا ہے، چاہے وہ کسی بھی مذہب سے ہیں، لیکن وہ سرکار گوہر شاہی کو ماننے والے ہیں اور سرکار کی بارگاہ سے فیض یاب ہیں، تو وہ سب لوگ ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھتے ہیں، دلوں سے ایک ہو چکے ہیں؛ ان کے اندر سے فرقہ واریت، مذہبی عصبیت اور رنگ و نسل کی تفریق ختم ہو چکی ہے۔

سیدی یونس الگوہر کی ذاتِ مبارک ہی حقیقی معنوں میں داعی من اللہ ہیں۔ آخری زمانے کے لیے اللہ کا یہی منصوبہ ہے جس کا ذکر اس نے سورۂ ابراہیم میں کیا ہے کہ "الر، کے فیض کے ذریعے لوگوں کے اندر سے ظلمت کو نکالنا ہے اور نور داخل کرنا ہے؛ یہ اس مخلوق کے رب کا اذن ہے۔"

اگر لوگوں کو فیض نہ ملا ہوتا تو سولہ لاکھ کا مجمع کیسے جمع ہوتا؟ یہ ایک مہینے کی بات نہیں، بلکہ پچیس سال کا عرصہ ہے۔ اگر لوگوں کو کچھ نہ ملا ہوتا اس بارگاہ سے تو وہ اس طرح دیوانوں کی طرح سیدی یونس الگوہر کی طرف یوں کھچے چلے نہ آتے۔ لوگ آپ کے در پر بیٹھے ہوئے ہیں؛ کہیں نہ کہیں تو پہنچے ہیں، تبھی تو بیٹھے ہوئے ہیں۔

آخری زمانے میں بھیجی جانے والی روح

سرکار گوہر شاہی نے کتاب مقدس دین الٰہی میں فرمایا ہے۔

"آخری زمانہ میں اللہ تعالی کسی ایک روح کو دنیا میں بھیجے گا۔ جو ان روحوں کو تلاش کر کے اکٹھا کرے گا۔ اور انہیں یاد دلائے گا کہ کبھی تم نے بھی اللہ سے محبت کری تھی۔ ایسی تمام روحیں خواہ کسی بھی مذہب یا بے مذہب اجسام میں تھیں، اس کی آواز پر لبیک کہیں گی اور اس کے گرد اکٹھی ہو جائیں گی۔ وہ رب کا ایک خاص نام ان روحوں کو عطا کرے گا۔ جو قلب سے ہوتا ہوا روح تک جا پہنچے گا اور پھر روح اس نام کی ذاکر بن جائے گی۔ وہ نام روح کو ایک نیا ولولہ نئی طاقت اور نئی محبت بخشے گا۔ اس کے نور سے روح کا تعلق دوبارہ اللہ سے جڑ جائے گا۔ "

رب کا خاص نام: الر

سرکار گوہر شاہی نے رب کے جس خاص نام اور جس روح کا ذکر فرمایا ہے، دینِ الٰہی کتاب میں وہ خاص نام الر اکا ہے، اور وہ ذات مبارک عزت مآب سیدی یونس الگوہر کی ہے ، جہاں سے بلا امتیاز تمام انسانیت کو الر اکا فیض عطا کیا جا رہا ہے، جس میں دین دھرم کی کوئی شرط نہیں۔ جو بھی سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ سے فیض یاب ہو رہا ہے، اس کے اندر رب کی محبت اور ایمان کی ایک نئی طاقت اس کو محسوس ہو رہی ہے اور اس کا تعلق رب کی ذات کے ساتھ جڑ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لاکھوں لوگ اس وقت سیدی یونس الگوہر کی بارگاہ سے منسلک ہو چکے ہیں اور جوق در جوق فیض یاب ہو رہے ہیں۔ سیدی یونس الگوہر کی موجودگی اس دنیا میں انسانیت کے لیے رب کی طرف سے ایک بہت انمول تحفہ ہے۔

تن تنہا آغاز اور بنتا ہوا کارواں

سرکار گوہر شاہی کی غیبت کے بعد سیدی یونس الگوہر نے مہدی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل (ایم ایف آئی) کے نام سے سرکار کے مشن کو جاری رکھا ہے۔ اس کا آغاز انہوں نے تن تنہا کیا، لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا سے لوگ ساتھ جڑتے گئے اور کارواں بنتا گیا؛ آج لاکھوں لوگ سرکار امام مہدی گوہر شاہی کے ماننے والے ہیں اور سرکار سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ سیدی یونس الگوہر انسانیت کے لیے رب کی طرف سے ایک انمول تحفہ ہیں؛ ان کا کرم اور فضل تمام مخلوق کو یکساں عطا ہو رہا ہے، اور جو بھی رب سے تعلق جوڑنا چاہتا ہے، چاہے کسی بھی رنگ و نسل سے ہو، وہ ان کی بارگاہ سے منسلک ہو جائے تو اسے اپنی منزل مل جائے گی۔ رب کی محبت کے اس مشن کو دنیا تک پہنچانے کا حقیقی معنوں میں واحد ذریعہ سیدی یونس الگوہر کی ذاتِ مبارک ہیں۔

MFI
THE AWAKENING
NETWORK

MFI THE AWAKENING NETWORK C.I.C

نور سے ہدایت:

خدا کی محبت تمام مذاہب سے بالاتر ہے اور یہی تمام مذاہب کی اصل روح ہے، جبکہ خدا کا نور اُس راہ کو روشن کرنے والا چراغ ہے جو منزل کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔

رابطہ کرنے کا طریقہ:

ہمیں درج ذیل سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر تلاش کریں:

یوٹیوب • فیس بک • انسٹاگرام • ٹک ٹاک • واٹس ایپ • ٹیلی گرام • X

www.mfiawakening.org

الرٹی وی آفیشل لائن
+44 7472 540 642

امجد گوہر
نمائندہ—MFI
+44 7401 855568

رابطہ ای میل
info@mfiawakening.org

SCAN TO VISIT
OUR WEBSITE